Cultural Academy

پہونچا جو آپکو تو مین پہنچا خدا کی تئین — معلوم اب ہوا کہ بہت مین بہی دور تہا
آتش بلند دلکی نہ تہی ورنہ ای کلیم — ایک شعلہ برق خرمن صد کوہ طور تہا
مجلس مین رات ایک تیرے پرتوے بغیر — کیا شمع کیا پتنگ ہر ایک بے حضور تہا
منعم کے پاس قاقم و سنجاب تہا تو کیا — اس رند کی بہی رات گذر گئی جو عور تہا
ہم خاک مین ملے تو ملے لیکن اے سپہر — اوس شوخکو بہی راہ پہ لانا ضرور تہا

غزل میرزا رفیع السودا

مقدور نہین اوسکی تجلی کے بیان کا — جون شمع سراپا ہو اگر حرف زبان کا
پردے کو تعین کے در دل سے اوٹہا دے — کہلتا ہے ابہی پل مین طلسمات جہان کا
ٹک دیکہہ صنم خانہ عشق آن کے ای شیخ — جون شمع حرم رنگ جہلکتا ہے بتان کا
اس گلشن ہستی مین عجب دید ہے لیکن — جب چشم کہلی گل کی تو موسم ہے خزان کا
دکہلائیے لیجا کے تجہے مصر کا بازار — لیکن نہین خواہان کوئی وان جنس گران کا
ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ — دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہان کا
سودا جو کبہو گوش سے ہمت کی سنے تو — مضمون ہے یہی جرس دلکی فغان کا

غزل سوز

جز شکر قلم صفحہ پہ خلاق جہان کا — جا ہے جو کرے وصف تو منہ کیا ہے بیان کا
پہنچے ہے خیال ایسکے کوئی وصف تلک اپنا — وان دخل فرشتہ کی نہین وہم و گمان کا
ایک نسخہ نویس اسکے مطب کا ہے مسیحا — ہے علم مداوا کی سے سود و زیان کا
اس شخص سیکا دہن ایسا نہین جس سے — جہٹ اوسکے ادا شکر ہو بخشندہ جان کا
ہر مو بہ تن خلقت خاکی جو زبان ہو — مقدور کسی ہے تیرے احسان کی بیان کا

غزل جرأت

نالہ موزون سے مصرع آہ کا چسپان ہوا — روز یہ پر درد اپنا مطلع دیوان ہوا
جسنے دیکہا آکے یہ آئینہ خانہ دہر کا — فی الحقیقت بس وہ اپنا آپ ہی حیران ہوا
کاش دل بہی چشم تک آنے نپایا طفل اشک — رفتہ رفتہ آب تو یہ اٹکا کوئی طوفان ہوا

غزل انشا

غزل مظہر

بجھمد غم نے تو دی دو جام بادۂ نور دے ہے | کہ نہ سوجھی ساغر مین ساقیا مجھے کچھ جہان کا برا بھلا
یہ دان ساقی کوثرا سر خم کو پیر مغان ملا | سبھی ہاں حد کو مے پلا کے تو شیخ و شاب کو صلا دی
یہ جو کہتے کعبہ مین ہے فقط غلط ہی محض اسے منظے | جدھر انکھ اٹھا کی نظر کرون نظر اوسی مجکو وہ برملا
تجھے انشا اور تو کیا کہون دو جہان مین کوئی بھی فراق ہے | جو خدا کے نور سی بہر ہو کہ مجال ہے زمین ہی برملا

غزل ناسخ

مرا سینہ ہی شرق آفتاب داغ ہجرانکا | طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبانکا
کسی خورشید رو کے جذب دل نے آج کہنچا ہے | کہ نور صبح صادق ہے غبار اپنی بیابانکا
چمکنا برق کا لازم پڑا ہے ابر باران مین | تصور چاہیئی رونے مین اوسکی روئے خندانکا
کفن ہے جب سفیدی دیکھتا ہون گنج مرقد مین | تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجرانکا
تصور مین حضور آنکھونکی جو ایک ماہ رہتا ہے | مری زندان مین عالم ہو گیا یوسف کے زندانکا
کوئی مضمون اگر لکھتا مین بحال پریشانکا | کبھی نبد ہتانہ شیرازہ میرے اوراق دیوانکا
یہ عشق ایسی بلا بد ہے جسکی نام کی دولت | درختونکو سکھاتا ہی لپٹنا عشق پیچانکا
دیا میرے جنازیکو جو کاندہا اوس پریرونے | گمان ہے تختۂ تابوت پر تخت سلیمانکا
وہ شوخ فتنہ انگیز اپنی خاطر مین سمایا ہے | کہ اک گوشہ ہے صحرا ہے قیامت جسکی داما نکا
اثر بعد از فنا میرے سیہ قلبی کا باقی ہے | ہوا پر خاک انداز اپنی ہے دود پریشانکا
یہ شمشیر قاتل کسقدر بشاش تہا ناسخ | کہ عالم پر دہان زخم پر ہے روئے خندانکا

غزل جوان

دیکھ داغ عشق دلمین ذکر نے حیران کیا | ہمنے وہ خورشید تابان مطلع دیوان کیا
سوز ہے سینے مین اسکا ہے نے ابراہیم پر | آتش نمرود لالہ دود نافرمان کیا
کشتہ مین اوس تیغ کا ہون جسپر اسمٰعیل نے | جان کر عید آپکو کس شوق سے قربان کیا
گرمی جانان حسن اسکے مہ کنعان نے دیکھ | سود سودا جانکر بیعانہ نقد جان کیا
کوئی بیخود کوئی دیوانہ کوئی مجذوب ہے | عشق نے اوسکے برنگ عالم امکان کیا
ہے عیان ہر شے مین تو ہی حیرت ابی ہی تکرار | متصل جلوہ دکھا کیون آپکو پنہان کیا

خون پہاڑ دیکھا میری ان چشم گوہر بار نے | بیخبر مژگان کو رشک بحر مرجان کیا
وجہ حیرانی کہون تجھسے کہ کیا ہے عکس یار | پھر اس آئینہ دل نے مجھے حیران کیا
فیض جیسی پاک دامانی کو تر کر دیکھ مجھے | ساقی دوران نے مست بادۂ عرفان کیا
جا خدا کو مان ہر دم بحث کر تو ہو نہ پے | مشرب اپنا بادہ خوار ایکا تو مین نے نمان کیا

مخمس جان

ایکجوان تو عندلیب گلشن توحید ہے | سیون بر بیاد گل گریبان چاک تا دامان کیا

غزل موجد مشعر نشار

کہتا ہون تیرے ساحر وین ورد زبانکا | کہتا ہون تیرے شکر عنوان بیانکا
جب سے گرد اوپر یا نون تیرے سیمین بہر سوالان | اوس سرو کو مین کی سمیں گردن دیدہ جانکا

کچہہ صدق طرف علی کی ہے اہل حیا دیکہہ — تجہہ علم کے چہرے پہ نہین رنگ گمان دیکہا
ہر ذرہ عالم مین ہے خورشید حقیقی — یون بوجہہ کے بلبل ہے ہر ایک غنچہ دہانکا
کیا بیم ہے آفات قیامت سیتی اوسکو — کہایا ہے جو کوئی تیر تجہہ ابرو کمان کا
جاری ہوئی جگر سے تمیر سبزہ خط دیکہہ — الخضر قدم سیر کر اس آب روان کا
کہتا ہے ولی دلسے یہ مصرعہ رنگین — ہے یاد تیری مجہکو سبب راحت جانکا

غزل سراج

نام تیرا ابجد اخہرست ہے دیوانکا — ہے زبان انکا ورد خاصہ اور وظیفہ جانکا
جبیوسے بیقے وجہ ربک کی سلاسرن کو بہیر — ورد کرمن ہے خیال من علیہا فانکا
یا محمد تجہہ کرم سون ہون سلامت واہر — لکہہ دکہا ایمانکا اور بہید کہہ نسیانکا
کر شراب شوقسے بیہوش مجہکو یا حبیب — دی مجہے بہر کر پیالہ نشہ عرفان کا
تو احد ہے نام تیرا احمد بے میم ہے — زیب پایا تجہہ صفت سی ہر ورق قرانکا
جان نے جا مین نہین ہے جان جانان کا خیال — سر کو وہ پایا جو سر خار ہے اس میدانکا
اے سراج اپنی خودیکو بیخودی مین محو کر — شغل جاری رکہہ ہر اک دم مین ہو الرحمانکا

غزل عاشق

اللہ رے قدرت تیری اور اسکا تماشا — کیا چین ہے کیا لطف ہے کیا عیش اہا ہا
الگلشن دنیا تیری قربان گیا مین — تونے تو عجب طرح کا ہے رنگ دکہایا
ہے آئینہ مظہر حق تو ہے تو واحد — برعکس سمجہتے ہین جو مین کہتی ہین ہی جا
آباد کیا خانہ دل عیش و طرب سے — اور غم کے تئین ہمسے بہت دور بہجایا
عاشق ہون ترے نام کا مین دلسے کہ تو نے — ہر رنگ مین ہے جلوہ معشوق دکہایا

غزل شادان

چہرہ اسکا کیا کہون ہے مین ہے وہ شعلہ نور کا — مین تو عاشق ہون اسے معشوق تا محشر کا
نور تہا یا شعلہ تہا یا برق یا خورشید تہا — کچہہ تو ای ہمدم کہو کیا تہا وہ جلوہ طور کا
سخن اقرب کہہ گئی قران کے آیت جبرئیل — ہے مرے نزدیک اندیشہ نکر نا دور کا

جسکی بیٹی ہی کی خطا آنکہون نہین اسکے کیا
جو عدو دنیا ہے زنان خوشتر اس انکو
خوش نہین اتنا ہے مجہکو اگر اسنا عیا
کان مین نغمہ ہے اب بس اسی طنبور کا
یا انگلجہ ہے سرو جیسے قد خرامی دیکہہ
مین ہون دیوانہ اوسکے نرگس مخمور کا
اسکے ان ابتک جس سے کیون شادان شاد ہے
آنچ ہے کیا اور ہے عالم دل مسرور کا

غزل کنور

تقریر کرے وصف کو خلاق جہانکا — مقدور کہان نطق کو کیا منہ ہے زبانکا
خارج ہے تخیل سے وہم سے گمان ہے
ذات او سکے جو واقف ہے سب اسرار نہانکا
حاضر ہے سبہی ذرے سے خورشید تلک او سکی
حقا کہ خداوند ہے وہ کون و مکانکا

ممکن نہین ٹک وسکی تجلی کی بیان ہو
ہر رنگ مین ہے جلوہ کنان رنگ اوسیکا
رہتا نہین دائم کنو ایک طرز یہ عالم

سن جاہی تعقل کا گذار انہ گمان کا
ناحق ہے تناقض حرم و دیر مغان کا
گذرے ہی جو بہاران ہی موسم ہے خزان کا

غزل میر تقی در نعت حضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلعم

جلوہ نہین ہے نظم مین حسن قبول کا
حق کی طلب ہے کچہ تو محمد پرست ہو
مطلوب ہے زبان و مکان و جہان سے
احمد کو ہمنے جان کہا ہی وہ ہے احد
جن مردمانکو آنکہین یہان ہے دخل این نے
مقصود ہے علی کا ولی کا سبہی کا تو

دیوان مین شعر گر نہین نعت رسول کا
ایسا وسیلہ ہے یہ خدا کے وصول کا
محبوب ہے خدا کا خلق کا عقول کا
مذہب کچہ اور ہو گا کسی بو الفضول کا
سرمہ کرین ہین رہ کی ترے خاک و دہول کا
ہے قصد سبکو تیری رضا کی حصول کا

غزل سودا

ہر سنگ مین تمہارا ہے ترے ظہور کا
پڑ ہے درد و حسن صبیح و ملیح دیکہہ
توڑون یہ آینہ کہ ہم آغوش عکس ہے
بیکس کوی مرے تو جلے اوسپہ دل مرا
ہمتو قفس مین آ کی خاموش ہو رہے
ساقی سی کہہ کہ ہے شب مہتاب جلوہ گر
سودا کبہی نہ مانیو واعظ کی گفتگو

موسے نہین جو سیر کرون کوہ طور کا
جلوہ ہر ایک پر ہے محمد کے نور کا
ہووے نہ مجہکو پاس جو تیرے ظہور کا
گویا یہ ہے چراغ غریبان کی گور کا
ای ہمصفیر فایدہ ناحق کے شور کا
دی لبسمہ پوش ہو کے تو ساغر بلور کا
آوارہ دہل ہے خوش آیندہ دور کا

غزل انشا

العشق مجہے شاہد اصلی کو دکہالا
ہے تجہکو جنون کی قسم اے جذب محبت
اتنا تو پہرا وادی وحشت مین ترے مین
سوجہی ہے مجہے عالم اطلاق کی منزل

قم خذ بیدی وفقک اللہ تعالے
اس نور تجلی کی جہلک مجہکو دکہالا
ہر پاے نظر مین ہے پڑا اشک کا چہالا
الفت نی جو تقلید کے جہگڑے سے نکالا

ہر چند ہون عاصی پہ امت مین ہون اوسکے
جسکے قدم عرش معلے سے ہی بالا
دلا سے جہان رہبر عشاق محمد
صد عقدۂ مشکل کا مرے کہولنے والا
امید مجہے ساقی کوثر سے ہے جسکے
ہے جام تو لاسے مرا نشہ دوبالا
قنبر کو کرے حکم کہ جلد سے خبر لے
انشا ہے غلامون مین مرا اسکو چہڑالا

مخمس جان

زنہار نہ ہو پیچ کہین اسیب جہنم
اولاد علی کی اسی سایہ مین بلا لا
سب اوسیکے تصدق سے سب ان ...
بخشا کرے عفو اپنے سے تو جرم و خطا لا

غزل جرأت

مجہ سا ہے بندہ نبی کا ... ذات کبریا ہی کا
اک بندہ ... اسکے ... دعوے خدا ہی کا

اگر وہ انبیا مین وہی حق کا برگزیدہ ہے	سوا اسکے لقب کسکو ملا ہے مصطفائیکا
دلیل اسکی ہے یکتا ئیکی یہ لاریب ہے حیرت	کہ تہا سایہ نہ اوس محبوب ذات کبریائیکا

قطعہ قاسم

جہا نہیں انکے یار و زمین و آسمان دیکھا	وہی آیا نظر ہمکو غرض ہمنے جہان دیکھا
تمنا ہی یہی قاسم ہے یون خلق بعد آئے	جہان ہے کس مزے سے یہ محمد کو اٹھا دیکھا

غزل رافت

ہر نام پاک یہ ہے تعویذ میرے جی کا	صدیق کا عمر کا عثمان کا علی کا
یہ نقش ہو مربع جیسے نگین دل پر	چارو نطرف نہ سکہ کیونکر ہو ہر اوسی کا
سایہ ہو جن پہ انکا اونکو نہین خطر ہے	کچہ انس کا نہ جن کا نہ دیو نہ پری کا
رافت بچار یار وبا البتہ رکہہ دل اپنا	گر تجہ پہ کہل گیا ہے عقدہ رواردیکا

غزل مومن

قابو مین نہین ہے دل کم حوصلہ اپنا	اس جور پہ چپ کرتی ہین تجہسے گلا اپنا
لبیک حرم ہم ہین نہ ناقوس کلیسا	پہر شیخ و برہمن مین ہے کیون غلغلا اپنا
ملجاتے ہین اغیار نکلتے ہین باہر	زنجیر در یار ہے یا سلسلہ اپنا
تہے دشت مین ہمراہ مرے آبلہ چند	سو آپ ہی پامال کیا قافلہ اپنا
احوال کو پہونچی ترے قصے کو کہ اب ہم	راضی ہین کہ اعدا ہی کرین فیصلہ اپنا
زندہ ہوا ہاے دل مردہ اگرچہ	تہا شور قیامت سی فزون ولولہ اپنا
صورت وہی عظمت وہی گردش وہی گیتی	حیران ہے کہ یہ چرخ ہے یا آبلہ اپنا
انصاف کے خواہان ہین نہین طالب زر ہم	تحسین سخن فہم ہے مومن صلا اپنا

غزل ذوق

شوق نظارہ ہے جیسے عکس خربرنور کا	ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا
گر لکہون مضمون اپنے نالۂ پرشور کا	لون صریر خامہ سے مین کام بانگ صور کا
نزع مین بہی دہیان تہا اوس نرگس مخمور کا	مجکو شربت مین مزہ آیا مئی انگور کا

تیری کوچہ مین تن لاغر تیری رنجور کا
اک غبار ناتوان ہے کاروان مور کا
باندہیون مین یہ مضمون جو اپنی شورش کا کوئی
ہو زمین شعر مین عالم زمین شور کا
تیری قامت سی جو ہو برپا قیامت ہو وہی
کام مرے منقار سے فریاد و غل سو صور کا
نغمہ دل وہ ہوں کہ جس سے چرخ و انجم آہ کا
کسی کا ہم ہے اوڑجاوے اثر کافور کا

غزل نسیم

حق تو یون ہے یہ انانیت عجب غماز ہے
غصہ پہنچایا زبان دار پر منصور کا
عشق کے مکتب مین ہو فرہاد سبکتر ذہن
تین دن چاہئے اگر تو تیز میری گور کا
جہانتک تیے ہے وہ ہین جس عرق ریزی کا
دے قسمت ہوا وہی لعز نعش گہر زنبور کا
دفن ہے جس جا پہ کشتہ سرد مہری کا تیرے
بیشتر ہوتا ہے پیدا وان شجر کافور کا

ذقن ہے جسکا کشتہ تیر مہری کا تری | بیشتر ہوتا ہے پیدا وان شجر کافور کا
بل بے وحشت اب تلک بہی شاخ آہو کیطرح | پیچ رکہتا ہے دہوان میرے چراغ گور کا
دیکہنا زہر آب پیکان محبت کا اثر | چشم افعی بن گیا روزن مرے ناسور کا
ذوق راہ عشق وہ کوچہ ہے جسکی خاک مین | ہے درتاج سلیمان بیضہ مور کا

غزل معروف

جبتک کہ مین جیتا ہون طلبگار ہون تیرا | تو بیچ بہی ڈالے تو خریدار ہون تیرا
ظاہر مین حضوری ہے تیری گرچہ ہون غائب | پوشیدہ ولے محرم اسرار ہون تیرا
سو بار مین اوس روز کی قربان ہون سو بار | جس روز کہ قربان مین یکبار ہون تیرا
چون نقش قدم وا تر ہے کیونکہ مری چشم | حیرت زدہ جلوۂ رفتار ہون تیرا
سایہ کیطرح جا ملے اپنے مجہے ہمراہ | تو یار مرا ہو نہ ہو مین یار ہون تیرا
اظہار محبت تو ہوا واقعی مجہہ سے | جو چاہے سو کر مجہکو گنہگار ہون تیرا
کس شکل سے عالم کو نہو میرا تماشا | مین محو تماشا سر بازار ہون تیرا
مرہم کا وہ خواہان ہو جو ہو تیغ کا گہائل | ای ابرو جانان مین دل افگار ہون تیرا
جو بندہ یا بندہ معروف جہان مین | جبتک کہ مین جیتا ہون طلبگار ہون تیرا

غزل اثیم

جو کہ دریائے محبت کا شناور ہوگا | بے بہا خلق کی آنکہون مین وہ گوہر ہوگا
وصل مہر وہین کب یکہین میسر ہوگا | کب مرا خانۂ تاریک منور ہوگا
چشم نرگس ہے تو رخسارہ گل تر ہوگا | رشک سنبل ترا گیسوی معنبر ہوگا
دم خنجر مین اگر اوسکی دم عیسی ہے | خضر کیونکر نہ بہلا کشتۂ خنجر ہوگا
یاد مین ماہ رخون کی دل سوزان سے مرے | جو شرار آہ کا نکلے گا سو اختر ہوگا
پای بیستی ادہار تو ہوا مجکو یقین | کسی محبوب کے چوکہٹ کا یہ پتہر ہوگا
دیکہہ اوس بت جانی کو منجم نے کہا | خون عشاق کا ان ہاتہون سے اکثر ہوگا
دیکہیے اسکو رگ جان مین لگا کر فصاد | خون ہے میرے کبہی تر ترا نشتر ہوگا

یار کے پاس جو نامہ مرا پہنچا دیگا
مجہہ سے احسان بہت ترا کبوتر ہوگا
تیغ ابرو سے مرے کیا ہے مجہے کافر نے شہید
یہی لکہتا ہوا اوٹہون جو محشر ہوگا
طالع بد نے جدا ہے کیا ہم اب اوس سے
پہر بہی مل لینگے اگر وصل مقدر ہوگا
وہ صنم جبکہ ب دیدہ حیران مین آ
آتش عشق بہڑکے عشق کی سامان مین آ

مخمس جان

یا و تنہا نہین ہے تمہار رخصت گلگشت چمن
اے چمن زار جہان داغ کا گلستان میرا
دیکہہ کے اہل نظر سبز خط مین لب لعل
اے بار وقت چہپا ہے خط ریحان مین آ
حسن تیرا ہے پردہ تحریر مین سبب آزاد
کالے عشق ہوا صورت ابر زبان مین آ
حاکم وقت ہی کیجیو نہ مین زیر بدل
دیو تنہا رہو ملک سلیمان مین آ

بس مجھ حال سے ہمراہ ہے پریشانی میں — درد کھی ہے مرا زلف تری کل نہیں آ
غم سے تیری ہی ترحم کا محل حال ولی — ظلم کو چھوڑ سخن شیوہ احساں نہیں آ

غزل نصیر

دل کو اے شاہد معنی جو مصفا کرتا — تو اس آئینہ میں صورت تری دیکھا کرتا
دست پرنور جو تیرا یہ ارادہ کرتا — پنجہ مہر کا کیا منہ ہے جو پنجہ کرتا
نہ بہاتا جو سرشک آنکھ سے تو کیا کرتا — بند کوزے میں بھلا کیونکہ یہ دریا کرتا
مے پرستی جو وہ مہ پارا ہمارا کرتا — جام خورشید کو اور چرخ کو مینا کرتا
مژہ تر سے مرے اُسنے نہ کی ہم چشمی — ورنہ پانی سے رگ ابر کو پتلا کرتا
دیکھتا تاب فلک گر ترے رخساروں کی — تو شب و روز مہ و مہر کو وارا کرتا
جام مے ساقی کم ظرف نے بھر کر نہ دیا — ورنہ پائے خم میخانہ نہ ٹوٹا کرتا
چشم حیران سے تجھے آتش دل یارو خاک — ابر تصویر سے پانی نہیں برسا کرتا
آتش عشق کے شعلہ کو یہ بھڑکاتا ہے — پر پروانہ نہیں شمع کو پنکھا کرتا
گر نہوتی طلب بوسہ تو زلفوں سے تری — جنبش دل کا نہ گلے پڑکے میں سودا کرتا
ساتھ اشکوں کے نہ خوں ہوکے بہا دل ورنہ — صورت ایک اور ہی پیدا یہ پھپولا کرتا
کشتہ ناز کو کرتی ہے تری چشم حیا — یہ فرنگی تو ہی اعجاز مسیحا کرتا

غزل ظفر شاہ دہلی

کشتہ ہوں کسکی طرۂ عنبر شمیم کا — خوشبو ہے میری خاک سے دامن نسیم کا
گلشن ہو خلد کا کہ چمن ہو نعیم کا — کیا دل لگی ہے تیری گلی کے مقیم کا
دولت سے عشق کی مرا ہر قطرہ سرشک — تکمہ ہے میری جیب میں دُر یتیم کا
دکھلائیں سوزش دل بیتاب ہم اگر — کانپ اوٹھا شعلہ خوف سے نار جحیم کا
آتی ہیں یاد ہجر کی ہمکو اذیتیں — واعظ سے ذکر سنکے عذاب الیم کا
آنکھوں میں اپنی نور الہی سے ہے ظفر — یہ مردمک ہے سایہ محمد کی میم کا

غزل رمز

دل کہ سینے میں ہے ... ستم ایجاد ہوا
جب سے دل پیدا ہوا ساتھ ہی غم پیدا ہوا
دل میں جب عالم کی صورت نظر آئی تصویر یار
ہو گیا کعبہ بھی بتخانہ صنم پیدا ہوا
کیا تماشا ہے کہ درد سے جگر سوزاں ہے
دل میں پہلو سے ہمارے وہ ستم پیدا ہوا
درد پہلو میں ہمارے عالم کا تماشا دل میں ہے
دیکھتے ہیں ساغر جم سے جام جم پیدا ہوا
ساغر دل بنا کے ... دیکھ کر کہتا ہے وہ
تیری صورت آئینہ میں ...

غزل نسیم

کوئی دنیا میں جس مجھسا ہی کم پیدا ہوا
آگے مرا سینہ کیا اب کوئی دار الضرب عشق
داغ غم جو پیدا ہوا اشکل درہم پیدا ہوا
ہیں وہ مجنوں ہوں کہ جنگل میں ... بھی
خاک صحرا سے جنوں یہ رقم پیدا ہوا

غزل خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد کے آگے تو یہ دستور نہ تھا

غزل مومن خان

لگے خدنگ جب اس نالۂ سحر کا سا
فلک کا حال نہو کیا مرے جگر کا سا
نہ جاؤنگا کبھو جنت کو مین نجاؤنگا
اگر نہووے گا نقشہ تمہارے گھر کا سا
کرے نہ خانہ خرابی تری ندامت جور
کہ آب شرم مین ہے جوش چشم تر کا سا

تضمین

یہ جوش یاس تو دیکھو کہ اپنے قتل کے وقت
دعاے وصل نکی وقت تھا عصر کا سا
لگے ان آنکھون سے ہر وقت اے دل بیتاب
ترانہ رتبہ ہوا کیون فلک فندق کا سا
ذرا ہو گرمی محبت تو خاک کردی چرخ
مرا سرود ہے گل جستۂ شرر کا سا
یہ اتوان ہون کہ ہون در نظر نہین آتا
یہی حال ہوا ہے تیری کمر کا سا

رات مجلس مین ترے حسن کے شعلے کی حضور
شمع کی منہ پر جو دیکھا تو کہین نور نتھا
ذکر میرا ہے وہ کرتا تھا صریحاً لیکن
مین نے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نتھا
باوجودیکہ پر و بال نتھی آدم کے
وہان پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نتھا
پرورش غم کی تیرے ہای صنم کر دیکھا
کوئی بھی داغ تھا سینہ پہ کہ ناسور نتھا
محتسب آج ترے ہاتھوں سے میخانہ مین
دل نتھا کوئی کہ شیشے کیطرح چور نتھا
درد کے ملنے سی اے یار برا کیون مانا
اسکو کچھ اور سوا دید کے منظور نتھا

غزل احسان

سنگ بیقدر یسی دل میرا ستمگر توڑا
مول اس لال کا تو نے بت کافر توڑا
تیرے دیوار سے سر اپنا سراسر توڑا
نخل الفت سے ثمر ہمنے یہ دلبر توڑا
دل صد چاک کے پوچھی خبر اوس تو نے
گل صد برگ مرے سامنے لاکر توڑا
نالہ و آہ بھی اب تو نہ نکلنے سی رہے
خانۂ دل یہ لگا تیر ستمگر توڑا

غزل ممنون

گمان نہ تجہپہ کرون کیونکہ دل چرانیکا
جھکا کے آنکھ سبب کیا ہے مسکرانیکا
یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل بسم اللہ
اگر خیال ہے ملوار آزمانے کا
کسیکے ہونٹھ کے ملتی ہے یہ تمام ہوے
مزا ملانہ ہمین گالیان بھی کھانے کا
مجھے یہ درد ہے معلوم حکم بلبل دے
نہ میرے خاک پہ کر قصد پھول لانیکا
کیا فریفتہ کسکے یہ حال دل کو میرے
اثر فسون سے نہین کچھ کم اس فسانیکا
غمونکی گرچہ بھی بالیدگی ہے تو آخر
دل گرفتہ نہین سینے مین سمانیکا
جسکے نگہ مین ہے ڈھب پرسش نہانیکا
خدا مین روز دیا رنگ مہربانی کا
ابھی مین گرم نفس سوز سے کہ بہر چراغ
کرے ہے شعلہ کام آب زندگانی کا
کہان ہے زور دل و سینہ و جگر لاؤن
تمہین لگا نا ہی یہ ہاتھ تیغ رانیکا
الٰہی جیب کے دامن سے آستین دہو لون
مژہ نے سیکھ لیا شغل خونفشانی کا
نہین بچا مرض عشق سے کوئی ممنون
نہین دریغ بہت ہی ترے جو انیکا

جنون کچہ جوش سے بیگانہ وار ہین احباب / ہمارا حال وطن مین ہوا سفر کا سا
خبر نہین کہ اسے کیا ہوا پر اس در پر / نشان پا نظر آتا ہے نامہ بر کا سا
دل ایسے شوخ کو مومن نے دیدیا کہ وہ ہے / محب حسین کا اور دل رکہے شمر کا سا

غزل ذوق

پہنچا آب تیغ قاتل تا کمر اچہا ہوا / ایدل مجروح نے تو غسل کر اچہا ہوا
ایکدن بالکل نہین ہے چارہ گر اچہا ہوا / داغ ادہر تازہ ہوا گر زخم اودہر اچہا ہوا
آب خنجر کی ترے گر ہو زیادہ آبرو / آج مدت مین ہمارا حلق تر اچہا ہوا
آ رہیگا دشت مین لیلی تیرے ناقے کے کام / ہو گیا مجنون جو کانٹا سو کہہ کر اچہا ہوا
روز کہتا تہا مزا مجکو چکہا دی عشق کا / پہر دیا نون ستی دلکو چیر کر اچہا ہوا
سنکے مجنون نے مرے سوز جنون کو یہ کہا / واقعی مجہسے بہی یہ شوریدہ سر اچہا ہوا
بندہ گیا اس مو کمر کا جبکہ مضمون کمر / ہو گئی معنی مین دقت شعر پر اچہا ہوا
مجکو صدقہ کر اگر ہے بدمزہ تیرا مزاج / یا ادہر صدقہ دیا تونے اودہر اچہا ہوا
ہاتہہ تو ہلکا پڑا اتہا یار کی شمشیر کا / زخم پر قسمت سے میرے کارگر اچہا ہوا
کہنچ گیا میری طرف سے اور اب لبر کا دل / واہ وا جذب محبت کا اثر اچہا ہوا
قتل کرتا ہے ترا بسمل سے یہ کہتا کہ لو / اتہو دامن بہی ہوا لہو سے تر اچہا ہوا
نامہ بر جاتا ہے جلد تو بہی چل جان حزین / دیر مت کر ساتہ تیری ہمسفر اچہا ہوا
آئینہ خانہ مین عالم کے سمجہہ لے یہ مثال / تا مجہے جانین کہ یہ صاحب نظر اچہا ہوا
ہے برا تو بہی اگر آیا نظر تجکو برا / تو ہی اچہا ہے تجہے معلوم گر اچہا ہوا
ذوق کی مرنیکی سنکر پہلے وہ کچہہ رک گیا / پہر کہا تو یہ کہا منہ پہیر کر اچہا ہوا

غزل میر تقی

چمن مین گل نے جو کل دعوی جمال کیا / جمال یار نے منہ اسکا خوب لال کیا
بہار رفتہ پہر آئی تیری تماشے کو / چمن کو مین قدم نے تیری نہال کیا
فلک نے عشق کی ادبہ ہین ہمکو پیدا کر / بسان سبزہ نورستہ پائمال کیا
سوا اسکی تیغ مژگان کے کہ رشک کلیمین ہی پانی
لگا نادلکو کہین کیا بنا نہین جہلا دی انفعال کیا
جو کچہ کہ میر کا اس عاشقی نے حال کیا

غزل حیدری

برابری کی کلی نے ترے گل رخ جب خیال کیا
صبا نے مارا طمانچہ منہ اسکا لال کیا

غزل نسیم

وہ مہ جو صبح نجمین غصے سے کہا مت بک
کبہی جو بوسے کا اوس سیمتن سے سوال کیا
نہ آئی کچہ بہی مسیحائی تیری کام میرے
بدن سے روح نے آخر کو انتقال کیا
گرا تہا کٹ کے زمین پر کبہی ترا ناخن
فلک نے اوسکو اوٹہا کر زمین ہلال کیا
ادا سا اوسکے ندیکہا مین نسیم مجبور
خدا نے اوسکو زمانے مین بیمثال کیا

غزل فدوی

تماشا ہے اگر آئینہ پہ زنگار ہو پیدا — تحیر کے مکان سے عکس روئے یار ہو پیدا
تڑپتی کیوں ہے بلبل کمال اتنا تو کر پیدا — کری جسپہ اشک اپنا گل گلزار ہو پیدا
تیری زیب قبا سے گر کھلے یاقوت کا تکمہ — گریبان سحر سے مطلع انوار ہو پیدا
اگر اس مصحفی رو پر کنارہ کا کھلے انجل — طلائی رنگ کی تحریر سے تلوار ہو پیدا
کھلے بالوں میں یوں چمکی ہے یہ عارض تابان — کہ جوں ابر سیہ میں برق سو سو بار ہو پیدا
مرا اس دل کی وحشت سے کئے منصور جا دو ہیں — کریں دعوی انا الحق کا سو سو دار ہو پیدا
کسیکے نکتہ تحقیق کی ہووے خبر فدوی — کسیکے عشق میں ہے حیدر کرار ہو پیدا

غزل انشا

جگر کی آگ بجھے جس سے جلد وہ شے لا — لگا کے برف میں ساقی صراحی مے لا
قدم کی ہاتھ لگاتا ہوں اٹھ کہیں گھر چل — خدا کیواسطے اتنے تو پاؤں مت پھیلا
نکل کے وادی وحشت سے دیکھ اے مجنوں — کہ کیسی دھوم سے آتا ہے ناقہ لیلا
گرا جو ہاتھ سے فرہاد کے کہیں تیشہ — درون کوہ سے نکلے صدای وا ویلا
صفائی اس گل رعنا کی دیکھ تو انشا — نسیم صبح جو چھو جائے رنگ ہو میلا

غزل سودا

سودا غزل چمن میں تو ایسی ہی کہکے لا — گل سنکے پھاڑیں جیب کو دیں بلبلیں صدا
حکاک کا لپسر بھی مسیحا سے کم نہیں — فیروزہ بھی ہو مردہ تو دیتا ہے وہ جلا
نے چھوڑتا ہے اشک مرا دامن و کنار — یہ طفل بد سرشت نہ گہوارے سے ہلا
شاکی نہیں خدا سے بنے گر یہ گل زشت — ممکن نہیں کمہار کا ماٹی کرے گلا
غم سے خزانکی خون جگر چاٹ اب اے نسیم — غنچے کو انکی کچھ نہیں کھاتے نہیں کھلا
دیکھے ہے اسقدر تو مجھے دیکھکر رقیب — چوہے کی بھانت جاتے ہی نظروں سے وہ ملا
اسلوب شعر کہنے کا میری نہیں ہے یہ — مضمون آبرو کا ہے سودا یہ سلسلہ

غزل نظیر

ملا آج مجھ کو وہ چنچل چھبیلا
ہوا رنگ سنکر رقیبوں کا پیلا
کیا جس نے مجھسے عداوت کا پنجہ
سنلے علیہم عذابا ثقیلا
نکل اونکے نعرون کے کوچے سے ایل
تو پڑ بنا قم اللیل الا قلیلا
گلستاں میں ماروں اگر آہ کا دم
فکانت جبالا کثیبا مہیلا

غزل نظیر

نظیر اس کے فضل و کرم پر نظر رکھ
فقط ہے بس اللہ نعم الوکیلا

غزل خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ

جز یہ یاد جو تھا یا کعبہ یا بت خانہ تھا
ہم ہیں سبھی مہمان تھے واں تو ہی صاحب خانہ تھا
وے دن یا ہے کہ کیفیت سحر یہ ثابت ہوا
خوب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

حیف کہتے ہیں ہوا تاراج گلزار خزاں — آشنا اپنا بھی واں اک سبزہ بیگانہ تھا
ہو گیا مہماں سرائے کثرت موہوم آہ — وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوتخانہ تھا
بھول جا خوش رہ عبث وہ سابقی نعمت یاد کر — دردیہ مذکور کیا ہے آشنا تھا یا نہ تھا

غزل ناسخ

مرغ دل کوچہ سفاک کو گلشن سمجھا — تیغ کو طائر جاں شاخ نشیمن سمجھا
چھوڑنا اسکا گوارا جو نہیں ہے شاید — دامن دشت کو میں یار کا دامن سمجھا
بعد مرگ آیا جو دھیان اپنی ستمگار کا — لحد تیرہ کو میں اپنے ہی روشن سمجھا
خوب ہو کا تجھے مسی کی اوہٹ نے دیا — دہن یار کو میں غنچہ سوسن سمجھا
بیکماں مورچہ خط کا اسی سے ہی فور — میں تیرا چاہ ذقن مور کا روزن سمجھا
کس نے اونگلی پہ رکھی فاتحہ کو فندق بند — شمع معکوس لحد پر جو میں روشن سمجھا
بنگیا جوش تصور سے بتوں کا مسکن — معبدہ کو نہ میرے کوئی برہمن سمجھا
کاٹے کھاتی ہے مجھے فکر سخن اے ناسخ — دو زبان سے قلم اپنی کو میں ناگن سمجھا

غزل نظیر

مرا دل ہے مشتاق اُس گلبدن کا — کہ یہ باغ ایک گل ہے جسکے چمن کا
وہی زلف ہی جسکی نگہت سے ابتک — پڑا خون سوکھے ہو مشک ختن کا
وہی لعل لب ہے کہ حسرت سی جسکی — جگر آجتک خون ہے لعل یمن کا
عجب سیر دیکھی نظیر اس چمن کی — ابھی وصل تھا نرگس و نسترن کا
ابھی یکدگر جمع تھی سنبل و گل — ابھی تھا ہم جوش سرو و سمن کا
ابھی چہچہے بلبلوں کے عیاں تھے — ابھی شور تھا قمری نعرہ زن کا
گھڑی بھر کے جو بعد دیکھا یہ عالم — کہ نام و نشاں بھی نہ واں تھا چمن کا

غزل امیر

ہزار شکر کہ خط صبح یار کا پہونچا — اسی کے ہاتھ بھی دار و مدار کا پہنچا
دل شگفتہ کو پیغام یار کا پہونچا — گل فسردہ کو مژدہ بہار کا پہونچا
اوسکے یقین ہے وہاں ہزار لالہ و گل — قدم جہاں نہ پری گلعذار کا پہونچا
ثمر اسکو نہال حنا خاص مت شمار کرو — ہے قتل عام سے رنگین نگار کا پہونچا
ہمارے دیکھ کے اس مرغ دلکو اے صیاد — خیال آگیا ہے جی میں شکار کا پہونچا
جہاں کو دست کیا ایک نگاہ نے تیری — ادھر بھی دیکھ کے رعب اسیر بہار کا پہونچا
امیر اپنی طبیعت تو باغ باغ ہوئے — پیام جبکہ بت گلعذار کا پہونچا

تمت

غزل فدوی

دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا — یا الٰہی یہ کس سے کام پڑا
گو نہ پوئے تو نام عاشق کا — اب تو منہ تک یہ جسکا نام پڑا

جہانگیر سا شاہزادہ تہا عشق سے وہ غافل
آباد ہوا تو کیا ویرانہ ہوا تو کیا

غزل میر تقی

غم رہا جب تک کہ دم مین دم رہا
دل کے جانے کا نہایت غم رہا

حسن تہا تیرا بہت عالم فریب
خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا

[illegible]

دل نہ پہونچا گوشۂ دامان تلک
قطرۂ خون تہا مژہ پر جم رہا

سنتے ہین لیلیٰ کی خیمہ کو سیاہ
اس مین مجنون کا مگر ماتم رہا

[illegible]
[illegible]

جان سے بدن ہوگیا خالی
جسم ریجا وے گا تمام پڑا

قابل بندگی نہین تو نہین
کب گلے آ لگے یہ غلام پڑا

یار ایسا نہ یاد کیگا فدوی
دیکھہ لینا اگر اوسکو کام پڑا

غزل منصور

دل گرفتار کیا کسنے کیا یار کیا
اب مجھی بیمار کیا کس نے کیا یار کیا

ہم جو رہتے تھے سدا گوشۂ تنہائی مین
سر بازار کیا کس نے کیا یار کیا

آپ کثرت مین گیا گوشۂ وحدت سے نکل
عشق اظہار کیا کسنے کیا یار کیا

کسنے لے آگ مین ڈالا تہا خلیل اللہ کو
مار گلزار کیا کسنے کیا یار کیا

کون منصور تہا وہ جس سے انا الحق بولا
بر سر دار کیا کس نے کیا یار کیا

غزل شیخ عبد القادر المتخلص بہ وفا

مائل اب دل زلف جانان ہوگیا
دام مین پھنس کے پشیمان ہوگیا

فرقت رشک چمن سے اب دل
مثل گل چاک گریبان ہوگیا

آہ و نالے سے مرے گلشن مین گل
نعرہ زن مرغ گلستان ہوگیا

دست وحشت سے دلا ہر دم مرا
پرزے پرزے جیب و دامان ہوگیا

اک جھلک اپنی دکھا کر بام سے
پھر نہان وہ ماہ تابان ہوگیا

آئینہ رخسار تہا یا تہا وہ ماہ
دیکھکر مین جسکو حیران ہوگیا

عمر بھر اوس سے وفا کرتے رہے
بیوفا آخر وہ نادان ہوگیا

غزل جہانگیر شاہزادہ

گر یار نہو ساقی پیمانہ ہوا تو کیا
معمور شرابون سے میخانہ ہوا تو کیا

ہم عشق کے بندے ہین مذہب سے نہین واقف
گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

جب درد نہو دل مین کیا عشق مزا دیوے
کہنے کو بہلا کوئی دیوانہ ہوا تو کیا

اس عشق کی آتش سے جلتے ہین سبھی کوئی
گر شمع ہوئی تو کیا پروانہ ہوا تو کیا

معشوق کی کانون تک اب تک نہین پہنچا مین
یہ اشک مرا یارو دردانہ ہوا تو کیا

جامۂ احرام زاہد پر نہ جا | تھا حرم مین لیک نامحرم رہا
میرے رونیکی حقیقت جسمین تہی | ایکمدت تک وہ کاغذ نم رہا
دیکہہ میرا رو ما دسنے ہنس دیا | برق چمکے ابر باران تہم رہا
صبح پیری شام ہونے آئی میر | تو نہ چیتا اور بہت دن کم رہا

غزل رضا نعلی

پہر دوبارہ عشق کا دلپر اثر پیدا ہوا | باغ مین تیری محبت کا شجر پیدا ہوا
اشک جاری رات دن ہے چشم گریانسے مرے | اسقدر رویا کہ اشکونسے گہر پیدا ہوا
دیکہکر گلشن مین کہتین بلبلین اوس ماہ سے | کیا چمن مین دوسرا شک قمر پیدا ہوا
اب مجہی ترے بجز آتا نہین آرام چین | پہر تجہے کیونکر جدائی سے صبر پیدا ہوا
زخم آلے ہوگئی چہل چہل کے سارا جسم کے | درد دل رضا نعلی شام و سحر پیدا ہوا

غزل کنور

آتش دل کا جو آنکہونسے شرارا چمکا | لوگ سمجہے کہ فلک پر سے ستارا چمکا
درد فرقت مین جو شب دلکو ہوئے بیتابی | رات رہ نہین گئی صبحکا تارا چمکا
چہرہ از بسکہ پہیکا سا نظر آتا ہے | ان دنون نام خدا رنگ تمہارا چمکا
صحن خانہ مین جو دلدار ہو خوش رفتار | آسمان نور سی اوس ماہ کی سارا چمکا
زرد رو عشق کی دولت سی ہوئے ہم ہمدم | زعفران زار یہ چہرہ بہی ہمارا چمکا
برق چمکے ہے ہوا عاشق بیدلکو سمجہہ | چق کے اندر سے جو آنچل کا کنارا چمکا
دلمین آتش جو کنور غمسے تو بھڑکاتا ہے | خوب چمکا نہین پھر اسکو دوبارا چمکا

غزل رند

جا کی گلزار سے صیاد پہر آیا اولٹا | کیا نصیبا ہے تیرا بلبل شیدا اولٹا
تن کی عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس | یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدہا اولٹا
گالیان دیتے ہین اونسے تو خفا ہوتے مین | میرے یارون سے جو کرتے ہین وہ شکوہ اولٹا
نام اوسنے جو سنا عشق کی بیماری کا | میرے در پر سے پھر آکے مسیحا اولٹا

غزل آتش

یاد آیا جو مجھے کوئی صنم حسرت کے دن
در فردوس تلک جا کے پہر آیا اولٹا
نہیں سلطنت ہو جائے ہزاروں مجنون
پردہ محمل کا جو سرکتے ہی کسیو لیلے اولٹا
نالہ سر کرنے سے مرا یار خفا ہوتا ہے
رحم سر کیا اوسی آجاتا ہے غصہ اولٹا

غزل [illegible] چمن

خدا نے برق تجلی پہ تجھے جمال دیا
ہمارے آنکھوں کو دیدار کا خیال دیا
کسیکو ملک دیا اور کسیکو مال دیا
فقیر ہون مجھے اللہ نے یہ حال دیا
چلا تو تنگ کدے کی سیر کو موذن بے
بلا دیا جو بتون کو بہار نکال دیا
شراب ابر مین کیونکر نہ پیون نہ پیا ساقی
تری کرم سا ہی ہمکو شفیق حال دیا

شرف ہے دستخط یار کے پھر محروم — جواب صاف ملا لکھکے جب سوال دیا
سرور یار سے حاصل ہوا سرور مجھے — ملال دوست نے دلکو مری ملال دیا
سبب وصال ہیں اس چہرہ منور ہے — ہٹا کے زلف کو آتش ملا کو ٹال دیا

غزل فرح

صبح آتا ہے چلا عید ہیں رشار جھکا — نظر آتا ہے مجھے مطلع انوار جھکا
دل جھکا دید جھکا ہاتھ جھکا پیروں پہ — کچھ ذرا میں بھی جھکا تو مرا یار جھکا
کوئی تھا پیچ گلے میں کوئی تھا سر اوپر — یک بیک آنکے وہ لٹ پٹی دستار جھکا
مچگئی دھوم چمن میں جو پکاریں بلبل — آج گلشن کیطرف وہ گل گلزار جھکا
جب چلا جھکتا ہوا حسن کے بازار کے بیچ — ایک یوسف کی لیئے لاکھ خریدار جھکا
تیغ ابرو کی لیئے شوخ اکڑتا ہے کھڑا — دیکھیئے کسکو کرے قتل ستمگار جھکا
حسن تو بہت سے دیکھے پہ کہیں دل نگا — دیکھ صورت کو تری فرح سے لاچار جھکا

غزل فقیہ

سو جھکی پان سے حب لال میں دندان دیکھا — اسطرحکا نہیں ہیر لعل بدخشاں دیکھا
قوس ابرو سے جو گردونپہ گیا تیر مژہ — اے میاں گاو فلک کو وہیں حیران دیکھا
بھر روز یکے تو دنیا میں مضطر ہو کبھو — میں نے ہر بار گہر آب میں غلطاں دیکھا
کیا کروں یار کی میں رنگ حنا کی تعریف — ہمنے ایسا نہ کہیں پنجۂ مرجاں دیکھا
اے فقیہ باغ میں جانیکی نہیں کچھ حاجت — ہمنے لڑکوں کی بغل میں ہے گلستاں دیکھا

غزل میر تقی

صحرا میں سیل اشک مرا جابجا پھرا — مجنوں بھی اوسکی موج میں مدت بہا پھرا
طالع جو خوب تھے نہوا جاہ کچھ نصیب — سر پر مرے کروڑ برس تک ہما پھرا
آنکھیں برنگ نقش قدم ہو گئیں سفید — نامی کی انتظار میں قاصد بھلا پھرا
ٹک بھی نہ مڑکی میری طرف تو نے کی نگاہ — یک عمر تیرے پیچھے میں ظالم لگا پھرا
دیر و حرم میں کیونکہ قدم رکھسکے گا میر — ایدھر تو اُس سے بت پھرے اُودھر خدا پھرا

غزل صادق

فرط شوق اس بت کی کوچے میں مرا لیجائیگا
کعبۂ مقصود تک مجھکو خدا لے جائیگا
بازو مرا توڑ کر صیاد دے قید سے نہ چھوڑ
ناتواں ہوں باد کا جھوکا اُڑا لیجائیگا
بعد مرنیکے میری کچھ خاک بھی بچتی نہیں
پھر جلانے کو مری ہڈی ہما لے جائیگا

تخمیس

اس سحر کو دیکھتے ہی میرا دل [illegible] جائیگا
چھوڑ دے دنیا کو وہی میرا خدا لے جائیگا
اے صنم شکل تا شکل اس چال سے [illegible]
[illegible] ہیرے انکے جا لے جائیگا
وعدہ صادق [illegible] ایسا لیجائیگا

غزل مستان

آہ وہ گل جب تلک میرے گلے کا ہار تھا
رات دن چشموں میں غیر ونکے کھٹکتا خار تھا

کب خوش آتا تھا نگہ میں اوسکی ہر اک گلبدن
نرگسی آنکھوں کا تیری جو کوئی بیمار تھا

آج گلگاوی کا جامہ دیکھکر اُس شوخ کا
ہر چمن میں گل پہ گل کھانے کو گل تیار تھا

یاد کر گل شکوہ پروانے کا رونا بزم میں
شمع تے تا صبح تک رونے کا باندھا تار تھا

منتظر قوس قزح تھی آسمان پر دیر تک
کس نے کل اُس کو دکھایا ابروخمدار تھا

انگلیاں دانتوں میں دیتے تھے سبھی پیر و جوان
کل جو دیوانہ ترا رسوا سر بازار تھا

کب اُسے پڑتی تھی کل جوں مرغ بسمل روز و شب
تیر مژگان جسکے سینے میں مع سوفار تھا

زلف کی چھٹتے ہی غل چاروں طرف تھا مدعا
رخ تلک بوسے کی خاطر پہنچنا دشوار تھا

کل کسو نے جا کہا اُس سے کہ مستان مرگیا
رو دیا سُنکر کہا افسوس کیا آزار تھا

غزل واحد علی

کرکے تنہا مجھے اے دوستو گلفام گیا
غم الم سونپ گیا طاقت و آرام گیا

کیا اُسے خط میں لکھوں کیا منہ زبانی بولو
قاصد ابتک نہ پھر ایکے وہ پیغام گیا

وعدہ کر کر جو گیا شب کو نہ آیا ہرگز
انتظاری میں تری مجکو صبح و شام گیا

کب خوش آتا ہے مجھے باغ و بہار گلشن
گل تو سب خار ہیں جس کا گل اندام گیا

جسم لاغر کو مرے دیکھکے کہتے ہیں طبیب
زندگی اُسکی کہاں جس کا دل آرام گیا

میں نے دیکھا جو وہیں رشک قمر کوٹھے پر
میں دوبارہ وہیں فی الفور لب بام گیا

نعرہ کھینچوں ہوں تصور میں شب و روز مدام
رونا ان چشموں کا ہرگز نہ صبح و شام گیا

غزل تبسم

جھپک تباکے مجھے دلربا نے لوٹ لیا
بچا تھا اُسے تو شرم و حیا نے لوٹ لیا

ہزاروں ہیں صف مژگان تیر کے گھایل
مجھے تو ابرو کمان کی ادا نے لوٹ لیا

خدا کے واسطے کر رحم اے بت سنگدل
تری تو روز کے جور و جفا نے لوٹ لیا

نگاہ شوخ نے کی خانمان کئی برباد
مجھے بھی کافر زلف دوتا نے لوٹ لیا

جہاں میں جیتے ہیں معشوق بیوفائی سے
یہ عاشقوں کو تو یار وفا نے لوٹ لیا

نہیں ہے شکوہ قبول ہے کچھ بھی ہمدم
کہ دل رنگا نے ہی اُس دشنا نے لوٹ لیا

رواں تھا قافلہ شکوہ کا جو میرے یارو
سو اُس تبسم غارت ربا نے لوٹ لیا

غزل اصف

آہ ضبط ورنہ پہلو میں وہ دلدار تھا
آہ کا بھرنا مرا خالی از اسرار نہ تھا

غزل ...

رات کیا بات تھی بتلا تو مجھے اے ظالم
ایک اقرار ہی کرنا مجھے درکار نہ تھا

کرکے وہ تیغ زنی مجھپہ ہوا چین بجبین
تیغ میں قتل ہی کرنے کے سزاوار نہ تھا

کل جو دیکھا تو سر بستر پہ وہ بیمار پڑا
آج بستر ہے فقط اور وہ بیمار نہ تھا

اس دل کے جانے سے مجھے موت نہ آئی افسوس
ایسی رسوائی سے جینا مجھے درکار نہ تھا

غزل علی

کہو بلبل کو کہ لیجاوے چمن سے آشیان اپنا
اٹھا کر لیچلی بلبل چمن سے آشیان اپنا
ہوئی جب باغ سے رخصت کہار و رو دیا قسمت کے
اے صیاد یون چاہے تو جی او جانسے حاضر ہون
مرا جاتا ہے جی اس بلبل بیکس کی غربت پر
چلے جب باغ سے بلبل لٹا کر خان و مان اپنا
نہ تو نے گل کیا اپنا نہ بلبل باغبان اپنا
یہ حسرت رہگئی کس مزے سے زندگی کرتی
الہم کر اسطرح روئی کہ رسوا ہو گئی بلبل
مگر دل سے تبار کہتا علی گوہر سے پیار یکا

پڑہے گر صد ہزار افسون نہو گا باغبان اپنا
کہا گل کے لیے ہے بیوفا ہمسے مکان اپنا
لکہا تہا یون کہ فصل گل مین چہوڑون آشیان اپنا
ولیکن طوق قمری کیطرح کر کے نشان اپنا
کہ گل کے آسرے پر یون لٹایا خانمان اپنا
نچہوڑا آہ بلبل نے چمن مین کچہ نشان اپنا
چمن مین کس بہروسے پر بنایا آشیان اپنا
اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغبان اپنا
ڈبایا ہا آنکہون نے تمامی خانمان اپنا
وہ حکم شاہ رکہتا تہا دلے تہا مہربان اپنا

غزل انشا

کیا خدا سے عشق کی مین رہنمائی مانگتا
برچہی لیکر آہ کی کہتا ہو لوے دل جرخ سے
اوس سے خلوت کی ٹہر جاتی تو مین اللہ سے
یون کہا زندون نے جہٹ پٹ شیخ کی گگڑی اوچہال
دادرس کوئی جو ملجاتا تو انشا عشق سے

مانگتا جو اوس سے تو ساری خدائی مانگتا
تم سے دل بہکر بڑا صاحب لڑائی مانگتا
واسطے دو دن کی عرش کبریائی مانگتا
دو ٹکڑے ہی یہ سر اوسکا بڑائی مانگتا
الامان مین بادشاہ سے دہی دہائی مانگتا

غزل قیس

علاج درد کا نے بہت کیا نہ گیا
کیا جنون نے یہ کچہ میرے طبع پر غلبہ
بہا یہہوٹ کی خونناب چشم سے آخر
ہمارے چاک گریبان کا ناصحا تجہے
وہ ذائقہ لب لیلا کے تو کہان قیس

طبیب سے مجہے کیا کیا ملچہ دیا نہ گیا
اگرچہ خون بہی فصاد سے لیا نہ گیا
تیری جدائی مین خون جگر پیا نہ گیا
ہزار شکر کہ ایک تار بہی سیا نہ گیا
مثال شیرین کی لذت کو تو چکہا نہ گیا

غزل سراج

قد ترا سرو روان تہا مجہے معلوم نہ تہا
گلشن دلمین عیان تہا مجہے معلوم نہ تہا
دہوپ مین غم کے عبث جیکو جلایا افسوس
ہو کے ساقی مین امان تہا مجہے معلوم نہ تہا
خاک تیرے قدم پاک کی اے نور نین
سرمہ دیدہ جان تہا مجہے معلوم نہ تہا

[illegible]

شب ہجر [illegible] انجمن لیے [illegible]
رخ ترا نور فشان تہا مجہے معلوم نہ تہا
[illegible] ابرو [illegible] کمان تہا مجہے معلوم نہ تہا
اوس [illegible]
[illegible] معلوم نہ تہا
[illegible] ابرو یار
روزہ داران [illegible]
[illegible] رمضان تہا مجہے معلوم نہ تہا

مین نے سمجھا تہا کہ اس یار کو ہی نام و نشان | یار بے و نشان تہا مجھے معلوم نہ تہا
دل بیدل نے کہا تہا ہوا آج سراج | کیا بلا سیف زبان تہا مجھے معلوم نہ تہا

غزل تراب شیدا

ڈوب کر دل میں مرے تیر کا پیکان رہا | او کمان دار ترا مجھپہ یہ احسان رہا
مکسی دوست نے پوچھا نہ کسی شہر نے | مدتون شہر مین اپنا یہی سامان رہا
ایجنون ہاتہ سے تیری ترے صدقے جاون | کوئی باقی نہ مرا تار گریبان رہا
بستر خاک ہے اور پیرہن عریانی | بے رفو برسون مرا چاک گریبان رہا
آفرین ہے ترے ہمت کو تراب شیدا | عشق کافر کا کیا آپ مسلمان رہا

غزل نثار

اسکی قدمو نسے لگی رہتی ہے ذرات حنا | خوب دنیا مین بسر کرتی ہے اوقات حنا
دسترس ہمکو نہین جنکی قدم تک پہنچے | تو بڑی ہاتہو نہین کبہی تیر کیا بات حنا
عرض کیجو جو ہمارے ہی قدمبوسی تک | اوسکی قدمو نسے لگی اب جو کسی رات حنا
تو بہی اسطرح لگے کام رے چہاتی کبہو | شوخ جسطرح سے لگتی ہے تری ہات حنا
ہمتو مایوس رہے اسکی قدمبوسی کے | جاکے قدمو نسے لگی یار کی ہیہات حنا
فندقین یار کی مشاطہ لگائی ہین نثار | گل مہندی یہ نلاوے کبہی آفات حنا

غزل نظیر

نظیر اک بت پریوش نرا سجدہ سج نئی ادا کا | جو عمر دیکہو تو دس سکی قہر آفت غضب خدا کا
جو شکل دیکہو تو بہولے بہولے جو باتین سنئے تو میٹہی میٹہی | یہ دل وہ ٹہہرے کہ سر او ڑا دے جو نام لیجے کبہی وفا کا
جو گہر سے نکلی تو یہ قیامت کہ چلیے چلتی قدم قدم پر | کسیکو ٹہوکر کسیکو جہڑکا کسیکو کانٹے لڑا کا
یہ چلنے مین چلبلاہٹ کہ دل کہین ہے نظر کہین ہے | کہا نکا اونچا کہا نکا نیچا خیال کسکو قدم تہبا کا
لگاوے آنکہین وہ بیچا نے کہ پہر پلک سے پلک نہ مارے | نظر جو نیچی کرے تو گویا کہلا سرایا چمن حیا کا
یہ چنچلاہٹ یہ چلبلاہٹ خبر نہ رکہے نہ تنکی نہ بندہ | جو چہرا لکہو ابلا سے بکہرا نہ بند باندہا کبہو قبا کا
گلے لپٹنے مین یہ شتابی کہ مثل بجلی کی اضطرابی | کہین جو چمکا چمک کے کہین جو لپکا جو پہر چہپا کا

نہ وہ سنبہالا کسیکے سنبہلے نہ وہ منایا کسیکے مانا
جو قتل عاشق کیے چلے تو غمزے کا ہے پہر تو ناز تہا
نظر سے ٹپکے ہے جابجا سرکا بدل کا جوش جہاپا
جو دیکہے ہے ہو لگا وہ بیتاب تو ایسا ہو لاا ہی جاوا لا

غزل نیاز

یار کو ہمنے جا بجا دیکہا
کہین ظاہر کہین چہپا دیکہا

مخمس ناظم

کہین ہو بادشاہ تخت نشین
کہین کا سہ لئے گدا دیکہا
کہین بولا بہلا وہ ملکی الست
کہین وہ بندہ خدا دیکہا
کہین وہ جب بنا کہین ملک
کہین فانی کہین بقا دیکہا
کہین زاہد بنا کہین عابد
کہین رندو نکا پیشوا دیکہا

ہیں عاشق نیاز کی صورت	سینہ بریاں و دل جلا دیکھا

غزل سوز

محبت کو دام بلا جانتا تھا
ہمیشہ ایں تو ایدل یہ کیا جانتا تھا
چلا مجھسے تو بہی تو جتا کر بہلا دل
تجھے میں بڑا آشنا جانتا تھا
بڑی گرمجوشی سے تھا ہی مجھے ڈر
کہ آخر کرے گا دغا جانتا تھا
دغا کھائی آخر دغا کھائی آخر
میں کیا جانتا تھا میں کیا جانتا تھا
ولا سا تو دے سوز جلتے جلتے
نگر تو جگر ہے جلا جانتا تھا

غزل ولی

تجھ لب کی صفت لعل بدخشاں سے کہونگا
جادو ہیں ترے نین غزالاں سے کہونگا
دی حق نے مجھے بادشہی حسن نگر کی
جا کشور ایرانیں سلیماں سے کہونگا
میں جب سے دیکھا خواب ہے اس ماہ خوبی
اس خواب کو میں یوسف کنعاں سے کہونگا
تعریف تیری قد کی الف وار اے سا جن
جا سرو گلستان کے خوش الحاں سے کہونگا
مجھپر نہ کرو ظلم تو اے لیلے آفاق
مجنوں ہو ترے غم کا بیاباں سے کہونگا
بیتاب نہو شور سے تو اے ولی ہرگز
اس درد کی دارو کسی درماں سے کہونگا

غزل ملنگ شاہ

مراد رو دل تجھپہ اظہار ہوگا
ادھر منزل عشق تیار ہوگا
ادہر تو جگر میرا ہے پارہ پارہ
اُدھر مرہم وصل تیار ہوگا
وہ پل ہے تو چھوٹا جو رستہ ہے باریک
یہ بندہ گنہگار کیا پار ہوگا
ملنگ شاہ سائیں تو ہی جگ میں رکھنا
اُدھر لعل و گوہر کا بازار ہوگا

غزل سودا

جب وہ گلشن کی طرف یار طرحدار جھکا
محو سب ہو کے چمن غنچۂ گلزار جھکا
نرگس مست تری آئیں جو تل در گلشن
گل مخمور جھکا بلبل بیمار جھکا
کان کے نیچے جو نکلی ہی تیری سنبل زلف
جیسا پانی سے نکل مار طرحدار جھکا

شب مہتاب میں بیٹھا تھا جو وہ سیمیں تن
فرش الماس پہ وہ چہرۂ پُرانوار جھکا
عرق آلودہ وہ پُرنور جبیں اوسکی دیکھ
سے ستاروں کو زمیں پر مہ انوار جھکا
لب شرابی تو ترے دیکھ کے میخانہ میں
شیشۂ پیالے پہ جھکا پیالے پہ وہ یار جھکا
شوخ اس مئی میں ترے کیا ہے بلا کی آتش
پیتے ہی مئی کے ہوا مست وہ سرشار جھکا

مصحفی

تیر نگاہ کی نیرے مژگاں کی اے ابرو کمان
حسن دل پہ جو گرے جبکہ وہ سوفار جھکا
حسن کی تیری جو دوکان میں عجب بازار سودا
جوہری جنس گراں بہا خریدار جھکا

غزل اکرام

دم کو سمجھ غنیمت وا ہو دم کے دم کا
یہ کون سے امید وہ دم مارتا ہے دم کا

قرآن میں لکھا ہے کل من علیہا فان
ہستی سو چیز کیا ہے لے جسکو دو عدم کا

جسکو پیا جو چاہے کھلا دے وہ سہاگن
پھر جستجو میں کیونکر دھرنا کہو قدم کا

کہتے ہیں لوگ سارے کچھ میں او تھا کیا تھا
اوڑ فاختہ گیا ہے فہمیدہ فہم کا

کن سے ہوا ہی فیکون اس کن کا کون کن ہے
لکھنے کی تاب لایا سینہ پھٹا قلم کا

ہے فاعل حقیقی ہر چیز کا وہی سب
کیونکہ ہوا ہے جگ میں دوزخ بہشت ہم کا

اکرم تو عبد الحق کی رہ بندگی میں دایم
ہوویگا دور تجھسے پردہ جو ہے وہم کا

غزل اشفاق

دل مرا انور تجلی سے جو معمور رہا
شعلہ جو آہ کا نکلا شرر طور ہوا

کیا خوشی رہتا تھا گلزار عدم میں آدم
آ کے ہستی میں غم و درد سے رنجور ہوا

کبریا حق کے ہیں ازبسکہ جہانیں معمور
جو کہ پیدا ہوا عالم میں سو مغرور ہوا

سخن اقرب جو کہا حق نے بیان کیا کیجے
آپ کو بھولکے میں اُس سے بہت دور ہوا

دم دیا حق نے نفخت کا تن آدم کو
جس سے ہے پارہ گل جوہر پر نور ہوا

چونکے جسوقت کہ ہم خواب عدم سے اشفاق
وہی موسے تھا وہی نور وہی طور رہا

غزل شیدا

اجل کے کوچہ میں تیرا گزار ہووے گا
ترا قرار مدار الفرار ہوویگا

دھرینگے تجکو جبا زمیں تخت شاہی ہے
اگر خزانہ و لشکر ہزار ہو دیگا

لحد کے گوشہ میں تجکو زمین پہ سونا ہے
بدن ترا خورش مور و مار ہوویگا

نہ کر تو فخر یہاں اپنی شہسواری کا
عمل سے پیادہ وہاں شہسوار ہوویگا

اگرچہ باغ جہاں میں تو مثل گل ہو گا
پہ تیری خاک پہ آخر کو خار ہوویگا

نڈر خدا سے تو ہو کر گناہ کرتا ہے
نجات کیا ترا انجام کار ہوویگا

طمع کسی سے نہ رکھ اس جہان فانی میں
سوا عمل کے ترا کون یار ہوویگا

نہ کر کسی پہ ستم سوچ یہ کہ آخر میں
خدا ہی سے ترا دار و مدار ہوویگا

اگر چھپائی کسی طرح سے تو اپنا کیا
ہر ایک دن کو وہ شب آشکار ہوویگا

ہزار [illegible] تیرے عذاب ہوویگا
ہزار [illegible] شمار ہووے گا
تو اپنے سوچ میں کر [illegible] بیاں شیدا
کلام سعدی کا تیرے یادگار ہوویگا

غزل معروف

آہ وہ کون تھا جسنے دل مارا
جسنے اس سے بچے لگا مارا

غزل مسکین

ایک ہے تو ہی پر بلا مسا چشم
دل کو پھر زلف میں بس مارا
کیا غضب ہی وہ [illegible] ابرو
صاف جس نے [illegible] مارا
بس جو بولا کہ سنگدل ہے تو
اس نے پھر [illegible] اوٹھا مارا
بعد مدت کے [illegible] ان سے
آج دونوں نے پھر [illegible] مارا

وصل کی شب بھی مین نسویا آہ / روز ہجران کے خوف کا مارا
پاکے مرضی کہلا جو باتین مین / یہ ہنسا یا کہ بس لٹا مارا
جنس صبر و خرد لٹے معروف / ملک دل فوج غم با مارا

غزل سلیمان

غمسے ہوکر برق وش کرکا کڑک کر رہ گیا / بس مرا سینے مین دل دہڑ کو دہڑک کر رہ گیا
ہمنے جانا آپ آئی ہو جو کچہ کہڑا ہوا / باد سی دیکہا تو در کہڑ کا کہڑک کر رہ گیا
توڑ کر اگر تجہے منظور تہا تو کس لئے / غنچہ کو میان ہے سر کا سرک کر رہ گیا
طایر دلکو ہوا کیا اس قفس کی قید سے / چہوڑ کر طفل چمن پہڑ کا پہڑک کر رہ گیا
ای سلیمان عشق کی آتش ہی مجہہ دلمین پڑی / اگ کا شعلہ سا کچہ بہڑ کا بہڑک کر رہ گیا

غزل طور

کبہو وہ سرو قد آیا تو ہوتا / کوئی دم گور پر سایہ تو ہوتا
ید بیضا کو ہوتا داغ حسرت / حنا کا چور دکہلایا تو ہوتا
رخ مصحف پہ مین قربان ہوا ہون / کوئی قران پڑہوایا تو ہوتا
گیا تہا ترے کشتہ کا لاشہ / لحد تک اوسکو پہنچایا تو ہوتا
کہڑا ہون کب سے تیری زیر دیوار / تو اپنے بام پر آیا تو ہوتا
غرور عاشقی ہے نعرہ بلبل / ہماری طرح گل کہایا تو ہوتا
غش آتا طور کو موسے کی مانند / رخ پر نور دکہلایا تو ہوتا

غزل سکندر دہلوی

کیا کمان ابرو نے ایک تیر نظارہ مارا / جسکے لگتے ہی جگر ہو گیا پارا پارا
کیا تجہے اونہا ہستی کے جنگل مین شکار / مرغ دل تونی جو صیاد ہمارا مارا
رات تنہائی مین آیا تہا تصور تیرا / ذکر تیرا ہے کیا آہ کا نعرہ مارا
ہمنے پہنکے تہی کلی اوسکی طرف للاکی / اوسنے شوخی سے ہمین پہول ہزارا مارا
غیر کیا چیز ہی محفل سے اٹہا دون ہمین / کیا کہون کچہ نہین سکتا مین تمہارا مارا

عشق بازی کے لئے ہمنے بچہائی چوسر / پہانسا گرتے ہی گویا رنگ ہمارا مارا
ہیچ دنیا کے لئے کچہ نہ سکندر نے کیا / آپ کے روز جہاں کس لئے دارا مارا

غزل نظر

ہوئی صبح جب گہر سے وہ یار نکلا / کہا خلق نے فرشتہ گلزار نکلا

غزل حسن

کسی کی لٹ کئے پیچ مین زلف کی روان / مرے چشم سے جو شغر پر آب نکلا
قضا تیری لکا فراد و بر اجنبی جو / بجلی لت بچی باندہ دستار نکلا
عجب پیرہن قیمت لگا ہے میرے یارو / جب یار سمجہا سو اغیار نکلا
خفا ہمسے شنکو صنم ہوتے ہمین / مرے سوکے گروہ بازار نکلا

بہت چاہا دل بیچ دیجے صنم کو
مرے دلکا وہ نا خریدار نکلا

صراحی سے ساقی نے می جو پلائی
نظیر اسقدر ہو کی سر شار نکلا

غزل نسیم

گر ہمنے دل صنم کو دیا پہر کسیکو کیا
اسلام چہوڑ کفر لیا پہر کسیکو کیا

ہمنے تو اپنا آپ گریبان کیا ہی چاک
آپ ہی سیا نہ سیا پہر کسیکو کیا

اپنی تو زندگی ہیان مثل حباب ہے
گو خضر لاکہہ برس جیا پہر کسیکو کیا

آنکہین تمہاری لال صنم کچہ نشہ پیا
آپ ہی پیا پیا نہ پیا پہر کسیکو کیا

دنیا مین ہم نی آکے بہلا یا برا **نسیم**
جو کچہہ کیا سو ہمنے کیا پہر کسیکو کیا

غزل سوز

قضا را وہ قاتل ادہر آن نکلا
تو لینے کو اوسکے مرا جان نکلا

کہڑا نعش پر ہو کے بولا کہ ہے ہے
یہ کشتہ تو کچہ جان پہچان نکلا

چہری لیکے من بعد سینے کو چیرا
تو دلکی جگہہ خشک پیکان نکلا

ٹک سر کہا ہاے مینے کیا کیا
مین سمجہا تہا کچہ یہ مرا جان نکلا

کہڑے رہنے والو مگر سوز ہے یہہ
بہلا اسکی دلکا تو ارمان نکلا

بہلا **سوز** ایسا تہا جسکے خاطر
یہ خورشید پہاڑ ہی گریبان نکلا

غزل مست

آج دلبر کو خواب مین دیکہا
نور حق کا حجاب مین دیکہا

خود فنا ہو کے ذات مین ملنا
یہ تماشا حباب مین دیکہا

آپ کو سوخت غیر کو لذت
یہ مزا ہم کباب مین دیکہا

بیٹہکر سیر ملک کی کرنا
یہ تماشا کتاب مین دیکہا

ایک پیالے مین **مست** ہو جانا
یہ تماشا شراب مین دیکہا

غزل منصور

نہ ملتا گر خون سے دل مرا مشہور کیون ہوتا
جو دیکہا حسن جاناکو تو پہر مخمور کیون ہوتا

خدا پیدا نکرتا جگ مین گر ذات محمد کو
تو کیون معراج موسیٰ کو پہ کوہ طور کیون ہوتا

نکلنا تہا جو طوق لعنت کا پڑا تہا سب فرشتون کا
اگر وہ جانتا شیطان تو پہر مغرور کیون ہوتا

نہ دیتا پہلو خوف اگر حیا رخسار خوبان پر
تو ہر عاشق کی آنکہون مین حسن منظور کیون ہوتا

کیا دعوے انا الحق کا ہوا سردار عالم کا
اگر سکو پہنچ جاتا تو وہ منصور کیون ہوتا

غزل ناسخ

غزل سودا

یہ دشمن جان ڈہونڈی اپنا جو نکالا
تو حضرت دل سلمک اللہ تعالےٰ

جب مست چمن سے ہو چلا گہر کو وہ لالہ
غنچہ نے صراحی لی اوٹہا گل نے پیالہ

کہتا ہے یہ گلہ سے یہ ترا گوشہ ابرو
دیکہے جو کوئی خون گرفتہ تو نکالا

مانگا جو میں دل کو تو کہا لس ہی اکل
جتنے ہی تو چاہے مرے کوچے سے اٹھالا

اے غنچہ سبب کیا ہی کہ آتی ہی چمن میں
گل جھاڑ ہے دامن تو نے بقچے کو سنبھالا

اتنا ہی تو یوسف سے مشابہ کہ عدم سے
پردے میں چھپا اسکی تئیں تجھکو نکالا

اس آنکھ لڑانے سے یہ دل کیونکر بر آدی
نے تیغ ہے اس پاس نہ خنجر ہے نہ بھالا

جتنے ہی اُٹھاتے ہوگئی پشت فلک خم
ہرگز نہ کسی گرتے کو ظالم نے سنبھالا

سودا تجھے کہتا ہوں جو بولنے ل اتنا
تو اپنا غریب عاجز و دل بیچنے والا

غزل

جب حسن ازل پردۂ امکان میں آیا
ہر رنگ بہر رنگ ہر اک شان میں آیا

حسرت سے ملایک نے جسے سجدہ کیا ہے
جس وقت کہ وہ صورت انسان میں آیا

گل ہو وہی سنبل ہے وہی نرگس حیراں
اپنے ہی تماشے کو گلستان میں آیا

اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن ہے
مذکور یہی آیت قرآن میں آیا

قانون وہی ساز وہی طبلہ وہی ہے
ہر تار میں لولاکہ ہر اک تان میں آیا

غزل عمر

عشق نے تیری مجھکو دل کیا کیا ستم دکھا دیا
عیش و خوشی و زندگی سارا جہان بھلا دیا

موت سے آکے مرچکا نیکی بدی کیا غرض
ہستی سے لیکے تا عدم جام تھا پلا دیا

ڈھونڈوں بھروں میں یار کو اپنی فکر میں جو طرف
آپ میں آپ ملگیا پردہ میں جو اٹھا دیا

میرے سخن کو سمجھو تم اسمیں نہیں ہے کچھ غلط
آپ ہی خدا ہوا یہ دم جبکہ خود ہی مٹا دیا

عمر میں اپنی آپ میں آپی سمجھکے چپ رہا
جبکہ ملا وہ غیر سے ہنسکے مجھے رلا دیا

غزل حیدری

وہ چاند سا مکھڑا نام خدا اور رنگ سنہرا اصل علے
وہ گول بدن سانچے میں ڈھلا وہ ہیگا سراپا اصل علے

وہ گھونگر والے بال سیہ وہ زلفیں اسکی ہین گرہ
وہ سحر مجسم چشم نگاہ وہ دیدہ چوڑا اصل علے

تھی ہونٹوں پہ مسی کے دھڑی وہ جیسی شام میں ابر پڑی
تھے دانت کہ جوں موتی کی لڑی پر اومکا چمکنا اصل علے

وہ اور بکھرا اوپر سخت کچیں جو دیکھے انکو ہارے چلے
وہ بیٹھی حوریں رشک کریں وہ ناف کا نقشا اصل علے

کو ہر بن مو ہو جاوے زبان تو بھی نہ ہے بیان
اے حیدری وہ محبوب جہان وہ دلبر عنا اصل علے

غزل مومن خان

کسی کا ہوا آج کل تھا کسی کا
نہ ہے تو کسی کا نہ ہوگا کسی کا

کیا قتل تھے جہاں اک نظر میں
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا

غزل ظفر

[illegible] ناصحوں نے
نہ میری سنی وہ نہیں [illegible] کسی کی
[illegible] سمجھو [illegible] ان کا [illegible]
[illegible] دعویٰ کسی کا
[illegible] جانوں
[illegible] کسی کا
[illegible] لالی [illegible]
[illegible] ہوں گا کسی کا

وہ کرتے ہیں بیاں کہ عاشق کشی یوں | نہیں کوئی دنیا میں گویا کسی کا
دم الخند اور عشق بتان سے | مجھے ڈر ہے اے مومن ایسا کسی کا

غزل ظفر شاہ دہلی

کسی نے اسکو سمجھایا تو ہوتا | کوئی یاں تک اُسے لایا تو ہوتا
مزہ رکھتا ہے زخم خنجر عشق | کبھی اے بوالہوس آیا تو ہوتا
نہ بھیجا لکھ کے تو نے ایک پرچہ | ہمارے دل کو پرچایا تو ہوتا
کہا عیسیٰ نے قم کشتی کو تیرے | کچھ اب تک بھی نہ فرمایا تو ہوتا
نہ بولا ہم نے کھڑکایا بہت وہ | ذرا دربان کو کھڑکایا تو ہوتا
یہ نخل آہ ہوتا بید ہے کاش | نہ ہوتا گو ثمر سایا تو ہوتا
جو کچھ ہوتا سو ہوتا تو بے تقدیر | لحد تک مجکو پہنچایا تو ہوتا
کیا کس جرم پر تو نے مجھے قتل | ذرا تو دل میں شرمایا تو ہوتا
کیا جیسا مریض عشق مجکو | عبادت کو کبھی آیا تو ہوتا
دل اوسکے زلفیں اولجھا ہو کب سے | ظفر اک روز سلجھایا تو ہوتا

غزل دارا

سحاب پارہ ہی دامن ہے آبدیدوں کا | نمود برق طپیدہ ہے دل طپیدوں کا
چراغ صبح کی مانند کوئی دم کی ہیں | بیان حال ہوا جان بلب رسیدوں کا
جہاں ہوئے ہیں گل سرخ خاک سے پیدا | اسی زمین میں ہے مدفن ترے شہیدوں کا
اثر رکھے ہے یہ فریاد دردمندوں کی | بُرا ہی صبر ستمگر ستم رسیدوں کا
عجب شجر ہے ثمر جسکے پارہ یاقوت | یہ رنگ کچھ لے مژگاں خون چکیدوں کا
کھلا کسی پہ نہ آسودگان خاک کا حال | ہجوم مہد زمین میں ہے آرمیدوں کا
کوئی بھی ساتھ کسیکے گیا نہ اے دارا | عدم کو جاتا ہے کیا قافلہ جریدوں کا

غزل خواجہ میر درد

جگ میں کوئی نہ ٹک ہنسا ہوگا | کہ نہ ہنستے ہی رو دیا ہوگا
اونے قصداً ابھی مری نالوں کو | نہ سنا ہوگا گر سنا ہوگا
دیکھئے غم سے اب کے جی میرا | نہ بچیگا بچیگا کیا ہوگا
دل زمانے کے ہاتھ سے سالم | کوئی ہوگا کہ رہ گیا ہوگا
حال مجھ غمزدے کا جس جس نے | جب سنا ہوگا رو دیا ہوگا

حسن نظم

قتل کسی [illegible] سے وہ [illegible] باز رہا | [illegible]
دل بھی اے درد قطرۂ خوں تھا | آنسوؤں میں کہیں گرا ہوگا

غزل میر تقی ملک الشعرا

اس عہد میں الٰہی محبت کو کیا ہوا | چھوڑا وفا کو اون نے مروت کو کیا ہوا

امیدوار وعدهٔ دیدار مر چلے
آتے ہی آتے میر قیامت کو کیا ہوا

جاتا ہی یار تیغ بکف غیر کیطرف
ای کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

بخشش نے مجکو ابر کرم کے کیا خجل
ایچشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا

تہی صعب عاشقی کی ہدایت میر پر
کیا جانئے کہ حال نہایت کو کیا ہوا

غزل جرات

جو دم لب پہ گہبرا کے آنے لگا
تو شاید مرا دل ٹہکانی لگا

نہ آنیکا جب مین سنانی لگا
وہ آئینہ مجہکو دکہلانی لگا

وہ دلبر کسی سے ہوا ہمکنار
کہ دل بر مین کچہ تلملانی لگا

کیا اوسنی جو سیر دریا کا عزم
مین انکہونسے دریا بہانی لگا

کہا طبع نے اور لکہہ اک غزل
قلم جب مین جرات اوٹہانی لگا

اسی رحم جب جبہہ آنے لگا
تو صحبت یہ گردون چہڑانی لگا

کسی نے جو پوچہا خفا کس سے ہو
اشاری سے مجکو ستانی لگا

مزاج آیا ہنسنے پہ تو غیر سے
لڑا آنکہہ مجکو لڑانے لگا

منانا پڑا اور اوٹہا مجہے
محبت جو مین آزمانے لگا

غرض دلکی لگ جاتا ہی عشق آہ
عجائب تماشا دکہانے لگا

دیا اوسکی در پر جو جرات نی جی
تو الحمد للہ ٹہکانے لگا

غزل ناسخ

ساتہہ اپنے جو مجہے یار نے سونے ندیا
رات بہر مجکو دل زار نے سونے ندیا

خواب ہی مین نظر آیا وہ شب ہجر کہین
کو مجہے حسرت دیدار نے سونے ندیا

خفتگی بخت کی کیا کہئے کہ خبر خواب عدم
عمر بہر دیدۂ بیدار نے سونے ندیا

رات بہر درد جدائی سے کراہا کیا
کہ جہان کو تیرے بیمار نے سونے ندیا

یاد اوس زلف کی رہ رہ کی مجہے دکھ دے
ہجر مین مجکو شب تار نے سونے ندیا

یہی صیاد گلہ کرتا ہے میرا ہر صبح
نالہ مرغ گرفتار نے سونے ندیا

مجہے تجہے بعد فنا یاد رہنے راحت
حشر تک وعدۂ دیدار نے سونی ندیا

غزل لطیف

جو شب کو رہا تو مین نے یار و جمال فخر عرب کو دیکہا
اوٹہایا پردہ کو مین نے جب تو مین انوار رب کو دیکہا
عجب تہی احمد کا ہم روش وہ صرف آدم بہی [illegible]
وگرنہ نور اصل مین [illegible] حبیب کو دیکہا

مخمس [illegible]

[illegible]

مخمس رفیع سودا ملک الشعرا

زخم کا دلکی تر و تازہ ہے انکو سدا
جاری رہتا ہے مری چشم سے ناسو سدا

جسکے ہاتھ تیغ نگہ سے ہوئی گھایل یارب
چشم زخم اس سے رہا نہیں ہے دور سدا

ہے نہین شوق کسی کے لہو پینے کا
دیکھتا ہون تیرے انکھونکو مین مخمور سدا

گو نہ دے شیشہ گردون می گلرنگ مجھے
خون دل سے تو مرا جام ہے معمور سدا

یار کی دیکھی تجلی جو تو موسی کیطرح
سنگ رہ سے تری نکلے شرر طور سدا

ایک شب آ کوئی دلسوز نہ رویا او سیر
شمع بھی گور ہمارے سے جلی دور سدا

دوستو سنتے ہو سودا کا خدا حافظ ہے
عشق کی ہاتھ سے رہتا ہے یہ رنجور سدا

غزل ہدایت

دشت سے قیس گیا کوہ سے فرہاد گیا
کارخانہ ہے سبھی عشق کا برباد کیا

چشم الفت مین مجھے تجھسے ہے لوا طفل سرشک
ہائے دنیا سے تو لڑکی یونہیں ناشاد کیا

یاد کر سبزۂ خط اشک جگر سے نکلا
رو کہ گھر سے یہ لڑکا خضر آباد کیا

یہ ہدایت سے بنا ریختہ کی تھی قائم
حیف صد حیف کہ دنیا سے وہ استاد گیا

غزل انشا

العیش منجلوہ گر ہے تجھ مین یہ ذات مولا
والسابحات سبحاً فالسابقات سبقاً

تمنے سکھا دیا کیا جبریل کو نجانے
جھپٹ زیر سدرہ اوسنے جو بستر جمایا

جو شخص جبہ سا ہو خدمت مین یان تمہارے
کیونکر نہ بیہودہ دیکھی لاہوت کا تماشا

فرما دین آپ جو کچھ حقا وہی ہے سچ ہے
ای میرے پیر و مرشد ہان بادشاہ داتا

گر حکم ہو تو سائین سلفے کا دم لگا کر
پھٹکارون اس گھڑی مین سبز یکو ایک کونڈا

ہے یاد مین تمہارے بیٹھا ہوا مراقب
جا رم فلک پہ عیسے کھینچے ہوئے اوداسا

کرو بیان تمہین سب کیون پیشوا سمجھین
روح القدس ہے ادنی اک بالکا تمہارا

سبز وہ اگر پڑھانا منظور صبح دم ہو
تو لیجے برگ کوئی وہ انا شطات نشطاً

استانہ بیٹھکے ہے تشریف لائی بھی
حضرت سلامت انشا ہی آپکا یہ چیلا

غزل ذوق

بعد مردن بھی خیال چشم فتان ہی رہا
... غم الان ہی رہا
... عاشق پیچیدہ مویان ہی رہا
... عشق ... پنہان ہی رہا
... مضمون اوس ... ہی رہا
... انجلان ہی رہا
... راہ پر
... سلطان ہی رہا

غزل ممنون

پاؤن کب نکلا رکاب حلقۂ زنجیر سے
توسن وحشت ہمارا گرم جولان ہی رہا

کیا لباس نیو مین چھپتے ہین روشن ضمیر
جامۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطی کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

حلقۂ گیسو مین دیکھی کسکے رخسار کی تاب
خب مہ ... زمین سر در گریبان ہی رہا

مدتوں دل او پیکاں دونو سینے میں رہے / آخرش دل بہ گیا خوں ہو گئے پیکاں ہی رہا
سکو دیکھا ہے اوسکو نہ دیکھا جوں نگاہ / وہ رہا انکھوں میں اور انکھوں سے پنہاں ہی رہا
دین و ایمان ہو ناتہا سو دق گیا اس شوق میں / اب کچھ دیں ہی رہا باقی نہ ایماں ہی رہا

غزل سوز

یہ تیرا عشق کب کا آشنا تھا / کہاں کا جان کو میری وبال تھا
وہ ساعت کونسی تہی یا الہی / کہ جس ساعت دو چار اس سے ہوا تھا
میں کل اس سوقت آنکہیں موند لیتا / کہ میرا دیکھنا مجھپر بلا تھا
میں اپنے ہاتھ اپنے دل کو کہوتا / خداوندا میں کیوں عاشق ہوا تھا
دلا کیا آن تہی اللہ اللہ / کہ جس غم سے چھاتی پر چڑہا تھا
وہ مجھکو ذبح کرتا تھا چھری سے / میں اوسکی تیز دستی تک رہا تھا
نہتا اوسوقت جز اللہ کوئی / ولے یہ سوز پہلو میں کہڑا تھا

غزل حضرت عشق

یکایک غضب ہے یہ کیا ستم ہے کہ یار ابتک نہ آیا / ادہر وہ ساقی شراب لایا ادہر وہ ابر بہار آیا
میں اوسکی تیغ نگہ کی برش کا کیا کروں بیاں تمسے / کہ ایک پل میں ہزار ہی سے ستم رسیدہ وہ مار آیا
کسیکو چاہنگا کسیکو گالی کسیکو غصہ ہو مار بیٹھا / غضب ہوا جب اوسکو یاد دشمنی کا اپنے خمار آیا
خدا سے ڈر تک بہی بتا دو کسے کریگا تو قتل ظالم / جو آج باندہ کر کٹار آیا جو آج باندہی کٹار آیا
تیری محبت میں آہ دن ہم بہی دیا کئے ہر دم / ہمارے رونے پہ تجھکو ظالم نہ رحم آیا نہ پیار آیا
میں دین و ایمان جان و دل کو کر دیا ر و تصدق / اگر وہ رشک بہار آیا اگر وہ رشک بہار آیا
غزل ہے یہ ہو نہیں اے عشق ایسی کہ ہر مصرعہ ہو جسکا موتی / کہ اس غزل میں تو طبع اپنے سے کہیں زیادہ مزا آیا

غزل مومن خان

میں نے تمکو دل دیا تمنے مجھے رسوا کیا / میں نے تمسے کیا کیا اور تم نے مجھسے کیا کیا
کشتہ ناز بتاں روز ازل سے ہوں مجھے / جان کھونے کے لیئے اللہ نے پیدا کیا
روز کہتا تھا کہیں مرتا نہیں ہم مرگئے / ابتو خوش ہو بیوفا تیرا ہی نے کہا کیا

روتے ہیں کیا بخت خفتہ کو کر آہ و بکا رات سے
میں یہاں رو لیا اور وہ وہاں رو لیا
آتش الفت بجھا دی داغہاے رشک نے
مدعی کی گرمی صحبت سے جی [illegible]
آنکہ عاشق کی کوئی پھرتی ہے آکر وعدہ خلاف
دیکھئے میں مرتی مرتی سوئے در دیکھا کیا

[illegible]

[illegible]

غزل ذوقی شاہ

نگر سے ناقہ لیلےٰ کو جب لیے ساربان نکلا
کواخ عشق سے مجنوں کے غم کا کاروان نکلا

یہ دل سے آگ لگی رنگ بلبل سے فغان نکلا
چمن سے جمع ہو حسرت زدہ تنکا کا ریلان نکلا

خبر کر دیجیو غماز خسرو سے کہ ای نادان
یہاں فرہاد کا مرنا وہاں شیریں کا جان نکلا

توانائی نہ اک ساعت نہ سیر ضعف مستی کے
حباب سا جو ہمسا ایک جسم ناتوان نکلا

عصا موسیٰ کا بسر ہے صوفی دجال مذہب کو
صنم خانہ سے مہدی ہادی حسبا زمان نکلا

غزل جرات

عزیز و کیا کہوں رونا میں اپنے چشم گریاں کا
نہیں لیتے ہی دریا گر نچوڑوں پاٹ داماں کا

جنوں نہیں دیکھو رتبہ مرے حال پریشاں کا
قدمبوسی کو آیا چاک تا دامن گریباں کا

دل پروانکی حالت خرابی سی یہ پہونچی ہے
نشاں رہجائے جو باقی کسی اجڑے گلستاں کا

نہ آیا اس فلک کو اور کچھ آیا تو یہ آیا
گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجراں کا

تنگ آئے ہیں ہم وحشی کہاں لکھو لکڑ دو میں
کہ وحشت پر ہمارے تنگ ہے عرصہ بیاباں کا

ہوا وہ خوش تو اب لوگوں نے اوسکی یہ منادی کی
نہ واں جاوے کوئی پا کر نہ یاں آوے کوئی واں کا

کیا اس عشق کی وحشت نے کیا دیوانہ جرات کو
عجب احوال دیکھا ہمنے کل اس خانہ ویراں کا

غزل لطیف

شکر اللہ کا جسنے کہ مسلمان کیا
دین احمد کا ہمیں تابع فرمان کیا

کونسا شکر کریں ہم ترا رب شکور
تو نے امت پہ محمدؐ کی جو احسان کیا

غیر عیسیٰ نہ کوئی حاوی انجیل ہوا
تو نے ہر فرد کو یاں حافظ قرآن کیا

گرچہ ہی خلقت عالم میں سگ و خوک شغال
ہیں جو حیوان ہلو تو نے مجھے انسان کیا

جستجو رزق کی کرتا ہے عبث ای نادان
جتنے مرزوق ہیں تو نے انہیں مہمان کیا

جب تھے دانت ہمیں آپ تب اے رازق
خون مادر کو تیئیں قوت رگ جان کیا

بندگی پر نہیں موقوف ترا لطف لطیف
تو نے جب چاہا تو در پیش کو شیطان کیا

غزل میر تقی

اے دوست کوئی مجھسا رسوا نہ ہوا ہوگا
دشمن کے بھی دشمن پر ایسا نہ ہوا ہوگا

ٹک گور غریباں کی کر سیر کہ دنیا میں
ان ظلم رسیدوں پر کیا کیا نہ ہوا ہوگا

انکھوں سے تری ہم کو ہے چشم کہ اب ہووے
جو فتنہ کہ دنیا میں برپا نہ ہوا ہوگا

صد نشتر مژگاں سے نکلا ہے زبان سے خون

مسکین مظہر

آگے بھی ترے میرؔ اب سودا نہ ہوا ہوگا

غزل ظفر

دیکھ مجھکو بت بے پیر نے منہ پھیر لیا
آج مجھ سے مری تقدیر نے منہ پھیر لیا
عقل نے ہوش نے تدبیر نے منہ پھیر لیا
پس ازی آہ سے تاثیر نے منہ پھیر لیا
میں تو تڑپا ہی دم قتل اجس لے قاتل
کیا سبب جو تری شمشیر نے منہ پھیر لیا

اسکا نقشہ جو مین چہاپنے لگا مانی نے / کسمسا شرم سے تصویر لے منہ پہیر لیا

اے ظفر چہرۂ تابان صنم دیکہتے ہی / مہ و خور سی فلک پر نے منہ پہیر لیا

غزل ذوق

وہ کون ہے جو مجہپر تاسف نہین کرتا / پر میرا جگر دیکہہ کہ مین اُف نہین کرتا

کیا قہر ہے وقفہ ہی ہے آنہین اوسکے / اور دم مرا جانہین توقف نہین کرتا

کچہ اور گمان گدرے ہے دل مین تیرے کافر / دم اسلئے مین سورۂ یوسف نہین کرتا

پڑہتا نہین خط غیر مرا وان کسی عنوان / جبتک کہ وہ مضمون تصرف نہین کرتا

دل فقیر کے دولت سے مرا اتنا غنی ہے / دنیا کے زر و مال پہ مین تف نہین کرتا

تہا دل نکری جہاتی صاف ہے صوفی / کچہ سود و صفا علم تصوف نہین کرتا

ای ذوق تکلف مین ہے تکلیف سراسر / آرام مین ہے وہ جو تکلف نہین کرتا

غزل معروف

عشق کا سا کبہی آزار نہ دیکہا نہ سنا / اسکا جیتا کوئی بیمار نہ دیکہا نہ سنا

تجہکو جس بزم مین نہار نہ دیکہا نہ سنا / ناچ اور راگ وہان یار نہ دیکہا نہ سنا

ہمدمون مین نے کبہی رد کلام واعظ / اوسکے جز مصحف رخسار نہ دیکہا نہ سنا

عشق کی راہ مین نقش قدم و شور جرس / گاہ ہمنے دم رفتار نہ دیکہا نہ سنا

نرگس و گل نے اسی باغ جہان مین تجہسا / چشم اور گوش سے ای یار نہ دیکہا نہ سنا

چشم وا رہتی ہین اور گوش بر آواز قدم / عاشقو نکو کبہی بیکار نہ دیکہا نہ سنا

یہ غزل جسنے سنی دیکہہ کے بولا معروف / کہین ایسین نہین بیکار نہ دیکہا نہ سنا

غزل رنگ

انس اور جن ہی کیسی خلقت سب ان افسانہ تہا / کوئی نہتا اوسوقت پر مین جب ترا دیوانہ تہا

ماسوائے اللہ نہتا کچہ کام میری ذات کا / مین نہتا ہمین وہ مجہمین حق مرا ہے خانہ تہا

آنکہہ لاگی آپ سے بدنام مجہکو کیون کرے / اسکی کیا تقصیر کہنا دل مرا بیگانہ تہا

جو کیا مجہسے مر دلنے تو مین کیا کہون / کچہ کہا جاتا نہین دشمن مہمانخانہ تہا

مصرع سودا پر شاید رنگ کیا برجا ہوا / سنگ مین آتش نہتی جب شمع کا پروانہ تہا

غزل ممنون

تجہے نقش ہستی مٹایا تو دیکہ / جو پردہ تہا حایل اوٹہایا تو دیکہ

یہ سب ترے ہی حسن کا پرتو ہے / نہ دیکہا تجہے تیرا سایہ تو دیکہ

تضمین

جو راہا نے مست مے دیکہے / ہمین جسنے ایسا بنایا تو دیکہ

ممنون سے سوتیکہ ممنون پر مغان کا / یہ عالم جو ساغر پلایا تو دیکہ

غزل انت

ایچہا جو جفا ہے سے ہوتا صنم چہپا / لو ہم بہی نہ بولین سے خدا کی قسم چہپا

مشغول کہا جائے اس دلکو کسی طور — لے لیو نگے ڈھونڈ اور کوئی یار ہم اچھا
گرمی نے کچھ آگ اور ہی سینے مین لگا دی — ہر طور غرض آپ سے ملنا ہے کم اچھا
اغیار سے کرتے ہو مرے سامنے باتین — مجھپر یہ لگے کرنے نیا تم ستم اچھا
ہم معتکف خلوت بتخانہ ہین اے شیخ — جاتا ہے تو جا تو بھی طواف حرم اچھا
جو شخص مقیم رہ دلدار ہین زاہد — فردوس لگی انکو نہ باغ ارم اچھا
کہکر گئے آتا ہون کوئی دم مین پاس ہم — پہر دیکہے چلے کل کیسی طرح مجکو دم اچھا
اس ہستی موہوم سے مین تنگ ہون انشا — واللہ کہ اس سے بمراتب ہوا اچھا

غزل حسین

وہ جبتک کہ زلفین سنوارا کیا — کھڑا اس پہ مین جان وارا کیا
ابھی دلکو لیکر گیا ہے آہ — وہ چلتا رہا مین پکارا کیا
قمارِ محبت مین بازی سدا — وہ جیتا کیا اور مین ہارا کیا
کیا قتل اور جان بخشی بھی کے — حسن اوسنے احسان دوبارا کیا

غزل ایضاً

گلزار ہے داغونسے یہان تن بدن اپنا — کچھ خوف خزانکا نہین رکھتا چمن اپنا
اشکون کے تسلسل نے چھپایا تن عریان — یہ آب روان کا ہی بنا پیرہن اپنا
کسطرح نبہی ایسی سی انصاف تو ہے شرط — یہ وضع مرے دیکھو وہ دیکھو چلن اپنا
انکار نہین آپکی گھر چلنے سے مجکو — مین چلنے کو موجود جو چھوڑو چلن اپنا
مسکن کا بنا خانہ بدوشونسے تو پوچھو — جسجا پہ کہ بس گئے رہی وہ ہی وطن اپنا

غزل منیر

ہر گھڑی رہتا ہی مجکو ڈر تری تلوار کا — روز ہوتا ہے تصدق جسپہ سر دو چار کا
ہاتھ بھی اسکو لگاتا ہی کوئی اب یا نصیب — دن بدن بدتر ہے احوال اس ترے بیمار کا
موتیو نکا ہار تو پہنا کری ہے تو سدا — دیکھہ یان آکر تماشا آنسو نکی تار کا
دیکھکر صورت تیری حسرت زدہ اے دوستو — اک تحیر کا سا عالم ہے در و دیوار کا

اشک ... لے لکھوا ... آنکھون سے آتا ہے منہ پر
رونے رونے حال ہے یہ دیدۂ خونبار کا

غزل ارت

اے سنبلا سینہ سے بہار کا جھولا
کیون لگے جھونٹے یار کا جھولا
ہوگی کسدن نوید قطرہ افشانی
منتظر ہے بہار کا جھولا

غزل نسیم

گلا نہ اسے مطرب آگئی ہے مشتاق
مینہ کا اور ملار کا جھولا
اے صبا باغ مین جلا یار سے
تو مرے گلعذار کا جھولا
رونق افزا ہے عکس سے تیرے
نہر اور آبشار کا جھولا
تیرے ہاتھون مین ہے کبھی ...
اس متاب دار کا جھولا

تجھے نازک ہے چاہئے گو ہو — صرف ہو تو نکے ھار کا جھولا
نکہت گل کے چھونے کیلئے — ہے نسیم بہار کا جھولا
چاہیئے طفل اشک کو آنسو — مژہ قطرہ بار کا جھولا

غزل حضرت عشق

لیا جو ایک میں بوسہ تو کیا ای یار ہوا — خفا نہو ترے صدقے گیا نثار ہوا
جنوں ضرور ہے اب مجھسی دست بردار ہے — کہ ایک جیب رہا نا سوتار تار ہوا
تمام قصۂ غم تجھکو میں سناؤں گا — کبھو جو ٹک دل بیتاب کو قرار ہوا
ترے گلے سے تو رہنا لگا ہوا گلرو — مجھے یہ غم ہے کہ پھولونکا کیوں نہ ہار ہوا
اب ایک بوسہ کے دینے پہ منہ بنانی ہو — ادہر تو دیکھو وہ کیا بات کا قرار ہوا
ہمارے سینے پہ داغوں سے ہے وہ گلکاری — کہ داغ داغ جسے دیکھ لالہ زار ہوا
میں تیرے عشق میں صبر و قرار کھو بیٹھا — ہزار حیف تو جیہر نہ دوستدار ہوا

غزل عاجز

سجن کا آنا سجن کا جانا — سجن کا رونا سجن کا ہنسنا
بہار گلشن خنٹ قیامت — غضب خدا کا گلے کا کھلنا
سجن کی آنکھیں سجن کی پلکیں — سجن کی زلفیں سجن کی باتیں
سدا ہیں کیفی سدا ہی برچھی — سدا ہی خونی سدا ہیں برجا
تری کمر کو ترے دہن کو — ترے لبوں کو ترے سخن کو
وہم سا سمجھا عدم ہو دیکھا — عقیق پایا میں خوب سمجھا
سخنوروں میں قلندروں میں — دلبروں میں جنونتوں میں
میں ہوں سخنور میں ہوں قلندر — میں ہوں سیانا میں ہوں دیوانا
مری رباعی مرا مخمس — مرا تخلص خیال میرا
ہے ربع مسکوں ہے غم کا پنجہ — ہے روز عاجز ہے نقش دریا

غزل اثیم

پھر ہمارے آہ و نالے میں اثر پیدا ہوا
پھر نہاں سر و سے گویا ثمر پیدا ہوا
پھر کسی کے کان کے موتی ہمیں یاد آ گئے
پھر ہمارے اشک مانند گہر پیدا ہوا
بن کے اختر آسماں پر جلوہ آرا ہو گئی
سینۂ سوزاں سے ہم سے جو شرر پیدا ہوا
ہو گا مائل دل کسی کی صندلی پوشاک پر
بے طرح پھر اندنوں کچھ درد سر پیدا ہوا

تضمین

بے پوچھی میں بھاگتا تھا دیکھکر صیاد کو
طائر دل بیٹھ کر یا جب بال و پر پیدا ہوا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کان ... کوہ ... [illegible]
اندنوں پھر ایک رقیب ... پیدا ہوا

غزل سودا

تجھ قید سے دل ہو کر آزاد بہت رویا
لذت کو اسیری کی کر یاد بہت رویا

تصویر مری تجھ بن مانی نے جو کھینچی تھی
انداز سمجھ اس کا بہزاد بہت رویا

نالی نے تری بلبل تم چشم نہ کی گل کی
فریاد مری سنکر صیاد بہت رویا

یاں تک مری صورت سے ہی تشنہ لبی پیدا
اوس طرف جو ہو گذرا جلاد بہت رویا

جوئیں پڑے بہتے ہیں جا دیکھ گلستاں میں
تجھ قد سے خجل ہو کر شمشاد بہت رویا

آئینہ جو پانی میں ہے غرق یہ کیا باعث
تجھ سنگ دلی آگے فولاد بہت رویا

سودا اسی میں یہ پوچھا دلیں ہی کیکو دل
وہ کر کے بیاں اپنی روداد بہت رویا

غزل احسان

کہے گی خاک تو پیغام اے صبا میرا
ہوا ہے یار بیں وہم ہی ہوا ہوا میرا

جو مر بھی جاؤں نہ کیجو مری وفا کا ذکر
وفا کے نام سے چڑھتا ہے بیوفا میرا

یہ غمزدونکو گھلایا تو کیا ہوا اے عشق
ذرا تو اور کر پورا ہو ناشتا میرا

یہ سیل گریہ ہے ہرگز نہو گی بند سے بند
بکا جو ناصح تو دو گنا ہوا بکا میرا

جو بوسہ دیجے فریکا مزہ بدل جاوے
کہ اندنوں ہیں بہت منہ ہی بمزا میرا

اندہیری رات کو میں روز عیش سمجھا تھا
چراغ تو نے جلایا تو دل بجھا میرا

کہیں نہ ہو خفگی تیرے دل میں فکر یہ ہے
کہ خود بخود ہی کچھ اسوقت جی خفا میرا

دو چند حسن ترا فرط خشم سے چمکا
بگڑ کے کام حسن اے یہ سنور گیا میرا

نہ درد سر و دوا سے مدام ہے درد و
دوا پذیر نہیں درد سے لا دوا میرا

تمھاری زلف کا شامت زدہ کو سودا ہے
بلائے عشق میں دل ناگہاں پھنسا میرا

نہ کیونکہ روؤں کہ ہے حال جانکنی میں آہ
رفیق میرا جگر میرا لاڈلا میرا

کسی پوچھا کہ احسان غلام کس کا ہے
لبوں پہ لا کے تبسم کو یہ کہا میرا

غزل تازہ از جوش

دیکھ وہ زلف پریشاں میں پریشاں ہوا
فرقت یار میں سرگشتہ و حیراں ہوا

غزل [illegible]

[illegible]

غزل خواجہ میر درد

دنیا میں کون کون نہ یکبار ہو گیا
پر منہ پھر اس طرف نہ کیا اس نے جو گیا

[illegible]

طوفان نوح تھی تو دہائی زمین فقط
مین ننگ خلق سارے خدائی ڈبو گیا

بر ہم نہو کہین گل و بلبل کے راستی
ڈرتا ہون آج باغمین وہ تندخو گیا

واعظ کسی ڈراتا ہے یوم الحساب سے
گریان مرا تو نامۂ اعمال دہو گیا

پہولے گی اس زبان مین گلزار معرفت
یان بہی زمین شعر مین یہ تخم بو گیا

آیا نہ اعتدال پہ ہرگز مزاج دہر
دی گرچہ گرم و سرد زمانہ سمو گیا

ای درد جسکی آنکہہ کہلی اس جہانمین
شبنم کیطرح جان کو اپنے وہ رو گیا

غزل ناسخ

سمجہہ کے حسن مجہے کو جہان نے پاک کیا
ہزار طور کو اوسنے جلا کی خاک کیا

ہوئی جو صبح شب وصل جان ڈوب گئی
قضانی چشمۂ خورشید کو ہلاک کیا

گلہ نہ یار کا باقی رہا نہ شکوہ غیر
اجل نے خوب ہمیں مجہلی کو پاک کیا

عوض شراب کے انگور سے لہو ٹپکا
جو بعد مرگ مجہے دفن زیر خاک کیا

نہ خط جادہ سمجہہ اسکو مین نے وحشت مین
برنگ جیب ہے دامان دشت چاک کیا

تیری جلانی کو اے سنگدل صنم ہمنے
اک اور صاعقۂ مستور سے تپاک کیا

خبر کلال کو سرگشتگی کی تہی ناسخ
جو میرے خاک سے تیار اسنے چاک کیا

غزل سودا

ٹوٹی تیری نگہ سے اگر دل حباب کا
پانی بہی پہر پئین تو عزا ہے شراب کا

دوزخ مجہے قبول ہے اے منکر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

زاہد سبہی ہے نعمت حق جو ہے اکل و شرب
لیکن عجیب مزا ہی شراب و کباب کا

غافل غضب ہے ہوگی کرم پر نہ کہہ نظر
یہ ہے شراب برق سے دامن سحاب کا

قطرہ گرا تہا جو کہ مرے اشک گرم سے
دریا مین ہے ہنوز پہپہولا حباب کا

ای برق کسطرح سے مین حیران ہو تجہہ کو
نقشہ ہی ٹہیک دلکی مرے اضطراب کا

سودا نگاہ دیدۂ تحقیق کے حضور
جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہے آفتاب کا

غزل آتش

ہر جا ہین بسکہ اپنے مرا یار دلفریب
گفتار دلفریب ہے رفتار دلفریب

مژگان کیطرح کرو ہون یکسین الرطیب
لخت تو ہے وہ نرگس بیمار دلفریب

مژگان چشم یار کی تعریف کیا کرون
جانکاہ جانخراش دل آزار دلفریب

انداز حسن یار مین ایک ایک خوشنما
رکہتا ہے ہر شگوفہ یہ گلزار دلفریب

غزل سودا

مشتاق زخم کی ہین یہ اے ترک آشتی
ابرو سے تیری ہو تیری تلوار دلفریب

دیوانہ کر رہی ہین یہ کہہ ہین یار کے
روزن دیوار و دیوار دلفریب

چشم سیہ تری ہے اسکی جی نہین جانی کو چاہتا
دنیا مین اسکی ہے بازار دلفریب

دلکش ہر ایک مکان ہے خوش جمال تہا
سودا عشق کے ہے خریدار دلفریب

یہ جنس چاہتی ہے خریدار دلفریب

عالم میں مجکو قاتل خوش رو کی ہے تلاش
جلاد ڈہونڈہتا ہے گنہگار دلفریب

دیوان حسن میں ہے اک بیت انتخاب
کیونکر نہ ہوے ابروے خمدار دلفریب

اس گل نے گوش دلسے سنا ایکدن حیف
آتش یہ کیسی ہیں ترے اشعار دلفریب

غزل سودا

کہولی گرہ جو غنچہ کی تونے تو کیا عجب
یہ دل کہلی جو تجھسے تو ہوا ہے صبا عجب

گل دا دعندلیب کو پہنچا تو کیا ہوا
فریاد کو مری ہے ترا پہنچا عجب

اسلام چہوڑ ہمنے کیا کفر اختیار
تو بہی وہ بت نہ رام ہوا ایخدا عجب

بیگانہ وار آگے نہ پوچہا کبہی ہمیں
تم بہی تو ہو کوئی مری جان آشنا عجب

کی سیر ملک ملک سودا نے بہی ولے
اے شیخ میکدے کی ہے آب و ہوا عجب

غزل سودا

نالہ سینے سے کرے عزم سفر آخر شب
راہ رو چلنے یہ باندہی ہے کمر آخر شب

سانس ٹہنڈی کسی مایوس کی ہے در دنسیم
کر سکے ہے ترے کوچہ سے گذر آخر شب

مژدہ وصل ترا یاد مجہے یوں پہونچا
جوں مہ عید کے صایم کو خبر آخر شب

دوست ہر چند ہمارا ہے موذن لیکن
دشمن خواب ہے جوں مرغ سحر آخر شب

اسقدر شیفتہ ہی شکل کا اپنے کہ سدا
آئینہ ہاتہہ میں مشرق کو نظر آخر شب

انتہا عیش جہانکا جو تو دیکہا چاہے
بزم مستان پہ نظر غور سے کر آخر شب

صورت ماہ شب بیست و پنجم سودا
کچہ ڈہلا دور سے آیا وہ نظر آخر شب

غزل سوز

ہمارے پاس بہی گلی ہے گاہی آئی صاحب
نہیں کچہ راہ ملتی مجہے بتلائی صاحب

کسیکے لینے دینے میں نہیں کو نہیں بیٹہے ہیں
تمہارا غم ستاتا ہی ہے تو سمجہائی صاحب

پڑے تہے دلکی پیچہے سو تو اسکو لیچلی اب کیا
اگر یہ جان بہی رکہا ہے سو ستائی صاحب

یہ لیچل جان بہی اللہ اکبر تم ہو رخصت
تمہارا کام پورا ہو چکا اب جائی صاحب

قیامت تک رہیگی کہنے سننے کو وفا تیرے
کہڑے رہکر بہلا اس سوز کو گڑ دانی صاحب

غزل تاباں

مت کر فغان تو با چمن زینہار عندلیب
صیاد ہو مبادا خبردار عندلیب

سیر چمن کو چہوڑ ہی ہے کلکیدنکو دیم
بس بلا میں ہیکی گرفتار عندلیب

دو اے رحم مجکو کہیں بچا رہے
پہنچے ہے تخت یہ آزار عندلیب

غزل شیفتہ

تہنا تو ہے خراب نہیں گلزخو نے تاب
تاباں بہی ہے سطح سخن خوار عندلیب

غزل نور

کہے ہے تو تو ملک کو صنم عجیب و غریب
وہ ہے تو بہی خدا کی قسم عجیب و غریب

ہلال عید میں ہے خم یہ غیرت خورشید
یہ تیغ ہے کہ تری ابرو کا خم عجیب و غریب

شفائی چشم میں ہو جسکو مہربانی عین — ہنود ہے کیونکہ پھر اس کا ستم عجیب و غریب
بیاض کیوں شہ جلی کیجیر سرد نالہ ہے — میں نور سو رکروں ہوں رقم عجیب و غریب

غزل

دربان نے واں تو بند رکھی پٹ تمام شب — یاں سر تھا اور تہی تری چوکھٹ تمام شب
خانہ خراب جیسی ہی زلفوں بیری دل — روح اپنے گھٹ سی رہتی ہی پرگھٹ تمام شب
چھاتی پہ مثل مار سیہ لوٹتے رہے — اس زلف عنبریں کی وہ ہر لٹ تمام شب
محفل میں ڈر کے ضبط سے ساقی کی روبرو — آنسو پیا کیا جو میں غٹ غٹ تمام شب
قطرہ نہی یا نہی ریزہ الماس جس آہ — لخت جگر بہا کیے کٹ کٹ تمام شب
ٹک لگنی بہی دیا نہ مجھے غم وصل میں — مچلا رہوں سے اُس نے کیا ہٹ تمام شب

غزل میر

کیسی مسجد کیسا میخانہ کہاں کی شیخ و شاب — ایک گردش میں تری چشم سیہ کے سب خراب
تو کہاں اسکی کمر کید ہر نہ کر یوں اضطراب — اے رگ گل دیکھیے کھاتی ہی جو تو پیچ و تاب
مونددر کہنا چشم کا ہستی میں عین دید ہے — کچھ نظر آتا نہیں جب آنکھ کہولے ہی حباب
تو ہو اور رو بینا ہو ساقی ہی ہو اور مستی مدام — بر لبا صہبا نکالی اور چلی رنگ شراب
ہے ملامت تیری عشق با شور پر تجہ سے تمک — ٹک تنے رہ پیری چلی آتی ہے ای عہد شباب
یہ خرابی کب سے تہی شایان آہوی حرم — رنج ہونا تیغ سے یا آگ سے ہونا کباب
کیا ہو رنگ رفتہ کیا قاصد ہو جسکو خط دیا — خبر جو صاف آئی کب کوئی لایا جواب
وائے اس جلنے پہ اے ستی دور چرخ میں — جام پر تو گردش آوی اور میخانہ خراب
خوب حرف بن الف بی کی نہیں پہچانتا — ہوں میں ابجد خوان شناسائی کو مجھسے کیا حساب
مست ڈھلکا کان سے تو اب ای سرشک ابدار — مفت میں جاتی رہیگی تیری موتی کیسی آب
کچھ نہیں بحر جہان کی موج پر مت بھول میر — زور سے دریا نظر آتا ہے لیکن ہے سراب

غزل سراج

یا الٰہی گر نظر آوے مرا محبوب خوب — ہوش کے لشکر کو آکر کرے مغلوب خوب
بلبل گلشن غزلخوان ہے فراق گل سے — مگر نہیں آتی ہیں یہ دونوں طالب و مطلوب خوب
مردہ غم خبر چڑھا ہے بر مثال ذکر سے — یار کے جور و جفا پر صبر جون ایوب خوب
آزماتا ہوں کہ در دسر ہے فکر دنیوی — سب سے بے پروا ہوا ہے عالم مجذوب خوب
دل کا سپارہ کھول کر دیکھیں جو مہیں رسم — جدول زخم و جفا سے ہے اسے اسلوب خوب

قطعہ

نسخہ خط خوشنما جب سے پہونچا ہے اس پری — جونک بالکل سنا ہے پیکی ہے دو دو ورق
یوسف مصری کا اب آویگا میری پاس اے سراج — از سر نو ہووے نور دیدہ یعقوب خوب

غزل فاضل

اتنی خوبیوں کے لیے عکس لے آگ آئے آفتاب — خجالت سے پھر نہیں میں سماجاے آفتاب

گر وقت شام اُس مہ تابان کو دیکھ لے — تا صبح پیچ و تاب پڑا کھاوے آفتاب

اُس شمع رو کے روبرو کب تاب لا سکے — سو سو طرح سے بن کے اگر آوے آفتاب

کب سرخرو ہو روبرو اُس سرخ رنگ کے — رنگ شفق ہزار بنا لائے آفتاب

اُس مہ جبیں کے جلوۂ پر نور کو اگر — ذرہ بھی دیکھ لیوے تو گھبرائے آفتاب

فاضل تو اُسکی آتش ہجراں میں جل بجھا — ڈرتا ہوں اسطرح سے نہ جلجائے آفتاب

غزل آتش

روشنی اُس گل کی کرجاتی ہی کار آفتاب — حسن سے پیدا کیا ہے اعتبار آفتاب

سامنا اُس آتشیں رخسار کا اندھیر ہے — رات بھر رہتی ہیں آنکھیں انتظار آفتاب

ہجر کی شب میں غرض ہے اشتیاق روز وصل — ہم کہے کہتے ہیں آگے اختیار آفتاب

نقش کس دل میں نہیں رخسار روشن کا ترے — کونسا گھر ہے نہیں جس میں گذار آفتاب

منہ ملاتا ہے تمھارے چہرۂ پُر نور سے — لیجیے اپنے کف پا کو کر دو چار آفتاب

حسن مخلوقات سے اشرف جمال یار ہے — بے حساب ان عارضوں میں ہے شمار آفتاب

یہ دعا کرتے ہیں اُس رُخ کو ترقی خواہ حُسن — روشنی طور دے پروردگار آفتاب

کیف مے سے رُخ جو وہ چہرہ روشن ہوا — ہم بہار باغ لوٹی ہم بہار آفتاب

خانۂ دل میں جگہ دیجے خیال یار کو — دیکھیے برج شرف میں اقتدار آفتاب

دم فنا اُس روئے روشن کے نظارہ نے کیا — طائر جاں ہوگیا اپنا شکار آفتاب

روتے روتے پہلوے گل میں گذر جاتی ہے رات — یاد آتا ہے جو شبنم کو کنار آفتاب

پاؤں تیرے ایسے اے محبوب ہم دھویا کریں — ہاتھ آجائے جو طشت زرنگار آفتاب

صبح محشر کا ہی آنکھوں میں اُنہوں کے اشتیاق — ہجر کی شب میں ہیں جو امیدوار آفتاب

غور رہتی ہیں تصور سے شب سرما میں گرم — روی روشن یار کا ہی یادگار آفتاب

مر گئی پر بھی نہ بھولے گا رخ زیبا یار — ذرے اپنی خاک کے ہونگے نثار آفتاب

دل جلا ہی گرمیوں سے اسلیئے بے یار اب — بھاگجاؤں واں نہو جسجا گذار آفتاب

رو ہی یار اپنی طرف سی پھیر نے دے آتش نہیں — ہو جو ہاتھ اپنے عنان اختیار آفتاب

غزل شاداں

بہار آئی ہے اور دل میں سب ہے ہوائے شراب
ضمیر کے ہاتھ سے ذرا ہے نہیں سوائے شراب
عبث مرا ہے اس سے زقیبل ارے لب
جو آئے مانہوں ابی ہیں بلائے شراب
بہار عیش میں ساقی اگر نہ آئے شراب

غزل عیش

جو آپ کے نسخے میں آتی ہے یاد دلبر کی
تو صاف کہتا ہے ساقی نہیں ہیں ہمارے شراب
کہاں شراب حقیقی میں دور رہتی ہے
نہیں ہے دور یہاں انقلاب صفائے شراب
نہیں سمائے قریب پھوٹے ہے جوش دان میں
گلاب پیتے ہیں اس گل سے ہم بجائے شراب

غزل ناسخ

اردہان تنگ تیرا دیکہہ پائی عندلیب
غنچۂ گل سی چمن مین تنگ آئی عندلیب

گر تری دست حنائی دیکہہ پائی عندلیب
شاخ گل کو آہ سوز انسے جلائے عندلیب

پیرہن بنے کیا پیرزے تو پہر دید گل
تو جگر سب بال و پر اپنی ادڑہے عندلیب

ذبح اس غیرت گلشن پہ مجکو وار کر
بس یہی ہے صیاد سے ہی التجای عندلیب

عاشقونکی قدر معشوقونسے ہوتی ہے سوا
دیکہہ لو گلشن یادہ ہی بہائی عندلیب

شمع کے شعلہ کو گر تشبیہ دون گلگیر سے
بزم مین گلگیر سے نکلے صدائے عندلیب

کب قفس مین صید گلشن یاد آتا ہے اسے
عارض صیاد ہے حاجت روائے عندلیب

جام مے لبریز ہین ساقی فقط مطرب نہین
گل کہلے ہین باغمین خالی ہے جا عندلیب

جائے گل دیکہون الہی منہ اسے محبوب کا
ہے یہی ہر صبح گلشن مین دعای عندلیب

نقش پا تیرا جو ہی اک گل ہے وہ اے خوشخرام
ہر صدائے پای رشک نغمہائے عندلیب

نالہ موزون یہ کہتے ہین باواز بلند
آج ہم باطل کرینگے دعوی ہائے عندلیب

موسم گل ہو چکا آئی خزان مرجائینگے
کہینچ گلشن مین شبیہہ نے ابر اے عندلیب

بعد مردن اوڑتی پہرتی ہین چمن مین باد دل پر
عشق گل مین دیکہہ لے ناسخ ہوا عندلیب

غزل ذوق

پی بہی جا ذوق نکر پیش و پس جام شراب
لب پہ توبہ تیرے ولیکن ہوس جام شراب

بازگشت اپنی ہے یون جانب قسام روان
جیسے ساقی طرب باز پس جام شراب

جوش مستی ہے عجب قافلہ جس کہ نہین
نہ شکست ایک صدا ہے جرس جام شراب

محتسب شعلہ آواز سے جل جاؤنگا
گرچہ ٹوٹا دل آتش نفس جام شراب

رات میخانہ مین ساقی جو نشی مین بہکا
خس کے شیشے کو لگا کہنے خس جام شراب

مرغ دل نرگس مسکون کے ہی مرگا مین اسیر
تازہ مضمون ہے جو باندہون نفس جام شراب

دل شکستہ ہو نہین وہ ٹوٹ کی ہو سو گرہ ہے
نام لکہدے جو کوئی میرا بس جام شراب

ساقی اس دور مین کب آنکہہ چرا سکتا ہے
رات بہر گشت کری ہے عسس جام شراب

نوش دارو سے بہی بہتر ہے دم ذبح خمار
ساقیا شربت فریادرس جام شراب

تضمین

بے خبر قافلۂ عیش گذر جاتا ہے
بے زبان ہیچ جو دہان جس جام شراب
البقی چشم بد مست کو ترسے دیکہا
ورنہ کب تک تو ترستا فقیر جام شراب
محفل مین کے خدا جانے کر ساقی کی کو
پہلے پہنچائے مگر پیش اس جام شراب
مجلو اس سو زندان نے بعض زور شراب
نقش تمکین ہین وے چند بس جام شراب

بادہ صاف مین ایا ہے کہان سے نکلا
عکس مژگان ہے تیری مین جس جام شراب
ذوق جلدی ہے تی لا نکلے و نکلا
سیہ نازش کو ہے ایسے ہوس جام شراب

غزل سلیمی

اے مرے رنگ تمہارا کیا خوب
دل مشتاق کو ... لیا ہا کیا خوب

تونے بیگانہ سمجھ مجھکو بٹھایا ہے دور
اپنی خلوت مین رقیبونکا بلانا کیا خوب

دام کاکل مین مرا دل تو ہوا ہے نخچیر
تسپہ اے رشک پری مجھکو ستانا کیا خوب

شکل پروانے کی اس دلکو جلاتا ہون سدا
شمع رو تیرے لئے جانکا جانا کیا خوب

جانبانا بانکا مسی کی دہڑی پہ آفت
لعل لب کہو لکی دانتونکا دکہانا کیا خوب

ناگنی زلف کی جب ناگ نکالو ہے صنم
دل زخمی کا مری شانا بنانا کیا خوب

اس سلیمی کو صنم مہر و وفا سی ہر دم
راتدن اپنے چہپر کہیٹ پہ سلانا کیا خوب

غزل ناسخ

ہے ہی مستی کو عشق ساقی کوثر شراب
راتدن پیتا ہون میں لے شیشہ و ساغر شراب

ہے تصور کسکے چشم مست کا جوان دنون
جائے اشک آنکھون سے جاری ہے ہوئی اکثر شراب

خون نظر آتا ہے صاف اوسکے تن نازک مین یون
جسطرح مینائے بلورین مین ہو احمر شراب

ہے دل مجروح کی اس چشم میگون پر شفا
کام مرہم کا کری کیونکر نہ زخمون پر شراب

اگرچہ ہون میکش تو ای زاہد نکر غیبت مری
گوشت کہانی سے برادر کے یہ ہے بہتر شراب

کانپتے ہین اہل عصیان خشیت تقدیر سے
رعشہ از بہا انکو کردیتی ہے اکثر شراب

گرمی خورشید محشر سے نکیجے تا گریز
اسلئے کرتا ہے واعظ مجکو دامن تر شراب

لذت عشرت ہوئی بی تلخکامی کب حصول
ذائقی مین دیکھ تو رکھتی ہے تلخی تر شراب

میکشی سے زاہدونکو اسلئے انکار ہے
تا نہ ان بدطینتونکی کہولدے جوہر شراب

ہین جو عالی ہمت اونکو میکشی سی شوق ہے
آدمی کے عرش پرواز یکو ہے شہپر شراب

ہے نجس ہرچند لیکن پاک کر دیگا وہ ہے
جسکی نزدیکی سنے ناسخ ہو تے ہے اطہر شراب

غزل سودا

گرچہ ہون میں پر فلک نالہ شبگیر نصیب
پر اوسے کیا کرون یارو نہین تاثیر نصیب

جب تلک شکوہ ہی تری لب تک نہ گئے کام
کسقدر دل دیوانہ ہے زنجیر نصیب

لوٹی دلکو نہ بناتی مین کسیکو دیکھا
ظاہرا دہر مین یہ گہر نہین تعمیر نصیب

جرم گو غیر کرے تو بھی معاتب ہون مین
بسکہ مجسا کوئی دیکھا ہے تقدیر نصیب

کوئی تو نشتہ ابرو ہے کوئی مژگان کا
شیخ و شمت مین ... کسیکے ہی کوئی تیر نصیب
کیمیا خاک ... وارث شاہ نجف ہے سودا
حق تمہارے ... کسی [illegible] نصیب

غزل شاہ ظفر دہلوی

کیا ہوا مجھ سے کہ رنجیدہ ہے وہ آئے ہی آپ
دشمن ... بھیجا ہی ادہر آئے آپ

غزل مکین

اس قتل آزار کا کیا جانے ہے کیا خوف نہ ہم
دل دہڑکتا ہے مرا دو دو پہر آئے ہے آپ
بیگانہ ابھی رات کہان جائے ہے اے ماہ لقا
بول اوٹھا مرغ نہین مرغ سحر [illegible]
بخت برگشتہ جو ہو جانا [illegible]
وہ چلے آوینگے [illegible] مرے [illegible]
گل بھی دیوانہ ہین ترے [illegible] جو آئے [illegible]
[illegible] گریبان جیب [illegible] آئے آپ

آتش شوق سے اوڑتا ہے برنگ سیماب
لگ گئی ہے دل بیتاب کو پر آپ سے آپ

دل سے ہے راہ اگر دل کو تو ہو جاویگی
بیخبر تجھ کو محبت کی خبر آپ سے آپ

دل کے آئینہ کو تو صاف تو کر دیکھ ذرا
اوسکی صورت تجھے آ دیگی نظر آپ سے آپ

جبکہ ہو جاویگا اس زلف سے دل کا سودا
تمپہ کھل جائیگا اب سود و ضرر آپ سے آپ

اے پریوش تری آنکھیں وہ بلا ہیں جنکو
دیکھ کر ہوتا ہے دیوانہ بشر آپ سے آپ

فکر و تدبیر سے کیا ہوگا کہ جو ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو قسمت سے ظفر آپ سے آپ

افشاں چہرہ کی ہے یار کے زلف سیاہ پر
دکھلا دیا وہ رنگ ہے کہ جو ہے مال دار سانپ

سودی ہے مشتعل اثر حسن سے ہوئے
کرتے ہیں گنج یار کے اوپر نثار سانپ

ہر عقدہ گانٹھ زہر کی سودی ہے بال بال
کاکل ہے ایک یار کی کالے ہزار سانپ

اس زلف میں ہے جیسے ادا اعتبار دل
طاؤس کو سمجھتے ہیں اپنا شکار سانپ

غزل ناسخ

تیرے کوچہ میں کھڑا رہتا ہوں میں اے یار چپ
رات دن جس شکل سے ہو صورت دیوار چپ

کاروان شہر خموشاں کے ہیں رہبر خدنگ
اس لیئے رہتے ہیں اے قاتل لب سوفار چپ

قیمت اس شیریں زبانی سے بیان ہونے کی
رہگیا حیرت سے سارا مصر کا بازار چپ

فاش ہوتے ہیں کمال عشق میں اسرار عشق
جوش مستی میں نہیں ممکن کہ ہو میخوار چپ

ہیں بت بیدرد اللہ کو ہے کس کا خیال
سمجھیں صحت مر گئے ہو جاوے اگر بیمار چپ

تیرے کوچہ میں جو کرتا ہوں فغاں معذور ہوں
کس طرح گلزار میں ہو بلبل گلزار چپ

ہے قیامت صحبت ارباب غفلت کا اثر
پاس سوتا ہے جو کوئی رہتے ہیں بیدار چپ

خواب میں بھی یار کے شکوہ کا گر آیا خیال
بول اوٹھا پاس ادب ہاں اے لب اظہار چپ

زندہ دل نے ہر گز نہ دیئے ہوں نعرہ زن
صبر ہے گر پائمالی میں ہو ہر خار چپ

خوش کلامی اسکی ہو جس دم ہیں حیرت فزا
ہو وہیں انساں کی شکل روزن دیوار چپ

کیوں نہیں دم تیا کسیکو تو جواب اے سنگدل
سنکے جب آواز کو رہتے نہیں کہسار چپ

لال ہوتی ہیں زبانیں ناسخ اپنے سامنے
بعض سے دشمن رہیں بس سنکے یہ اشعار چپ

قطعہ مضمون

سودا اسے زلف میں ہے جو کچھ حال کیا بیان
رہتا ہے رات دن یہ سر پر سوار سانپ

زینت ہے پیچ پیچ نہیں اپنی لہرا رہی وہ زلف
بیٹھا ہے اس میں کس کے بے اختیار سانپ

سودی کو جانتا ہے کہ آسمان و زمین
[illegible] بد شعار سانپ

[illegible] عروس کو فقط اختراع ہے
[illegible] نہ گیسو سے یار سانپ

غزل آتش

بل کھا سکے نہ صورت گیسوئے یار سانپ
توڑے مروڑ سے اپنے بدن کو ہزار سانپ

احول کی آنکھ سے ہوں میں سودائے دیکھنا
دو زلفیں یار کی نظر آتی ہیں چار سانپ

کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے پھنکیں میں پیرہن
سودا ہے زلف یار میں ہے تار تار سانپ

غزل انشا

پھرا جو آنکھ میں اُس زلف عنبریں کا سانپ
کہ موج اشک ہوا اپنی آستیں کا سانپ

کبھو ہی چوٹی یہ کسکی تہی جسکے دہوکے میں
جگر کو کاٹ گیا شوخ یاسمیں کا سانپ

لٹ اسکے بالونکی غصہ میں تک جبیں پہ دیکھہ
نہ ایسا ہوویگا صحرائے ملک چیں کا سانپ

مگر وہ زلف مددگار چشم تہی کہ مرے
ڈسے ہے دل نگہہ سحر آفریں کا سانپ

عمامہ والے سے ایدل تو بچکے نکلا کر
کہ ہے یہ زاہد مکار راہ دیں کا سانپ

شب فراق تو ایکہی تہی اژدہا تمثال
کہ تھا خیال میں اُس جعد عنبریں کا سانپ

صباح کفچہ زریں آفتاب کو دیکھہ
کہا یہ سینے یہ کافر نہیں زمیں کا سانپ

نگل ہی لینے کو نکلا ہے غار شرق سے
وہ پھن نکالے ہوئے چرخ چارمیں کا سانپ

عصائی حضرت موسیٰ ہوا نہی آہ انشا
کہیں کبھی جو کرے میری قصد کیں کا سانپ

غزل آتش

دکھلاتی ہے رنگینی رخسار عجب روپ
رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار عجب روپ

کہتا ہے گل و لالہ کوئی کوئی مہ و مہر
لایا ہے ترا جلوۂ دیدار عجب روپ

نظارۂ یوسف ہو زلیخا کو مبارک
بدلے ہوئے ہے مصر کا بازار عجب روپ

مشتاق نہ کیونکر ہوں تری دید کی آنکھیں
دیکھا نہیں سنتے ہیں مگر یار عجب روپ

دلالوں کی قیمت کا یقیں آتا ہے کسکو
پاتی ہیں ترا تیری خریدار عجب روپ

اُس رشک مسیحا کا جو کرتا ہے کوئی ذکر
ہوتا ہے مرا صورت بیمار عجب روپ

جب دیکھئے کچھ اور ہی عالم ہے تمھارا
ہر بار عجب رنگ ہی ہر بار عجب روپ

چلتے ہو جو تم ناز سے اٹکھیل کی چالیں
ہر گام دکھا دیتی ہے رفتار عجب روپ

کھلجائیں تجھی معنی توحید اگر آتش
پھر دیکھیے تو دکھلائیں گل و خار عجب روپ

غزل ناسخ

اس چمن میں ہیں بیشمار درخت
پر کہاں مثل قد یار درخت

وہ ترا سرو قد ہے بے سایہ
صدقہ ہیں لاکھ سایہ دار درخت

ثمر ہے سخن ور وصل ہے کیا نسبت
میں ہوں انسان اور خیار درخت

ہار ویش پہ ترے ہیں بجز ہے کو
ہیں کھڑے باندہ کر قطار درخت

آنکھیں بادام ہیں زنخدان سیب
ہیں یہ جاناں ہے میوہ دار درخت

سرو شمشاد و سدرہ و طوبے
صدقے اس قد پہ ہیں یہ چار درخت

[illegible]

ہیں وہ دیوانے زمیں جو اہل تاسف
سنگ کھاتے ہیں بار بار درخت

سوز دل سے زمیں جلتی ہے
سبز بھی ہو سر مزار درخت

فندقی میوہ ہائے تر ہیں نخل ضمیر
نخل ہیں رخسار قد یار درخت

بلکہ مجھ دل جلا کی ہے بہت ہوا
سیر ہو کا یہ چنار درخت

ہوں میں عاشق انار پستان کا / ہو نہ تربت پہ جز انار درخت
آدمی کیا کہ ترے فرقت سے / دوڑے آتے ہیں لاکھ بار درخت
تا قیامت خلل نہیں ناسخ / نخل غم کا ہے پایدار درخت

غزل شاہ نصیر

دل اس کوچہ میں فوج اشک چشم تر سمیت / بادشاہ ملک تن ہے تو نکل لشکر سمیت
کیوں نہ ہم شیشے کو ٹپکیں باغ میں ساغر سمیت / توڑتا گلچیں ہے غنچہ کو گل احمر سمیت
دیکھی آدھی رات کو مانگ اسکی جب جھومر سمیت / کٹ گئی تب کہکشاں دنبالہ دار اختر سمیت
چشم وہ کیا ہے کہ جسمیں ایک بھی افسوں نہیں / آبرو تب ہی صدف کی جبکہ ہو گوہر سمیت
قشقہ اس بت کی جبیں پر جوں الف بارو نہیں / دیکھ تو شق القمر انگشت پیغمبر سمیت
آنسو ڈھلکی تو جھسکی لائی نہ مژگان تاب / عاقبت لو ٹوٹی رسن طفلان بار ریگر سمیت
ابرو پر خم کی پہلو میں بنا کاکل کا خال / ای قمر طلعت نکلتا ہے ہلال اختر سمیت
حاف کی حلقہ سی بجز اس کج خوبی کی دلا / ڈوبتی کشتی ہے اس گرداب میں لنگر سمیت
حسن ہے آگاہ کر مغرور خوبان کو کیا / گاہ ہی دیتا تھا آئینہ کو اسکندر سمیت
ہے نمود خط تری جیسے ادہا ہو خسی زلف / رات گو خوبی ہے لالہ کی مہ انور سمیت
گو ہیں بار و بر ہم پر عشق سے خالی نہیں / رکھتے ہیں خاکستر افسردہ کو اخگر سمیت
ذکر کسکے جامہ زیبی کا چمن میں آ صبا / کئے سو ٹکڑے ہی قبا ہر گل نے بالا بر سمیت
میں خط پشت لب دلبر کے ہوں کیوں یہ خوش / رہ ہے اسنے دیا یارو تو وان شکر سمیت
تو نے کیوں صیاد پھیکا لاشہ بلبل کو آہ / داب دیتا تھا کہیں گلشن میں بال و پر سمیت
موجہا بحر کی ہو مشق بیتابی دو چند / گر نہاد دن تا بسینہ میں دل مضطر سمیت
ابرو پر چین پر اوسکی دل نظر کر غور سے / دیکھتے ہیں اصفہانی تیغ کو جوہر سمیت
حشر کو چاہینگے تجسے خون بہا دل صنم / ساتھ ہے اپنے تجھکو لیکر تیغ اور خنجر سمیت
مہرہ ہائے داغ سے معمور ہے سینہ تمام / روبرو اللہ کے جائینگے ہم محضر سمیت
شوق ہا گر قلیان کشی کا ہی تو مہتابی پہ بیٹھ / ای امیر سلطان خوبان شکوہ کر و فر سمیت

پیچوان تجھ بن ہے عالم حقہ و سیمیں ہے ماہ
عقد پروین کی چلم گردوں کی ہے اختر سمیت
کیا تپ ہجران نے لکھنئی میں میرے ای طبیب
خرفہ و کشنیز تو رب انار تر سمیت
یار کے خال لب رنگ مسی کا ہے خیال
تخم ریحان دیجئے عناب و نیلوفر سمیت
ہمکو ترغیب طواف کعبہ مت کر زاہدا
زادرہ تو لیکے جا احرام کی چادر سمیت

مقطع

ابرو و مژگان [illegible] اپنے جدید کھلاتا ہے یار
نقشہ محراب [illegible] بیت اللہ کو منبر سمیت
بیان کی سرخی [illegible]
[illegible]
دوسری بیتی ہی وہ غزل [illegible] مضمون [illegible] سمیت

غزل [illegible]

قیامت سے کہا یار تماشائی قیامت
ہو آج ہی ہونا ہی جو فردائے قیامت

دونوں سے علاقہ نرہا چاہ کی تمکو
جنت کی نہ دوزخ کی ہوئے وائے قیامت

واعظ سے تیری جلوہ نمائی جو سنی ہے
دیدار کے بہو کون کو ہے صحرائے قیامت

اس مرحلہ مین خون جگر کہانا پڑیگا
بے دانہ و بی آب ہے سودائے قیامت

شاعر ہون یہی عرصۂ محشر مین کہونگا
کیا مصرعۂ برجستہ ہے بالائے قیامت

رحمت سے تری ڈر نہین ہر چند کہ ہووے
فردائے قیامت پس فردائے قیامت

کشتی تیری خلخال کی اداؤں کے ہین ہم
ہمسے نہ سنا جائیگا غوغائی قیامت

دو گام جو محشر مین چلے تم روش ناز
پامال ہوئے فتنۂ صحرائے قیامت

ایداغ جنون حشر کا خورشید ہی تو بہی
گرمی سے تیری ہوتی ہے ایذائے قیامت

آتش نہین بجز ہنسے کی تمکو بہی کریگا
صحبت مین شریک انجمن آرائی قیامت

غزل سودا

ہندو ہین بت پرست مسلمان خدا پرست
ہم پوجتی ہین اوسکو جو ہو آشنا پرست

اوس دور مین گئی ہی مروت کی آنکہہ پہوٹ
معدوم ہے جہانمین چشم حیا پرست

دیکہا ہی جب سے رنگ کفک تیرے پانؤ مین
آتش کو چہوڑ گبر ہوئے ہین حنا پرست

چاہے کہ عکس دوست رہی تجہمین جلوہ گر
آئینہ دار دل کو رکہہ اپنے صفا پرست

آوارگی سے خوش ہون اتنا کہ بعد مرگ
ہر ذرہ خاک کا ہوئے ہوا پرست

سودا اس شخص کے تئین آزردہ کیجئے
الخود پرست حیف نہین تو وفا پرست

غزل میر

وصل دلبر نہ ٹک ہوا قسمت
مرچکے ہجر مین بہی یا قسمت

ایک بوسے پہ بہی نہ صلح ہوئی
ہمنے دیکہی بہت لڑا قسمت

شیخ جنت تجہے مجہے دیدار
وان بہی ہر ایک ہے جدا قسمت

پہول چن ہاتہوں سے سبہوں کو دے
زخم تیغ اونسے اپنے تہا قسمت

کیا ازل مین ملا نہ لوگون کو
تہی ہماری بہی میر کیا قسمت

غزل آتش

سینہ ملے لال لال جگر دوست و یار دوست
خون شہید ناز ہوا ہے حنائے دوست

قصے مین دوستو نکو ہین جور و جفائے دوست
دشمن خدا نخواستہ ہون خاک پائی دوست

دلکو ہے ہیں سینے نو حید منکشف [illegible]
انکہو نکو نظر نہین آتا سوائے دوست

غزل ناسخ

لازم ہے چلنا ... پیدا شب وصال
کیا کیا نہ غل مچائینگے خلخال پائے دوست

کیا مال ہے ہزار کوئی مالدار ہو
ہم بہی ہین سائل در دولتسرائے دوست

زندہ ہے تیغ تو مردہ ہو ہوچکا دم فنا
مردیکو زندہ کرتی ہے آواز پائے دوست

غزل سلیمی

نہ چھپیے کیونکہ خزاں رشک سے بہار پہ رات | جو موتیا کی کلی دیکھے روی یار پہ رات
نہیں ہے خار مغیلاں مزار مجنوں پر | زمیں نے کھولے ہیں لیلے کے خاکسار پہ رات
بھڑک گیا وہیں شب بے تکلفی کے سبب | لگے جو عالم مستی میں گلعذار پہ رات
کہ بے وفائی قسمت سے خلق عالم کے | تمام عمر سے ہیں جانب مزار پہ رات
یہ بخت اولٹ گئے اکدن ہی کچھ اثر ہو | میں سپیتا رہا رات اپنی تیرہ تار پہ رات
مراد دل کی خدا پوچھے تو ملے ہی گی | ہے کوہکن نے لگایا یہ کوہسار پہ رات
شب وصال سلیمی کو جو نہ دیکھ سکے | الٰہی اوسکے لگیں وصل او بیار کسے رات

غزل سلیمی

یہ وہ فلک ہے کہ ہیں اسکی ہر بہار پہ رات | مدام چھپتا رہتا ہے لالہ زار پہ رات
فلک پہ چاندنی حسرت سی چھپتی ہو سدا | ہمارے رشک قمر کے گلے کے ہار پہ رات
شب وصال ہر اوسکے خدنگ آہ لگے | رکھے جو اپنی کوئی روز انتظار پہ رات
غضب ہی ہر گھڑی جراح بیوفا ظالم | رکھے ہے نشتر و سوز نکے دلفگار پہ رات
الٰہی کیونکہ ہوں بوس و کنار اوس بت سے | رکھوں ہوں عمر سے جس شوخ کی بہار پہ رات
مساس خون شہید اسنے شکل نشتر کی | یہ دیکھ لو جو نہ دیکھے ہوں تیغ یار پہ رات
سحر کو افعی نالہ رقیب کا اے جان | نکالتا ہے تری زلف تابدار پہ رات
یہ وہ فلک ہو کہ حاسد ہے ہر مجسم کا | مدام کھولی ہے رہتا ہی نور نار پہ رات
سلیمی غم کی پڑی ہے بلا پہ آہ ہمدم | ہمارے جان و دل و عجز و انکسار پہ رات

غزل جرأت

بلائیں ہاتھوں نے سر سے جو لیں تمہاری رات | بلائیں ہاتھوں کی لیتا رہا میں ساری رات
پڑی سی تڑپتی ہیں بستر پہ آہیں بھر بھر کے | جو یاد آتی ہے صورت پیاری پیاری رات
پلنگ پہ رات جھپکتی تھی دل دھڑکتا تھا | کسیکے وعدے پہ حالت تھی یہ ہماری رات
اگرچہ دن ہی کٹے ہی بڑی طرح سے ولے | ترے مریض پہ لاتی ہی سخت خواری رات
سحر کو پارہ بستر نظر پڑا نہ کہیں | تڑپ تڑپ کے یہ کی ہم نے بیقراری رات

اب اُسکے وعدہ پہ یوں روز شب کٹی ہے بس | قدم شماری ہے دن کو تو دم شماری رات
صدائے شب نہیں یہ جو ہے ترے عاشق کی | کو رستے ہے عالل ربوں پہ یہ آہ و زاری رات
ترے مریض پہ کیا جانے کیا ہوا تا صبح | کہ لوگ کرتے ہے گرد اُسکے اشکباری رات
الٰہی بیلے مرے تن سے جی روانہ ہو | کہتا ہے کہ نہ کوئی وصل کی سدھاری رات

غزل فصیح

جدا ہو [illegible] جو اوس بت سے کٹتی ہے صبح | [illegible] بار سے رات
[illegible] ہے اپنی [illegible] | [illegible]
[illegible] وہ صحبت [illegible] | [illegible] ساری رات
[illegible] کس طرح سے [illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]

غزل ساغر

ہائے کس سے کہوں میں دل کی بات / روتے روتے کٹی ہے ساری رات
پر نہ رحم آیا ہی تجھے ہر چند / سن کے احوال کو میرے ہیہات
تجھ سے گالی و جھڑکیاں کھائیں / الغرض لے گیا بسر اوقات
کیا بھلا ہو گیا ترے دل کو / چھوڑ دی ہم سے تو نے رمز و نکات
نہ کبھی خط نہ گاہ پیغامے / کب تلک اس طرح ہمارے سات
اب تو آ میری طرف اے قاتل / جان جاتی ہے وقت ہے سکرات
ہر دو عالم سے کچھ نہیں مطلب / بس مسافر کو ایک تیری رات

غزل اختر

عجب ڈھب سے آئی بہار بسنت / جدھر دیکھو ہے واں نگار بسنت
نشے میں ہے سرمست آئی بسنت / کھلا اس سبب لالہ زار بسنت
پلا ہم کو ساقی بسنتی صبوح / ہے آنکھوں میں اب تک خمار بسنت
میاں قطب الدین کو مبارک ہو یہ / کہ اس سے ہی ہیگا وقار بسنت
تماشا بھلا دیکھ لے تو یہ اختر / کہاں ہم کہاں پھر بہار بسنت

غزل سودا

نگار سطر ابرو یار بسم اللہ کی صورت / قد رعنا سراپا ہے الف اللہ کی صورت
زلف واللیل رخ والفجر نرگس چشمہ کوثر / نمایاں ہے سواد خط کلام اللہ کی صورت
زلیخا کی نمط کر رو دل میں سورہ یوسف / جو تجھ کو چاہ سے آ کر لے دلخواہ کی صورت
ہے شکر الحمد للہ بعد مدت مہر منزل نے / دکھائی عشق کی صحرا میں ہم کو ماہ کی صورت
الم نشرح ہوا عالم میں تیرا عشق اے سودا / نہ پنہاں ہو سکے دریائے دل میں ماہ کی صورت

غزل سراج

ادائے دلفریب سرو قامت / قیامت ہے قیامت ہے قیامت
شہید خنجر الفت ہوا ہوں / سلامت ہے سلامت ہے سلامت
نگر تا جی کو قرباں تجھ قدم پر / ندامت ہے ندامت ہے ندامت
جماعت میں پری رویوں کی تجھ کو / امامت ہے امامت ہے امامت
سراج اب عشق کے دریا کا صیقل / ملامت ہے ملامت ہے ملامت

غزل آتش

وصل کی شب نہیں عاشق سے نروار لپیٹ / منہ سے کہے حیا کیا منہ کو نہ اے یار لپیٹ

[illegible]

مثل گل تو نے جو پہنی ہے قبائے محبوب / لالہ کی طرح سے ہی لٹ پٹی دستار لپیٹ
جان پر بنتی ہے بسا ہو جاتا ہے اگر ہو دو / دل کو پیچے میں ہی تیرے گیسوئے خمدار لپیٹ
قتل پر میرے اوٹھایا ہی جو بیڑا تو نے / خوب کس کر کے اب تو کمر جفا کار لپیٹ
داغ عشق آپ ہی کھاتا ہو نہ کھلوا اللہ / ساتھ اپنے ہی جا کر وہ دل زار لپیٹ

چاند سے منہ کو دکھا ابر سیہ سو زلفین — کبک و طاؤس کو بھی اپنی طرف یار لپیٹ
بیٹھی بہتر رہا کرتی ہے دروازے پیر — رکھے گی کس کس کو تیرے قصر کی دیوار لپیٹ
خط مشکین ہے رخ یار کے منہ پر پھیلا — روز روشن کو بھی لیتی ہے شب تار لپیٹ
شان مریخ بھی دکھلا چکی قاتل مجھکو — ایکخوش اندام لبس اب جامۂ گلنار لپیٹ
آمد آمد کی اطبا کی جو سنتے ہین خبر — منہ کو لیتے ہین کفن سے تیری بیمار لپیٹ
کافی ابرو کا اشارہ ہے بہت اے قاتل — خون ناحق مین ہے اپنی نہ تلوار لپیٹ
ابھی بازار حیا نہین ہے تمنا آتش — جنس دل لے کوئی خوشمرد سا خریدار لپیٹ

غزل میر

نیا یا دل ہوا روز سیہ جسکا الٹ پٹ — کسو کی زلف ڈھونڈھے ہے موہو کاکل کو سٹ پٹ
تو کن ننیدون پڑا سوتا تھا دروازے کو شب — مین جو کھٹ پر پڑا کرتا رہا سر کو ٹیک کھٹ کھٹ
چٹین لگتی ہین پھر بلبلونکی باغبان تو جو — چمن مین تو مرتا ہی ہر سحر کلیونکی تین چٹ چٹ
تیری ہجر انکی بیمار ہین مرنا تو انکو شب — ہوا ہے خواب سے نا آہ اس کروٹ سے اوس کروٹ

غزل سلیمی

ہو سکی خیال آیا جو دلین میر چٹ پٹ — تو آ کی صبا نے لین بلائین میر چٹ پٹ
ہنستے ہوئے ہولے سے لچون پر جو گرا تھا — جھنجھلا کے لگا کہنے کہ چل دور ہو نٹ کھٹ
کل تیرے رقیبون نے جھڑک کر کہا تجھسے — آنے سے لگی رہتی ہے ہر روز کے کھٹ کھٹ
ہر چند کہ مین عجز و تملق سے رہا. یا — بولا ہین بہاتی ہا نہین ہے آپکی سٹ پٹ
کھینچا جو غم ہجر سلیمی نے بیک عمر — تو خوب ہوئی وصل کی شب یار سے اٹ پٹ

غزل انشا

آج کیا ٹھہر گئی ہان یا کہ نہین منہ سے تو پھوٹ — ہو گی وہ بات وہان یا کہ نہین منہ سے تو پھوٹ
کو ٹھی پر ٹھہرون مین یا آنکہ مند پر لیٹی دیکھ — صحن مین ڈیوڑھی پر یا اور کہین منہ سے تو پھوٹ
سر ملانے سے بھروسا نہین پڑتا کسو وقت — کس جگہہ کب وہ کدھر ہان کہ دہن منہ سے تو پھوٹ
لوگونکی چرچی کا انشا جو تجھے ڈر ہوتا — تیری کیون آنکہین بہلا ہو ٹہین منہ سے تو پھوٹ

غزل آتش

دولت حسن کی بھی ہے کیا لوٹ
آنکھون کو پڑ گئی ہے لوٹا لوٹ
چل رہی ہے دلا ہوا سے بہار
لالہ ہو لاکھ ہے داغ سودا لوٹ
سامنے تیرے جو پڑے اسے ترک
اسمین کعبہ ہو یا کلیسا لوٹ

تضمین

بہار دن ہے بہار اے بلبل
زر گل کا ہزار لوٹا لوٹ
صحن مین گلشن کے یہ کہتی ہے چمن
دل مین جتنے ہین بجا تماشا لوٹ
صرف ہے حسن مال و دنیا لوٹ
مرو بے عقل لوٹ
صاف دل ہو تو جلوہ گر ہو یار
آئینہ ہو تو بن تماشا لوٹ

نعمت خوان حسن جو ملجائے | یہ سمجھ لے ہے من و سلوا لوٹ
کیا عجب جب وہ گیسوے سر ہنگ | لین متاع دل احبا لوٹ
جانتے ہین کہ فوج جنگی سے | نہین سردار پھیر لیتا لوٹ
کام مردود نکا ہے یہ ای آتش | رکھتی ہے جان کا بھی کھٹکا لوٹ

غزل سلیمی

پڑی جو کانین میرے تری کہین آہٹ | تو فرش چشم نظر تک کرون مین کو سمٹ
ہمارے دلپہ جو کالی بلا سے لہرا ئے | ڈسے نہ ناگنی زلف اسکی کیون اپنی او لٹ
دمیدہ سبز سے ہے رشک باغ چہرہ یار | وہ خط حسن ہے جسکی رہے بہار لپیٹ
غم فراق مین کہائی جو ہم ہزارون داغ | ہوا ہے رشک بہار چمن جگر بھی تا بہٹ
کوئی ہے قبلہ کوئی بت کے سامنے مسجود | بجا ہے کعبہ سلیمی کو بس تری چوکھٹ

غزل سلیمی

پینے لگی جب ہم مئی توحید غٹا غٹ | تب رمز معانی کے کہلے راز چھٹا چھٹ
کل دیکھہ شب وصل مین سند دنکی برا دے | ٹکرانی لگی سر کو بھی جو کھٹ سے کھٹا کھٹ
جب تیغ نگہ تری دے اسلام کو قوت | افواج مین کفار کے پڑجاے سٹا سٹ
دارا جو مین سر پر در نایاب سخن کو | گرد نمین لپٹ لینی لگی تو چٹا چٹ
طفلی ہی سے مکتب مین ترے دبستانین آکر | کہا تا آخون جی کی بید سٹا سٹ
ٹک دیکھہ خزان مرگ کی غافل ہو ہوشیار | جہڑتے ہین برو برگ شجر تری چٹا چٹ
دعوے سخن کا ہو شاگرد سلیمے | استادون سے جو باندھے مضامین چٹا چٹ

غزل سودا

جسکی خط او ترے تو اس سے دل لگانا ہے عبث | سیر کو وقت خزان گلشن مین جانا ہے عبث
ابر مین آیا رہ سکتا ہے کہتنا آفتاب | چہرہ کو اندر نقاب ہستی چھپانا ہے عبث
پوچھتے کیا ہو کہ شب کسطرح گذری مجھ بغیر | گذری سو گذری جو کچھ اسکا فسانا ہے عبث
ماصحا داغ جگر جون شمع پہونچا تا قدم | جل چکا سب کچھ تب آتش کا بجھانا بھی عبث

بجا ہے وو یہین ہجرت ہے سودا نہین ہے منفعل [illegible]
[illegible] یار اسکو منہ دکھانا ہے عبث

غزل شیدا

زلف کو نکالوا [illegible] ہی [illegible]
بل کہا ہی [illegible] جیو [illegible]
آج طرح کرنا [illegible]
سو گند کہا [illegible]

غزل نعمت

اصلاح پر مزاج ہے نعمت سخن [illegible]
خط پر عبث عبث ہے قلم پر عبث عبث
پلکون کی [illegible]
[illegible] پر عبث عبث
[illegible] چشم یار کا [illegible] پر عبث عبث
[illegible] نقشہ لگی کا [illegible] دیکھہ نقش
نعمت ہے صرف باغ ارم پر عبث عبث

غزل سلیمی

رات جانان نے کیا ہمسے یہ پیغام عبث
آگئے کل رات مرے گھر میں سر شام عبث

ہاتھ سے اُس بت پرفن کے بامید وصال
رات صہبا کے لیئے ہم کیئے جام عبث

اہل گلشن کا یہی طور تھا کل گلشن میں
گالیاں دیتا ہے بلبل کو گل اندام عبث

رات دن سر پہ سلیمی کے ایظالم خونخوار
کھینچتا ہے گا سدا خنجر و صمصام عبث

غزل آتش

نہیں گے کس کا زیور چاند سورج
گرہ ہا کرتے ہیں زرگر چاند سورج

چڑھیں کیا تری منہ پر چاند سورج
جواں ہے تو معمر چاند سورج

قسم ہے سر کی مجھکو اے رخ یار
نہیں تیرے برابر چاند سورج

جبیں ہوتے ہیں جب دیکھتے ہیں
ہراے یار کا در چاند سورج

وہ رخسار ہے جو موتے ہیں مقابل
نکل جاتے ہیں بچکر چاند سورج

چراغوں میں جو تیری ماراستی کی
رہیں روشن نہ کیونکر چاند سورج

تمھارے روبرو ہوکر ہوئی ہیں
سفید و زرد اکثر چاند سورج

وہ بکار نور کا ہے تو جو دیکھے
رہیں حیران ہوکر چاند سورج

چڑھے میری طرح سے جو تپ عشق
ہلال آسا ہوں لاغر چاند سورج

وہ بالوں میں اگر رکھی نہ باندھے
اوڑیں پیدا کریں پر چاند سورج

ہم اس میخانہ کے ہیں مست آتش
کہ جھکے ہیں دو ساغر چاند سورج

غزل شجاعت

نہیں ہنستا ہے کوئی دلستان آج
غلام آسا ترے پیر و جوان آج

یہ قد سرو سہی پر چشم نرگس
ختم بس کر گیا ہے باغباں آج

بہار بوستاں گلرو ہے بر میں
نکل چل جا یہاں سے اے خزاں آج

مصور کھینچ لے تصویر اُس کی
کہ نکلا حسن میں ہے مومیاں آج

تو میں بولا ترش ہو چین جبیں ہو
ہوئی دشوار تجھپر کیا زباں آج

مری طوطی طرح باشندہ بستان
ذرا ہوجا تو اب شکر فشان آج

شجاعت کی چلے اس جا دلیر سے
دلاور ہے وہی شوکت نشان آج

غزل حاکم

سرو کچھ دعوے کرے گر قامت دلبر سے آج
چیر ڈالے فاختہ آرہ بنا شمشیر سے آج

غزل مضطر

خال دانہ زلف دام ابرو کماں مژگاں ہیں تیر
دل ہمارا سمجھے اب کیا نہ ہے شکار ابتر ہے آج

رات دن جاری ہے عالم میں مرا فیض سخن
کوئی ہے ... ہیں ... دشمن ... آج

یک چشم و خال و خط جانا ... ایک کفر ... آج
حق ... ایمان سلامت ... قسم

رہے ... بچو ... سے آج

غزل میر

حال برا ہی ہمکو تمسے اتنی غفلت کیا ہے آج
کوئی گھڑی تو پاس ہو یاں پھر دل فتنہ کیا ہے آج

سنتے ہو وہ آئینہ پر آنکھ نہیں کھل سکتی ہے
دلکشی سحر کی ہے دم کیا کئی صورت کیا ہے آج

فرق و تیغ جٹی رہتی ہیں جیسے دل کی لاگ لگی
اس ظالم بیرحم کی میر ایسی صحبت کیا ہے آج

شیشہ صراحی ساغر مینا سب کل تک یہی حاضر تھے
کوئی بادہ فروش نامیق میری خبر کیا ہے آج

میری گھڑی یکسا ہی نہیں عشق تم کرنے لگی ہو
تاب نہیں کیا ضعف ہے دل میں جی بیٹھا کیا ہے آج

غزل سراج

اپنا جمال مجھکو دکھا نا رسول اللہ
عاجز کی التماس کو کرنا قبول آج

اے مہرباں طبیب شتابی علاج کر
تیر مژہ کی درد سے ہے دل میں سل آج

مرہم ترے وصال کا لازم ہے اے صنم
دل میں لگی ہے ہجر کی برچھی کی سول آج

بیو باج بزم بلبل نالاں خراب ہے
مرجھا رہا ہے صحن گلستاں میں پھول آج

بیفکر ہوں عذاب قیامت سے اے سراج
دین محمدی کو کیا ہے قبول آج

غزل ترقی

ہے عجب لذت شکار افگن ترے تیروں کے بیچ
جسکا چرچا ہو رہا ہے سارے نخچیروں کے بیچ

کل جو دیکھی شکل مجنوں میں نے تصویروں کے بیچ
ایک مشت استخواں تھی لاکھ زنجیروں کے بیچ

خون کی قطروں کا عالم تو مرے اشکوں میں دیکھ
لعل کے ٹکڑے چمکتے ہیں پڑے ہیروں کے بیچ

بلبلو تمکو مبارک ہو یہ گلگشت چمن
لالہ و گل کا نہ کیجو ذکر دلگیروں کے بیچ

آگے دل ہوتا تھا بیکل اسکا میری آہ سے
آگیا ہے فرق اب ہونکی تاثیروں کے بیچ

گر مرقعہ میں کھنچی ہو اس مسیحا کی شبیہ
جان پڑ جائے مصور ساری تصویروں کے بیچ

وہ خماری انکھڑیاں بکھرے ہوئے بالوں میں دیکھ
جسطرح دو مست جکڑے ہوئے زنجیروں کے بیچ

قاصدا کیا خط لکھوں میں اسکو فرط شوق سے
فوت ہو جاتا ہے مطلب جب تحریروں کے بیچ

گفتگو یار کی کیا آتا ہے کیا گھات ہے
ساری محفل کو لگا لیتا ہے تقریروں کے بیچ

اور تو صورت ترقی کوئی بخشش کی نہیں
ہاں مگر باعث ہو یہ تقصیر تقصیروں کے بیچ

غزل سودا

سودا گرفتہ دل کو نہ لاؤ سخن کے بیچ
جوں غنچہ سو زباں ہیں مرے اک دہن کے بیچ
[illegible]

چمن بینظیر

وہ خار سر فرو نہیں اہل جنوں کے پاس
[illegible]

سودا نے اپنے یار سے چاہا کہ کچھہ کہے | ایسی کی اک نگاہ رہی منہ کے منہ کے بیچ

غزل انشا

بیگمان چاہ کی دریا کے بڑی پا تلکو سوچ
بید ہڑک پاؤن نہ رکھیو چلی تو گہر گہاٹ تلکو سوچ

بہی جاتے ہین پہاڑ ایسے کہان تہل بڑا
دہار تلوار سے بہی تیز ہے اس کاٹ تلکو سوچ

ای دوا یا نسے چلی جا تو دبے پاؤن بہی
دیکہہ کمبخت کہٹو لیکو نلکچہ کہاٹ کو سوچ

ٹاٹلی ٹکڑی پہ کہنچا جو او نہین تو بولین
میرے کپڑو نکی طرف دیکہہ اور اس ٹاٹ تلکو سوچ

ہو تیو نہین او نہین انکہو نکی ترازو مین تو ل
ارے انشا نہ تو بنیون کیطرح باٹ تلکو سوچ

غزل آتش

بلا اس زلف پیچان کا ہے ہر پیچ
خم اندر خم ہے ہر مو پیچ در پیچ

الٰہی خیر کیجو کہا رہی ہے
ادہر وہ زلف ادہر نازک کمر پیچ

ہوئی ہین زلف پیچان سے بہی طرے
تیری دستار کی بیداد گر پیچ

نہوا اس زلف پیچان کا جو سودا
سمجہہ لے اپنی قسمت کا بشر پیچ

جواب خط خبر داری سے لانا
نہ پڑنے پائی کچہہ اے نامہ بر پیچ

تیری زلفو نکا دہوکا ہمکو دیگا
سراسر خم ہے سنبل سر بسر پیچ

نہین دم باز ہم ہمکو نہ دم دے
کری جو پیچ ای یار اوس سے کر پیچ

فراق یار سے کشتی پڑی ہے
پچہاڑا چل گیا آتش کا گر پیچ

غزل میر

عشق مین اے طبیب یان ٹک سوچ
پائی جان درمیان ہے یان ٹک سوچ

بے تامل ادائے کین مت کر
قتل مین میرے مہربان ٹک سوچ

سر بسر مست جہان سے جا غافل
پاؤن تیرا جہان پڑے ٹک سوچ

پہیل اتنا پڑا ہے کیون یان تو
یار اگلے گئے کہان ٹک سوچ

ہونٹہہ اپنا بلا نہ سمجہے بن
لینے جب کہولے تو زبان ٹک سوچ

گل و رنگ بہار پردے مین
ہر عیان مین ہے وہ نہان ٹک سوچ

فایدہ سر جہکے سے شیب بن میر
پیری سے آگے اے جوان ٹک سوچ

غزل حسرت

کل جو پہنچی سرے آواز میر کا نکی بیچ
اگئی سنتے ہی بس جان میر جان کے بیچ

سخت ہے خوف مجہے دلکا خدا خیر کرے
آگ بہڑکی ہے اسی سینہ سوزان کی بیچ

غزل مصحفی

یان تلک رونے نے تیرے غم مین کر ڈبو دیا
نام نم کا نہ رہا دیدہ گریان کے بیچ

ساربان محمل لیلی کو ادہر لیے چل
خاک مجنون کی پہنچتی ہے بیابان کے بیچ

وائے اے فصل خزان سرو پیا بلبل کو
اور دیکہہ ہے رنگ ہوا باغ کا گلدان کے بیچ

اور دیکہہ شاخ پہ بلبل بیٹہی ہے بلبل زار
حسرت اس شعر کو پڑہتے ہیں گلستان کے بیچ

غزل آتش

رہ الفت مین نقد عمر کر خرچ | کہین ہر چند ممسک تجھکو در خرچ
کہان اب طاقت صبر و تحمل | یہ دولت ہو چکی ہے بیشتر خرچ
وہ کالے سانپ وہ گیسو ہین جنکے | تماشے مین ہوئے ہین گنج زر خرچ
نہین یہ بار گیسو سے لچکتی | نزاکت کرتی ہے اسکی کمر خرچ
خدا دی دولت قارون تو کیجے | نہ حاتم نے کیا ہو اسقدر خرچ
وہی دیگا لب شیرین کا بوسہ | سنون کرتا ہی جو رازق شکر خرچ
ہم اپنی نقد جان پر کھیلتے ہین | تیرا ہوتا ہی کیا ہے سیمبر خرچ
جنون عشق ہے غارتگر ہوش | کرے کیا عقلمندی یان بشر خرچ
رہا کرتی تہی فکر شعر گوئی | کیا کرتے ہین ہم خون جگر خرچ
چلے دنیا سے داغ عشق لیکر | یہی توشہ یہی ہے سفر خرچ
ملا جو اوسکو سمجھے من و سلوے | توکل پر رہا شام و سحر خرچ
حسینون نے ہے آتش کو ہے لوٹا | رہا فرمایشون سے خرچ پر خرچ

غزل سودا

سیر چمن عمر جو کی ہمنے تو کہا ہیچ | رنگین ہے جوانی کا گل اس چمن سو بقا ہیچ
شیشے کو بھی توڑو تو نکلتی ہے اک آواز | عاشق کا یہ دل ہے کہ جو ٹوٹے تو صدا ہیچ
اسباب جہان دل نے کیا جب نظر انداز | پوچھا جو مین کیا دیکھے ہی دیوانہ کہا ہیچ
ناصح تو نہین چاشنی درد سے آگاہ | بے عشق بتان جینی کی لذت بخدا ہیچ
مانی نہ بندھیگا کبھی نقش اسکی کمر کا | جز سودہ نکر خامہ کو فایدہ کیا ہیچ
ہم شیخ کی سنتے تہی مریدونسے بزرگے | دیکھا جو انہین جاکے تو عمامہ سوا ہیچ
سودا سے کہا مین جو ترے شعر کو سنکر | جو دیکھا تجھے آکے تو ہے بے سر و پا ہیچ
بولا کہ تجھے یاد ہے وہ مصرعہ بیدل | عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

غزل آتش

بہار آ آئی چمن مین چلی ہوا ے قدح
عجب ہے وہ مست جسے یاد ہو دعا ے قدح
دکھا رہا ہے عجب آئینہ صفائی قدح
سرور سے ہے جو ہی صورت آشنائی قدح
زمانے مین کوئی تجھ سا نہین ہے دریا نوش
حباب وار ہے سر مین بھرے ہوا ے قدح
شراب خوار کرے گی بہار صوفی کو
دکھائی گی لب بیگانہ آشنائی قدح

چمن بے نظیر

صراحی وار ہے گردن نہین فقط اوکی
دو چشم مست کی گردش ہی ہے سبوے قدح
عروس رز کے ساتھ ہم ہوکے بیٹھے مین بنا دی کا
مثال گریۂ مینا و خندہ ہاے قدح
شراب خانہ مین کرتا ہون سیر دریا کے
دکھایا کرتا ہے لہر اب باصفاے قدح
بلند بعد فنا ہوگی قدر مستون کی
بنیگی خشت سر خم کی خاکپای قدح

ہے دعا اے خالق لیل و نہار
ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

غزل تابان

ابرو تیری نے مجھپہ کیا وار بے طرح
دل میں مرے لگی ہے یہ تلوار بے طرح
ممکن نہیں کہ عشق کے ہاتھوں بچی بچے
پیدا ہوا ہے مجھکو یہ آزار بے طرح

مخمس مصحفی

عالم تمہارے پیچ میں آ دیکھا آج جان
واعظ کسی فلک میں ہے وہ پیچوار بے طرح
آنکھیں کسی کو بیچ اپنے پینگا شراب بے طرح
ہے چہرہ دلدار بے طرح
عاشق کس کی ہے اجل
کیا جانئے کہ اب تو مرا یار بے طرح
سیفی ہوا ہے نفس کے گلگیر تک پہنچ کے
ممکن نہیں ہے اپنے گرفتار بے طرح
بلبل ہوئی

بجز و شیشہ و خم کس کی کی نہ پا بوسی
کسی نے منہ نہ لگایا مجھے سوائے قدح

جہاں کی سیر دکھاتا ہے نشۂ صہبا
دماغ رکھتے ہیں جمشید کا گدائے قدح

ان انکھڑیوں میں جو کندہ ہے سرخ ہو وینگی
کہونگا نشہ دو رنگ میں طلائے قدح

حجاب دور کیا کیف مے نے اس بت کا
جزائے خیر دے ساقی تجھے خدائے قدح

دو چشم مست کا ساقی کی وصف ہے مقصود
کنایہ ہے یہ جو کرتے ہیں ہم ثنائے قدح

شراب عشق کے پیتے ہی ہوش اڑ گئے ایسے
کہ ابتدا میں ہوا حال انتہائے قدح

فراق یار میں دوران سر ہے دور شراب
لڑا کے شیشے سے توڑوں یہ سر اے قدح

یہ جلوۂ مہ و خورشید سے کھلا آتش
ہنوز باقی ہے دور فلک میں جائے قدح

غزل ناسخ

کیوں دکھائی اے فلک بے یار صبح
ہے شفق سے مجھ پہ آتشبار صبح

یاں کسی خورشید رو کی یاد میں
ہوتی ہے ہر رات سو سو بار صبح

زلف سے رخسار کو ہوتا ہے ربط
کیوں ہے شب فرقت سے بیزار صبح

کھینچکر فرقت میں تیغ آفتاب
ہے ہماری جان کو خونخوار صبح

وصل کا سامان ہے آج اے فلک
شام سے گر بیشتر تیار صبح

حسن کا عالم ہی کیا عالم ہے واہ
زلف جانان شام ہے رخسار صبح

سینۂ پر داغ و چاک پیرہن
ہے وصال یار میں گلزار صبح

وصل میں تھا صبح سے بیزار میں
ہجر کی شب مجھ سے ہے بیزار صبح

قہر ہو گر شملۂ پر زر تیرا
دیکھ پائے اے پری رخسار صبح

چاک کرتی ہے گریبان دیکھکر
کارچوبی مہر کی دستار صبح

شام کیا ہو تیرے گھر میں باریاب
نور سے ہیں سایہ دیوار صبح

وصل میں حاضر ہو تو غائب ہجر میں
دیتی ہے ہر شب نیا آزار صبح

ہے یہاں کسکو شب فرقت میں ہوش
ہو چکے ہو گی ہزاروں بار صبح

وصل کی شب کب ہوئی ہم کو نصیب
شام کو کرتا ہے نور یار صبح

غارت خدا کرے یہ تیرے ملک حسن کو | ہے فوج خط کی گرد نمودار بے طرح
تاباں بتا کہ یار کو کیونکر منایئے | اجڑا ہوا ہے مجھسے وہ بیزار بے طرح

غزل ضیا

دلکو پسند ہے بُت عیار کی طرح | اقرار وصل کرتا ہے انکار کی طرح
بارش ابھی ہی دور پر آنکھوں نے اسقدر | باندھا ہے تار رونے کا بیمار کی طرح
جیر یکو بل جو دیکے دیئے پیچ اسنے چھوڑ | جبپر غضب ہے یہ تیری رفتار کی طرح
گرچہ فراق یار میں میں اور نیم ہو لب | سُنتا ہے کب وہ ایسی ستمگار کے طرح
دود نکی زندگی پہ مناسب ہے کب غرور | بھاتی ہے اپنے دلکو طرحدار کے طرح
تجھکو یہ کیا ہوا ہے ضیا کچھ تو حال کہہ | کل پوچھتا تھا تجھکو وہ غمخوار کی طرح

غزل ناسخ

ہی نازکی سے قامت جانان سمن کی شاخ | سوز درون سے میں ہوں چنار کہن کی شاخ
دیکھی جو اسکی سلسلہ پُر شکن کی شاخ | کھاتی ہے پیچ و تاب غزال ختن کی شاخ
ظالم کو بعد مرگ بھی ہے ظالموں سے ربط | خنجر کا دستہ کیوں نہ بنے گرگدن کی شاخ
ہم وحشیوں کی بخت جو برگشتہ ہیں سو ہیں | سیدھی کسیطرح نہو جیسے ہرن کی شاخ
رکھی چھڑی جو نار سے اُسنے تہ ذقن | سبکو گمان ہوا کہ ہے سیب ذقن کی شاخ
دیکھیں یہ جو حسینوں کی کلیونسی انگلیاں | وہ تیر سے دست و پا کو کہیں یاسمن کی شاخ
دکھلائے اپنے فندق پا کی جو تو بہار | پابوس کو چمن کے جھکے نار دن کی شاخ
ڈرتا ہوں میں کسیکی نزاکت پہ دوستو | بھر جرہیں نہ ہو نازک بدن کی شاخ
وصف صباحت رخ جانان اگر لکھوں | درکار ہو مرا اسے قلم نسترن کی شاخ
اے عندلیب جھڑتی ہیں کیا تیری منہ سے پھول | گویا ہر ایک نالہ ہے نخل چمن کی شاخ
معنی ثمر حروف ورق صنعتیں ہیں گل | ناسخ ہی کلک فکر نہال سخن کی شاخ

غزل آتش

ہوا نہ حسن سے خال سیاہ جانان سرخ | نکر سکا رخ کافر کو نور ایمان سرخ

حلال ہونکو سب سے ہیں [illegible]
وہ پان کھا کے کرین لب اور دندان سرخ
[illegible] اشتیاق شہادت میں خون روتا ہوں
بدہ خلق سے ہے حلقہ گریبان سرخ
[illegible] وہ فقد سے کیا لال لال وہ آنکھیں
ہوئے ہیں [illegible] جو لباس مژگان سرخ
[illegible] یہ نہیں
عجب عداوت اخوان دہر سے [illegible]
[illegible] یوسف کی گرگ دندان سرخ

غزل نسیم

[illegible] وصال ہے اے بلبل عجب دولت
خوشی سے ہوتا ہے [illegible] دندان سرخ
ہمیشہ کرتی ہے اس بحر حسن سے [illegible]
حنا کا رنگ ہو [illegible] جان سرخ
اثر شہید وفا کے آگے [illegible]
ہزار رنگ سے ہو لالہ گلستان سرخ
[illegible] پہنتا نہیں وہ خسرو حسن
[illegible] جیسے کہ تاج [illegible] سلطان سرخ

چمن میں لالہ و گل رہتے ہیں گریبان چاک | دکھا دیا کسی رنگین ادا نے داماں سرخ
شراب دینے میں وقفہ نہ کیجیو ساقی | ہوا نہیں ابھی رخسار یار چندان سرخ
اثر پذیر طبیعت ہی شرط ہے آتش | نہ کیف مے سے ہوا انکھوں کیطرح کان سرخ

غزل سودا

یہ ہاتھ نہ ہو سکے زلف اسکی ہی کہاں گستاخ | نسیم شانہ مگر ہو تو ہو وہاں گستاخ
چمن کے سیر میں اسکو اگر سے دم صبح | چلے نہ جائے صبا سوئے بوستان گستاخ
سمجھ کے کوچہ میخانہ سے گذر زاہد | کہ رند ہوتے ہیں اکثر بزاہدان گستاخ
کچھ اسکی بی ادبی کا گلہ نہیں مجکو | نظارہ بازو سے ہوتی ہیں مہوشان گستاخ
نجا ہیو کبھی اے شیخ بزم خوبان میں | کہ تو وقار طلب انکی ہے زبان گستاخ
نہیں ہے میرا سخن طبع زاد سے سودا | کسی بزرگ کیخدمتمین درجہان گستاخ

غزل آتش

کرتا ہے زندگی کو تمہارا حجاب تلخ | الٹو نہیں تو ہمسے سنو گا نقاب تلخ
آغاز شر عشق کا انجام ہے بخیر | کیفیت شراب ہے شیرین شراب تلخ
شربت کی گھونٹ کا مزہ لیکے پیجئے | ہر چند تیغ کا ہو تمہارے لعاب تلخ
سائل ہوں بوسۂ لب شیرین نگار سے | شان کریم ہے نہ اگر دی جواب تلخ
عاشق ہی ہیں جو سنتی ہیں اے نونہال حسن | حنظل سے ہیں بھرے سخن ناصواب تلخ
بیمار کا فراق ہوں میں ہجر یار میں | سم ہے طعام میرے لئے اور آب تلخ
سودائے زلف یار سے نیند اوڑ گئی مری | اس درد سر نے کر دیا آنکھوں کو خواب تلخ
شیرین لبوں کی کیوں نگوارا ہو گالیاں | ملنے سے قند کے نہیں ہوتا گلاب تلخ
بہتا ہی جبکہ عشق کی آتش سی دل مرا | ٹپکے ہیں اشک صورت اشک کباب تلخ
شیرینی دائیو سے جو محفوظ تو کرے | شکر کو مور شہد کو سمجھے ذباب تلخ
وصلت کی شب میں ہوتا ہے برابر وہ ترش | عیش و نشاط کرتا ہے انکا عتاب تلخ
غافل نہو مزے سے محبت کی آشنا | یہ چاشنی ہی آتش خانہ خراب تلخ

غزل کنور

غمزہ یار سے ہے میرے جگر میں سوراخ
جیسے کرتا ہو کوئی لعل و گوہر میں سوراخ
تیر مژگان سے ہوا میرے نظر میں سوراخ
جیسے ہو سوزن فولاد سے زر میں سوراخ
اس دل تفتہ سے برلاؤں اگر آہ الم
چرخ پر ہو گئے ہیں شمس و قمر میں سوراخ

قطعہ ظفر

ہوئے کس تیر نگہ ہوتی ہیں سوراخ
روز و شب دیکھوں ہوں تیرے اے ستمگر میں سوراخ
بن گیا سینہ مرا غنچہ گل سے اسکے کان میں سوراخ
ہو گئے جسطرح زنبور کے گھر میں سوراخ
کرتے ہیں سینہ دیدہ تر میں سوراخ
روتے روتے ہو گیا ہوں میں صیاد ہووے
غمزہ کی آہ کا ان ابرو پر اثر
ہے سی دیکھتا ہوں جو عیان تکے سے ہیں دیدہ میں سوراخ

دل مرا مشبک ہے مرا خار غم ہجر سے یون | جسطرح تیر و نسے پڑ جائین سپر مین سوراخ

دل مرا یون ہے کہ تو تیر نگاہون سے نگاہ | بہر تحمران کرے کوئی تخم تمر مین سوراخ

غزل ضیا

دلربا ہے مرا بڑا گستاخ | مین نے اتنا نہ سمجھا تھا گستاخ

اب تو وہ شوخیان لگا کرنے | یک بیک ایسا ہو گیا گستاخ

ناز بیجا کبھی نہ کرتا تھا | کیا رقیبون نے کر دیا گستاخ

جانفشانی ہم اسپہ کرتے ہین | رام ہرگز نہ وہ ہوا گستاخ

ای ضیا کیجیو سمجھ کے کلام | وہ صنم تو ہے بے وفا گستاخ

غزل آتش

پری پسند طبیعت پہ ہے نہ حور پسند | تمہارے بندے ہین ہم ہمکو ہین حضور پسند

ہر ایک شہر خریدار ہے دل و جان سے | وہ جنس حسن ہے تو جو ہے دور دور پسند

ادا تار پہ ہے اڑا کر بہار مین اسکے | برہنگی کی قبا ہے جنون غور پسند

نگاہ اپنی ہے دلبستگی کے سود مین | مبصرون کی نہین آئین کچھ ضرور پسند

نگہ مین اپنے سماتا نہین ہر ایک حسین | ہر ایک چہرے کے اوپر ہے چشم دور پسند

ہوا ہے جب سے کہ ساقین یار کا سودا | زیادہ تر مجھے ہر لیسے ہے بلور پسند

ہوئی ہے خانہ دلین جو روشنے منظور | کیا ہے آنکھون نے اپنے چراغ دور پسند

گناہ عشق کا جیسے کہ مرتکب دل ہے | زبان کو مرے ہے ذکر یا غفور پسند

خیال یار کا رہنے لگا اسمین یہی | ہوا ہے دلکو بہی آنکھون کی طرح نور پسند

نہ طفل بن ندلا محو حسن صورت ہو | کہلونی مٹی کی کرتے ہین بے شعور پسند

دل ایک نگاہ کے اوپر ہے بیچتا آتش | کرین جو آپ سے بے حرف وبے قصور پسند

غزل ناسخ

یار آیا تو ہوے دیدۂ ناکام سفید | جیسے ہو آمد سلطان مین در و بام سفید

پڑی عکس سکی لب سرخ کا گر ساغر مین | ہو خجالت سے دہن بادۂ گلفام سفید

دیدۂ اس چشم سیہ کی ہے [illegible] سفید

دیدۂ [illegible] ہون [illegible] سفید

سوچ [illegible] مضمون [illegible] سفید

[illegible] سفید

[illegible]

غزل ناسخ

کفن ایکروز ربا کا [illegible] کام سفید

غرۂ [illegible] حسن دو روزہ [illegible] اندام سفید

رنگ سب [illegible] خام سفید

[illegible] نقاب

حرف مطلب [illegible] ایام سفید

[illegible] قاصد [illegible] سفید

[illegible] پیغام سفید

غزل میر

زمیں پر میں جو پھینکا خط کو کر بند
بہت مڑیا گیا جوں مرغ پر بند

گرفت دل سے ناچاری ہے ورنہ
رہا ہوں بیٹھ میں ہی کرکے گھر بند

پھنسا دل زلف وکاکل میں نپوچھو
پڑا ہے ناگہ آکر بند پر بند

سب اُسکی چشم پُرنیرنگ کے محو
نگر کی اُس نے عالم کی نظر بند

چمن میں کیونکہ ہم پرستہ جاویں
بلند از بس کہ ہے دیوار در بند

بہت پیکان تیر یار توڑے
تمام آہن ہے اب میرا جگر بند

ہوئیں رونیکی مانع میری پلکیں
بند ہا خاشاک سے سیلاب پر بند

کہا کیا جان ان ہونٹونکے آگے
ہمارے لب کرے ہے یہ شکر بند

کھلے بندوں نہ آیا یاں وہ اوباش
پھرا مونڈھی یہ ڈالے بیشتر بند

یہی اوقات ہیں گے دید کے میاں
رکھ اپنے چشم کو شام وسحر بند

بچا رہتا تھا چہرہ جس سے سواب
گریباں میں ہے وہ دست ہنر بند

فن اشعار میں ہوں پہلوان میر
مجھے ہے یاد اس کُشتی کا سر بند

غزل انشا

نہ لگی جب اُس یار طرحدار کی گیند
اُسنے محرم کو سنبھال اور یہی بیمار کی گیند

دسترس ہو تو تری سیب ذقن پر مارو
قرص خورشید کی اور لمعہ انوار کی گیند

جھٹ پلٹ آن لگی ہیچیں چھاتی کو مری
تھی یہ رکھے ہوئے کس محرم اسرار کی گیند

رکھی ہی ماہ شب چاردہم دلمیں ہوس
کہ وہ قالب بنے اور ہو تری دستار کی گیند

کیجیے اُس کی بدل آپ جرمانہ ہیں
گم ہوئی مجھسے جو کل رات کو سرکار کی گیند

گرد مقیش طلائی کی کرن ٹکوا کر
میں یہ لایا ہوں اطلس گلزار کی گیند

گو لہرو لہ نبت ڈانک ستارونکی سمیت
اور ایک ٹھپنگے زربفت نمودار کی گیند

شالی رومال کی تو چوٹ مجھے کچھ نہ لگی
اب جنا پہنیگے ہے کمخواب کی شلوار کی گیند

لگی فرمانے وہ پڑھ پڑھ کے غزل انشا کو
واہ کیا خوب بنی کاغذ اشعار کی گیند

غزل نظیر

چھوٹا بڑا نہ کم نہ منجھولا ازار بند
ہے اُس پری کا سب سے امولا ازار بند

ہر اک قدم پہ شوخ کے زانو کے درمیاں
کھاتا ہے کس جھلک سے جھکولا ازار بند

گوٹا کناری بادلا مقیش کے سوا
تھا چار تولے موتی جو تولا ازار بند

مخمس نظیر

منت سے میں نے پھیر اکہیں لگ گیا تو وہ
لونڈی سے بولے جا مرا بھولا ازار بند

اور وہ ہو نہیں تو پھینکدے ناپاک ہو گیا
وہ دوسرا جو ہے سو پروولا ازار بند

اکدن کہا یہ سنکے اسے جان آپ کا
ہے کس ہوس سے میں نے کھولا ازار بند

ہنسکے لگی یہ کہنے کیا خوب ہو جو تم
ایسا ہی کیا میں نے سمجھی ان چھولی بولا ازار بند

ایک رات میرے ساتھ وہ عیار مکرباز
لیٹے چھپا کے اپنا ممولا ازار بند
جب سو گئی تو میں نے بھی وحشت سے اسکی آ
پہلے تو چپکے چپکے ٹٹولا ازار بند
آخر بڑی تلاش سے اس شوخ کا نظیر
جب آدھی رات گذری تو کھولا ازار بند

غزل خاشاک

کاکل یار کی دیکھی جو میں تنویر سفید
ہو گیا سکتا مجھے بن گئی تصویر سفید
کالا منہ کرتے ہیں مجرم کا یہ ہے رسم بلاد
منہ کیا یار نے میرا دم تعزیر سفید
سادہ کاغذ عوض نامہ دیا قاصد نے
ہوئی شاید مری تقدیر سے تحریر سفید
دونوں رخسار و پنبہ یہ عکس نہیں ہو تو نکا
گرد خورشید کی یہ کھینچی ہے تحریر سفید
داغ فرقت نہیں جاتا کسی صورت والے
زنگی ہوتا نہیں ہرگز کسی تدبیر سفید
لاکھ تدبیر کی کچھ بس نہیں چلتا میرا
کروں کسطرح یار و خط تقدیر سفید
کوئے جاناں کا تجسس کیا یہنے یا تک
کوچہ گردی سے ہوئی پا ونکی زنجیر سفید
سنکے آواز مری ہوتا ہے بیخود ایسا
جسطرح ہوتا ہے کافر دم تکبیر سفید
بوسہ لیتے تو لیا پھر جو ہیں تیوری بدلی
رنگ رو میرا ہوا باعث تقصیر سفید
رنگ چہرہ کا مرے دیکھ کے فق ہوتا ہے
پیدا کی آہ نے شاید مرے تاثیر سفید
آسماں پر یہ نمایاں نہیں سیارے ہیں
دیکھو خاشاک کی ہیں نالہ شبگیر سفید

غزل خان

آ کے سجادہ نشیں قیس ہوا میرے بعد
نہ رہی دشت میں خالی کوئی جا میرے بعد
کیا عجب قد لیلے سے جو نکلے یہ صدا
میرے مجنوں ترا کیا حال ہوا میرے بعد
تیز رکھیو سر ہر خار کو اے دشت جنوں
شاید آجاوے کوئی آبلہ پا میرے بعد
وہ ہوا خواہ چمن ہوں کہ چمن میں ہر صبح
پہلے میں جاتا ہوں اور باد صبا میرے بعد
منہ پہ رکھ دامن گل روئینگے مرغان چمن
ہر روش خاک اڑائیگی صبا میرے بعد
اس لیے کرتا ہوں میں چاک کفن کو اپنے
کون کھولیگا ترے بند قبا میرے بعد
جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارے
یاد آویگی تجھے میری وفا میرے بعد

لاش بھی چپ گرفتہ کاکل کی رنگ لاوے وہ کہیں
نالہ ہووے سے کوئی مجنوں بن بلا میرے بعد
دل کے بیکس سا نہ سب اترانا ہے مرد دید ضیم
کون سوئیگا دل کو تری زلف دوتا میرے بعد
جائیگے ایک ہو بہو ہے کون خان بنے زبان آتی
اب نہیں آتی اور ہو بیزار لے گیا میرے بعد

غزل رفیع السودا

تضمین

اشک کو کب ہے آشنا ساقی اگر ہے پیو نہ
صاحب درد کی ہے اسکو نظر ہے پیو نہ
دلکو پیر سے نہ جدا دل سے کرا پنے ظالم
میں کہا ہے یہ بہت خون جگر ہے پیو نہ
دامن ابر بحر نامہ ہے جو اتنا ترشح پر
کے عاشق کے ہو دیدہ تر ہے پیو نہ
کون ایسا ہے جسے دست ہو دل پانی
شیشہ ٹوٹے تو کریں ہم ہی مگر ہے پیو نہ

کھینچتا کیون ہے عبث ناز طبیب اشفا
درد کو دلکی نہین درد جگر سے پیوند

غزل آتش

رتبہ کہتے ہین ترے ابروئے خمدار بلند
طاق کعبہ سے ہے طاق خوش اشعار بلند

کیا کہون کہتے ہین مضمون قد یار بلند
سرو شمشاد سے ہین مصرعہ اشعار بلند

دیکھیے کسکو شرف ہو ترے پابوسی کا
رکھتے ہین دست دعا کا فرد دیندار بلند

گوش گل تک ہو قفس مین سے رسائی ایسے
تیری آواز ہو اے مرغ گرفتار بلند

تیری درگاہ کی اللہ رے رفعت ای دوست
آستانے سے کسی گھر کی نہین دیوار بلند

گوش عارف سے سنے تو تو ہر اک قبر سے مین
نعرہ فاعتبروا یا اولی الابصار بلند

سیکڑون مصر محبت مین ہے کنعان سے
چاہیے اختر اقبال خریدار بلند

تخت پر بیٹھہ کے کر سیر چمن اے محبوب
پایہ رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار بلند

قمر و یار شب ہجر مین جو یاد آیا
شعلہ کیطرح ہوئے آہ شرربار بلند

تشنہ زخم ہی دل دیکھیے کب کرتی ہے
پانی اپنا مری سر سے تیری دیوار بلند

غزل میر

اڑ کے پھر آئے ڈر گئے شاید
بگڑے تھے کچھ سنور گئے شاید

سب پریشان دلی مین شب گذری
بال اسکی بکھر گئے شاید

ہین مکان سرا و جا خالی
یار سب کوچ کر گئے شاید

کچھ خبر ہوتی تو نہ ہوتی خبر
صوفی بیخبر گئے شاید

آنکھہ آئینہ رو چھپاتی ہین
دلکو لیکر مکر گئے شاید

لوہو آنکھون مین اب نہین آتا
زخم اب دلکے بھر گئے شاید

اب کہین جنگلو نمین ملتی نہین
حضرت خضر مر گئے شاید

بیکلی بھی قفس مین ہے دشوار
کام سے بال و پر گئے شاید

شور بازار سے نہین اوٹھتا
رات کو میر مر گئے شاید

غزل آتش

فروغ مہر کا پیدا کرے ہمارا چاند
ہلال سامنے اسکی ہو ستارا چاند
تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند
لو او ترو بام سے تم جیتے اور ہارا چاند
نقاب اولٹ کے چرخ زرنگ ماہ کی بلا دو
امید ہیری رات مین ہے ایک تارا چاند
وہ ماہ آج جو آیا تو ہل گیا غرہ
تمام عیش مین گذرا کبھی نہ سارا چاند

غزل

وہی ہے خوب جسے جوبن منظور ہے
فلک مین سوچ ہے کہ پیارا چاند
نگاہ بر جا بہم ہوا ہے جو
ہلال بنے ہے ابرو کا یار ترا چاند
مگر سکا تری ابرو سے ملی [illegible]
سپہر [illegible] خورشید کا تمہارا چاند
چراغ لاو [illegible] حسن نہین پیارا
فراق یار مین [illegible] ماہ و نگوار اچاند

مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو
یہ بیقرار ہوا ڈر جا نکلے تارا چاند

تری غلامی کا دعوی ہے یار اوسکو بہی
جبین کے داغ کو کہتا ہے آشکارا چاند

زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسف
طلوع نیر اعظم ہوا سدہارا چاند

ہمارے دلمین نہین نقش روے روشن یار
پری کی بدلے ہے اس شیشہ مین اتارا چاند

ملا دیگا تیری پاپوش کے ستارون سے
کبہی ادہر سے گریگا نہ کیا گذارا چاند

رخ حبیب سے ممکن نہین فروغ آتش
اگر وہ حسن سے شعلہ ہے تو شرارا چاند

غزل سودا

لے آئے در پہ ترے جو ستم کشان فریاد
ہوئی کسیکے نہ اونمین سے رائگان فریاد

کیا ہے قد کو مرے شاخ ارغوان کا رشک
تمہارے ہاتہ سے اے چشم خونفشان فریاد

مین دیکہتا ہون جسے ہے وہ آپ ہی نالان
تمہارے کیجیے کس پاس اے بتان فریاد

تم اپنے جور سے مت سمجہیو کہ نالان ہون
یہ دوستو نکی ہے دوری سے دشمنان فریاد

نہ میری دلکی خموشی ہے موجب آرام
کبہو ہوا ہے کرے مرغ نیمجان فریاد

قسم ہے گل کے تجہے عندلیب سودائی
جو تو کیا نکرے ملکے ہر زمان فریاد

غزل سجاد

وارث تخت نشین قیس ہوا میرے بعد
صید کس سر کو کیا دام بلا میرے بعد

دشت کربت مین مرا حال سنا ہو فرہاد
تیشہ سر اپنے پہ مارا سو پہر آ میرے بعد

خار صحرا جنون پہینکدی چن چن کے صبا
تا کوئی آ تا نہو آبلہ پا میرے بعد

اسلئے سرخ مین کہتا ہون گریبان کفن
یہ شہادت کی گواہی ہو بہلا میرے بعد

دیے جی اتنا نہ ترسا دگے پہر یاد
گرچہ یاد آئی وفا میری تو کیا میرے بعد

داوس کا گل زیبا کی مرے سینے مین
سانپ سا لوٹیگا مرقد مین بہی میرے بعد

عاق ابرو مین پڑ ہو میرے جنازیکی نماز
تا کوئی دیر و حرم بہول نجا میرے بعد

اسکی دہلیز پہ سجاد کا کرلو مدفن
تا کوئی کہا دے نہ ٹہوکر سے دغا میرے بعد

نغمہ بلبل ہے نہ زنداں میں بیکلو لبادا ہمنا
لیلی سے سودا لگا وہ گلی کے کلیجا ہمنا
بجرا ہے جب سے دم سرد سے چہرے پالا
پہکو دنیا ہے از زلف کے بت کی ابدا ہمنا
برسینہ بیتر سے نہین جا رہے ہین ترے داغ
لیکن دیتے نہین گرد داغ سودا ہمنا
دیکہا جو ہے ٹکیل ازبک وسبزہ مینا
شراب جو ازسرو ہے باعث تماشا ہمنا
فراق یار مین جب ہے جو منے ہمنشین ساغر

غزل نسیم

ہوتی ہے گرمی مین جاڑے کی طرح ایذا ہمنا
غضب خدا کا صنم ترے سرد مہر ہلے
نہ کر سکے گا کوئی دل کو ایسے کہ بالا ہمنا
کرو زلف کا سوز درون جو واقف ہمنا
ہلہر کی ڈہونڈ ہتی ہے آتش کنار دریا ہمنا

غزل نظر

غزل آتش

غزل انشا

کلیدوا آخون جی صاحب کوئی ایسا تعویذ
کہ میسر منہ سے لگے اُسکے گلے کا تعویذ
کچھ تو دے اپنی نشانی مجھے بہند اہالا
نور ڈالا مجھے بڑا قول کا چھلا تعویذ
دل دہڑکن تیرے عاشق کا بجا دیوے عوض
گرچہ سو لاکھ طرح لکھدے مسیحا تعویذ

مخمس

عشق ہوئے لگو تو اجی قہر تمھارا صلح وفا
لا کھڑا ہے ہیں بند ہاتھ کالے وہ نیلا تعویذ
سرکے بالوں سے تک چھپا ہے ایسا کیا
اب لگا مجکو بندانے یہ نگوڑا تعویذ
خیر ان کس کی جو چاہو تو پیلا و دو ہو کر
اس سے بازو کا وہ ننہا سا روپیلا تعویذ

غزل مسیح

ہو کچھ آسیب تو واں چاہیئے گنڈا تعویذ
اور جو ہو عشق کا سایہ تو کرے کیا تعویذ

دلکو جسوقت یہ جن عشق کا لپٹا ہر تو
کیا کریں واں وہ جو لکھتے ہیں پلیتا تعویذ

ہم تو جب ہوش میں آویں تو کہیں سے پاویں
یار کے ہاتھ کے بازو کا گلے کا تعویذ

زور تعویذ کا چلتا تو عرب میں یارو
کیا کوئی ایک بھی مجنوں کو نہ دیتا تعویذ

کوہکن کوہ کو کس واسطے کاٹا کرتا
دیتے غمخوار نہ کیا اُسکے تئیں لا تعویذ

آخر اوسکی بھی گیا دل کا دھڑکنا اُسر ور
قبر کا تیشے نے جب اسکے تراشا تعویذ

سکو بھی کتنے ہی لوگوں نے دی اہ نظر
پر کسیکا کوئی کچھ کام نہ آیا تعویذ

غزل سودا

دفتر دہر کا ہے پیش نظر ہر کاغذ
لکھے اپنے کا نہیں علم ہے کیونکر کاغذ

لکھ رکھا ہے نہ ملی گو تیری بات ظلم کی داد
دونگا حاکم کو بھنگا مہ محشر کاغذ

لکھتے ہے وصف بنا گوش کے تیرے لے یار
پاوے ہر ملک میں اب قیمت گوہر کاغذ

اُسکی ہیں راستیٔ قد کی ثنا لکھتے وقت
نہیں پایا کبھو محتاج یہ مسطر کاغذ

نامے اُس شوخ کو میں کرکے رقم اے یارو
اتنا رو یا ہوں کہ بیجاوے شناور کاغذ

وہ تو مجمر میں طرح عود کے دی ہر آتش
جب اسے بھیجوں ہوں میں کرکے معطر کاغذ

بسکہ رنگینی معنی ہیں مرے دیوان کے
ہر ورق کا ہے گلستان کے برابر کاغذ

غزل آتش

مرغوب طبع کیوں نہو ایسی چشک لذیذ
چکھا تو حسن کا ہے تمھارے نمک لذیذ

اے حور اپنی سیب ذقن کا مزا نپوچھ
جنت کا میوہ مغز سے ہے پوست تک لذیذ

مستی میں بوسے اُس لب لعلین کے پیئے
کیفیت شراب میں ہے یہ گزک لذیذ

کس کس طرح کے ذایقہ دل پذیر ہیں
کیا کیا طعام رکھتا ہے خوان فلک لذیذ

شیریں کلام کا بھی مزا ہوتا نہیں
شیر و شکر سے ہے یہ بلا شبہ شک لذیذ

شیریں وہ لب ہے ہا نمکین جو ہو خوب ہے
شکر نمک سے ہو تو شکر سے نمک لذیذ

بریاں ہو سوز غم اسی محنت کیسا یہ دل
آتش کباب کرتا ہے دخل نمک لذیذ

قند و نبات و شہد و شکر ہیں کہاں لذیذ
شیریں لبونکی جیسے کہ ہونگا لبیاں لذیذ

ہیں سوز غم سے لبسکہ یہ جلتی برنگ شمع
کام ہما نہیں میرے نہیں استخواں لذیذ

ساقی ہو سیر باغ ہو اور گلعذار ہی
مشرب میں اپنی تب ہوئی ارغواں لذیذ

ہو کیوں نہ موج شربت جیسے مری زبان
نام اسکا لیتی ہے ہوا میرا وہاں لذیذ

ہر میوہ و مٹھائی کی لذت سے دل پھرے
پر ہے مدام بوسہ شیریں زباں لذیذ

طرح غزل شاہ ظفر او خلد اللہ فی الجنۃ

تیری پازیب و سر کا جھومر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر
ہوئے ہیں جلوہ نما چمک کر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

دفور اشکوں کا ہے ہمارے نکلتے آہوں میں ہیں شرارے
نہ کیونکہ ہوں عرش پر نچھاور زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

پھپولے پاؤں میں ہیں نمایاں تو سر پہ داغ جنوں فروزاں
نہ دیکھیں دیوانے تیرے کیونکر زمیں پہ گوہر فلک پہ اختر

ذرا جبین عرق فشاں پر تو اپنے افشاں رکھا ہے چنکر
کرتا نظر آویں ماہ و پیکر زمیں پہ گوہر فلک پہ اختر

نہ سبزہ گل نہ جوش شبنم نہ چمکے جگنو ہوا پہ ہر دم
نظر شب آتی تھی مجکو کیسر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

اُدہر تو فوارے چھٹتے ہیں وہاں ادہر ہیں اشجار پر چراغاں
نئی ہے سیر اک چمن کے اندر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

زمیں نہایت ہی تھی یہ مشکل ظفر ہے استاد پردہ کامل
غرض دکھا ہی دیئے بنا کر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

غزل درد

اسقدر تھا یا کرم یا ظلم رانی اسقدر
مہربانی اسقدر نامہربانی اسقدر

جاں کو تو نے دو لب بلند غ میں گرفتار ہیں
دشمنی جیسے ہنر ابرے نا ہلانی اسقدر
کیا ہوں دل کو شخ سے تنبیہ کا قصہ اور بھی
دل بہی بیمار ہوئی ہے گرانی اسقدر
دردو ہیں رنجا کے بینی نے نہیں صورت پذیر
دشمن اس رنجی ای سبب یہ درد و بلا اسقدر

غزل آتش

غزل نیکی چمن

دکھا دے حسن کی اپنے جیسے وہ یار بہار
یہ عشق ہو کے بیمار اگر سے بہار بہار
ہجو داغ محبت سے یوں رہے دل سے
چمن کی جیسے ہو پروردہ کن بہار
فراق یار مبدل وصال سے ہو دے
نکالے دل سے خزاں کا یہ خار خار بہار
چمن کی سیر میں مجھ مست کو دلانی ہے
دکھا کے آتش گل آب خوشگوار بہار

شباب گل ترے آگے رنگ لا کہی ہوئی
شگفتہ غنچہ سے اس گل کو آتی ہے یہ صدا
پیادہ پا ہون پہ یکی تلاشین پہرتا
نمود کی خط مشکین نے لالہ رخ پر
کنارے جوی چمن جہومتی ہین مست ترے
وہ رنگ و بو بدن یار مین جمع ہے سو کہان
کرم سے ابر کرم کے تیری یہ فیض ہے عام
تصور رخ رنگین مین بند رکہتا ہون
شگفتہ ہوکے نسیم سحر سے غنچے ہون گل
نظارہ دیدۂ بلبل سے کیجئے اب کے

بلائی عالم آشوب روزگار بہار
ترے فدا ترے صدقے تری نثار بہار
جنونکو کہتی ہے سر پر مرے سوار بہار
یہ داغ چہوڑ چلے اپنا یادگار بہار
بط شراب کا کہلواتی ہے شکار بہار
شگوفی ایسے کہلایا کرے ہزار بہار
ترا دیا ہوا رکہتی ہے اعتبار بہار
چہار فصل مین آنکہونسے ہے دوچار بہار
اوٹہائی پردۂ در سے نقاب دار بہار
خدا جو چاہے تو آتش ہو سازدار بہار

غزل نظیر

ہرگز نہ پلا می مجہے تو انکہہ بدلکر
مین کشتہ ابرو ہون ترا اے مرے قاتل
تمنے تو دل اپنے سے کیا قتل ہے مجکو
جب ہمسے خفا ہوکے وہ جلتا ہے شمعرو
مین عاشق بیدل ہون ترا اے مرے جانی
کہتا ہے نظیر اسکو ذرا پیار سے سو جا

ساقی ترے کوچے سے نہ جاونگا سنبہل کر
آئے ہو لئے ہاتہہ مین کیون تیغ مچل کر
بیٹہے ہو لبین باندہکی باہر جو نکل کر
خاموش ہو رہجاتا ہون پروانہ سا جل کر
مت آنکہہ چرا ہمسے تو ایسا نہ خلل کر
تب اوٹہکے کہڑا ہوتا ہے وہ شوخ اوچہلکر

غزل میر تقی

دیکہہ اوسکو ہنستے سب گے دم سے گرا اوکہڑکر
کیا کیا نیاز طینت آناز پیشہ تجہہ بن
قد کش چمن کے اپنی خوبی کو ہر چلے ہین
وہ سر چڑہا ہی اتنا اپنی فروتنی سے
پائی شبات دہی ہے نام اودہکو لازم

ٹہری ہے آرسی ہی دانتون زمین پکڑکر
مرتے ہین خاک رہ سی گوڑہی رگڑ رگڑ کر
پایا بہلا اس سے آخر کیا سرو نے اکڑ کر
کہو چکا ہمین نے اوسکو لحظہ پاون پڑکر
ٹہرا ہے نگین جو بیٹہا گہر مین گڑکر

دور یمن نکہت بہی گئی ہے کیونکہ ترسے
ادہا نہیں رہا ہون تجہسے تو مین پچہڑکے
اب کیسا زیدو تقوے وا روپیہ اور حرم مین
نسبت العنب نے اپنا سب کچہ لیا ہے لڑکر
دیکہو نہ چشم کم سے معمورۂ جہان مین
بنتا ہے ایک گہر یان سو صورتین بگڑکر
اس رشتہ لب کو اوپر داغ عزت کیون ہے
یاقوت سی رکہی ہین جون موتیون مین جڑکر

قطعہ

کاسا نگاری کا اپنی طالع کی کیا کہین ہم
ایا بہو نہ یار تیرا عہد جون سے بار اوڑکر
اپنے مزاج مین بہی ہوتا ہے میرے شبابت
پہر میری جان سے اوٹہیے بیٹہے ہین ہم جوادہر

غزل سودا

او بلطف نہین ہے روز ازل یار سے ادہر
ملتے ہیں نہ تو ہم جانی کو چہا تیغ سے اوکر

بت جو ہے چین مین جسکو خدا کا ہے تراشا
آذر نہین لایا وہ میرے واسطے گھڑ کر

خود کردہ کا درمان کبھو کیا کرون یارو
دل و نے لیا مجھسے لڑکر نہ جھگڑ کر

کہتا تہا یہ سودا وہ چاہیگا کہانتک
جا بیٹھونگا دروازے پہ اب اوسکی مین اوٹھ کر

نادان ہو سمجھے کہ محبت نہین وہ شے
در پر کسیکی بیٹھئے جسکے لئے اوٹھ کر

غزل ناسخ

جیتے جی جاؤن مین کیونکر کوی جانان چھوڑ کر
بلبل نالان کہان جاوے گلستان چھوڑ کر

چاہئے وحشت مین جامہ چاک ہونا دوکا
دامن قاتل کو یون اپنا گریبان چھوڑ کر

وصل جانان مین نظر آیا ہے شعبان مجھے
سبزہ کیا دیکھون خط رخسار جانان چھوڑ کر

کاوش غم دور ہو میرے دل پر سے کیا
خار آتی ہین کہین صحرا کا دامان چھوڑ کر

روح لیلے کا عبث ہے تجھکو مجنون انتظار
بوی گل کب دور کرتی ہے گلستان چھوڑ کر

وصل جانان کسکی قسمت مین ہمیشہ ہے دلا
جاتی ہے اکروز آخر جسم کو جان چھوڑ کر

مینے جب آنکھون کی مضمون کا چرچا وحشت کیا
کوی جانان کو چلے آہو بیابان چھوڑ کر

خون ہے ساقی مرا کیونکر ہے مجھپر مے حرام
وعظ کرتا ہے کیا باتین تو ایمان چھوڑ کر

ہو آگہی وصل جنت مین بہی مجکو یار کا
کب وہ انسان ہے جو مانگی حور انسان چھوڑ کر

سانپ کو قابو مین لا کر چھوڑ دینا جہل ہے
جانسے مایوس ہو نہین زلف جانان چھوڑ کر

سر ٹپکتی پہرتے ہین ارواح سنگ و خشت سے
جل گیا ہجر مین جسم کیا کیا قصر و ایوان چھوڑ کر

اعتبار اصلا نہین گر ہے جہان زیر نگین
اوٹھ گیا دنیا سے خاتم کو سلیمان چھوڑ کر

عابد کیونکر کرون مین ترک یہ دنیا وہ ہے
سیر کو آئی تہی آدم باغ رضوان چھوڑ کر

آج تو پوشاک پر مرتا ہے کل تو دیکھیو
جائیگا نباش تیرے لاش عریان چھوڑ کر

روشنی کی سیر جب ملتی شب فرقت مین گئے
شعلے آلپٹے مجھے سر و چراغان چھوڑ کر

دیکھلو فرقت مین دیکھی ہو جو برق و ابر کے
خندہ زن جاتا ہے ظالم مجکو گریان چھوڑ کر

عیش تنہائی ہوا مردم کی کثرت سے محال
جاؤن یارب اب کہان شہر خموشان چھوڑ کر

محو وطن مین خاک میرے گوہر مضمون کی قدر
لعل قیمت کو پہونچتا ہے بدخشان چھوڑ کر

کوی قاتل کو چلے وحشت مین اون صحرا سے
بہاگتے ہین جسطرح سے تیر میدان چھوڑ کر

ہوتی ہے عزت بین غربت مین بر اوٹہا ابرو
ہجر او کیا کیا یوسف نے کنعان چھوڑ کر

ایک جو ہیکو وطن مین نرخ دینار و فلک
لعل سے جان اسکی اتا بازار [illegible] چھوڑ کر

کیا کریا ناسخ جو سکا دیغفور
سجدہ وضین بیٹھی اون [illegible] چھوڑ کر

غزل نصیر

دست اندازی نہ کچین ہو نہ نرغان چمن
رکھئے پہلو تین مین شاخ گل اے ملواد

گذرے سے شب وصل کی گر قتل پہ بیٹھا یار
بیچ میں گریبان سحر سے کہ تلوار

کیا اسی تحفے کے قابل یہ گنہگار تہا آہ
تحفہ سے قتل کو لائی جو سو بہ تلوار

غزل ذوق

جب چلا وہ مجھکو بسمل خون میں غلطاں چھوڑ کر
کیا ہی پچھتا یا تھا میں قاتل کا داماں چھوڑ کر
کیونکہ نکلے تیر اس کا دل میں پیکاں چھوڑ کر
پھیرنے او سے کو چاک گریبان چھوڑ کر
طفل اشک بے اگر دامان مژگان چھوڑ کر
جائے بیٹھے کو کہاں یہ مرغ پران چھوڑ کر

مخمس

ظاہر ہے تیرا تھا جمنت ہی اے ابر ہم ... دامان چھوڑ کر
ورنہ جا بے داغ عصیاں سب بجسم
جلکو ہو لذت او ٹھاوے زخم تیغ عشق
سب وہ مرہم دوان کو دینو بدن نمکدان چھوڑ کر
صید و لکو کیونکہ چھوڑے جبکہ ہو صیاد دو
بلبلیں دست خزاں میں ہیں گلستان چھوڑ کر
مرغ دل کی سی کی ان سے جی سر سرو
یارب اب جا او سولے ابر بہاراں چھوڑ کر

لطف بن اسکے ہے گیا بادہ کشی ایسانی
لب ساغر کی نہیں کم یہ تبر سے تلوار

قتل ہونیکو نہ باندھو اگر عشاق کمر
قطرہ خوں کو ستمگر تری تر سے تلوار

دیکھنا کیا ہے کہ ہے معرکہ آرائی آج
برق چمکا لے ہے انداز گہر سے تلوار

چاہتا ہوں کہ ہے ابر شوق تجھ سے ہے
موج ہر اشک کی تلوار یہ ہے تر سے تلوار

امتحانکی ہوس ابتک بھی ہر اس ظالم کو
مر گیا تا بہ کمر کھا کے میں سر سے تلوار

دم چرانیکا گماں ہے یہ کہ کرتا ہے تیغ
میری تربت کی سد لوح حجر سے تلوار

لخت دل یہ نہیں تار مژہ پر طفل اشک
پانوں میں باندھ کے پھرتا ہے نہر سے تلوار

قیس و فرہاد کہاں جائیں سر راہ عشق
کاش لیں راہ عدم یار کے سر سے تلوار

خار صحرا ہے جنوں خیز لیے ہے برچھی
کمر کوہ میں ہے سبزہ تر سے تلوار

غزل بادشاہ

بلبل شیدا نے پوچھا گل سے یوں روز بہار
اے گل رعنا تری ہو من سی کیوں اٹھتی ہیں خار

کیا نزاکت ہے گراں سر ہے چشم یار کو
بار کا کل سے کمر کیونکر نہ لچکے بار بار

مطرب و مینا و ساقی نغمہ و چنگ و رباب
سب مہیا ہیں ولے تیرا فقط ہے انتظار

جو گل رخسار جاناں کی نہ آئی انکو تاب
چپ رہی غنچہ گل غیرت سے ہو کر شرمسار

گل نے کر چاک گریباں یوں کہا رو رو کے زار
چشم گل کو نوک خار کا نکی جگہ ہے نوک خار

تیرے مقدم کیلیے اے سیمبر گلزار میں
گل گریباں چاک کر آیا نکل بے اختیار

تیغ ابرو دیکھکر آئی ندا اے بادشاہ
لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

غزل سودا

پھینکے جو کماندار مرا تیر ہوا پر
سیمرغ بچے پھر نہ عصا فیر ہوا پر

مرقد پہ مرا اوج نسیم آوے تو یوں جان
دیوانہ تہ خاک ہے زنجیر ہوا پر

کر خانہ گردوں پہ نظر چشم فنا سے
ہے شکل حباب اسکی ہی تعمیر ہوا پر

توسن پہ تجھے دیکھکے معنی و بہزاد
اللہ نے کھینچی ہے یہ تصویر ہوا پر

سودا کی دروت جو یارب نرکہی خاک
اس جرم کی تو کیجیو تعزیر ہوا پر

دیکھیے کیا ہو کہ ہو اب جان کے پیچھے پڑے
دل کو اے کافر تری زلف پریشاں چھوڑ کر

ایدل اسکے تیر کے ہمراہ سینے سے نکل
ورنہ پچھتائیگا تو یہ ساتھ ناداں چھوڑ کر

کیوں نہ رم کر جائیں آہو ایسے وحشی سے ترے
شیر بھاگیں جسکے نالوں سے نیستاں چھوڑ کر

سرخی پاں دیکھ لے زاہد جو دنداں پر ترے
اٹھہ کھڑا ہو ہاتھ سے تسبیح مرجاں چھوڑ کر

پیش خیمہ اسکے نکلا گرد باد دور دور
ہے جو سر گرم سفر تن کو مری جاں چھوڑ کر

اٹھہ گیا وہ آج سب ہستی کا ساماں چھوڑ کر
تم گئے تھے کل جسے بیمار ہجراں چھوڑ کر

گر خدا دیوے قناعت ماہ نخشب کیطرح
دوڑے سائے کو کبھی آدھی نہ انساں چھوڑ کر

ساغر دل بیچتا آیا ہوں کہو مست ہاتھ سے
چوکتا ہے کیوں یہ جنس دست گرداں چھوڑ کر

پڑہ غزل اے ذوق کوئی گرم سے اب تو بجا
جانب مضموں طراز تفتہ جاناں چھوڑ کر

غزل آتش

پڑ گئی آنکھ جو اُن چاند سے رخساروں پر
لوٹتی کبک نظر آن گئے انگاروں پر

ابروے یار کا سر میں ہے جنھوں کے سودا
رقص وہ لوگ کیا کرتے ہیں تلواروں پر

روز و شب رہتے ہیں بلبل کی طرح سے نالاں
ٹوٹی پھولوں کی چھڑی ہمسے گنہگاروں پر

باد کے جھونکے کے لگنے سے ہیں میلے ہوتے
نازکی ختم ہے اُن پھول سے رخساروں پر

موسم گل میں جو ہوتا ہے زیادہ سودا
دوڑتے پھرتے ہیں ہم باغ کی دیواروں پر

شور نالے کا مرے جب سے سنا ہے آتش
قفل مرغان چمن رکھتے ہیں منقاروں پر

غزل مطلب

مارتا ہوں تمھاری میں ہر بار
آشنا ہیں شب بڑائی یار

تم کو لازم ہے پکڑ و گے میرا
ہاتھ میں ہاتھ با محبت و پیار

مجھکو پیاری لگی تمھاری آج
چال وہ ہی اے سرو خوش رفتار

خوب کروایا اب تو مت کروا
مجکو رسوا بکوچہ و بازار

اک ذرا بھی تو مجھکو کرنے دے
یار من درد دل کی اب تکرار

حکم ہو وے تو آج ماروں میں
کھینچکر پیٹ میں عدو کے کٹار

گرچہ مطلب کا جو سخن کہے نہ سمجھے
تو ہے یہ سیوں رنجیدہ سخن للکار

غزل غیور

ہمیں بھی بانکی کہیں شیریں ادا کہیں بیٹھیں ذرا لبا
... ہے سو وہ شنی پر

پھر ... اس لعل کا بازار کیا سرد
اس لب سے اک عقیق یمنی پر

غزل نسیم

اون زلفوں کا عنبر کے تئیں دیکھ ہوا خواہ
سر دوش دھرا نافہ مشک ختنی پر

اک رامجی کے نام کی اچپتا ہوں میں ہمرن
دل جب سے گرفتار رہے اک دام جنی پر

کیوں سینہ و سر اپنا میں پتھر سے نہ پھوڑوں
وہ وعدہ شکن ہے مرے اب دل شکنی پر

کیوں غنچہ کی مانند گریباں نکروں چاک
گل کھاؤ جو ہاتھوں پہ وہ اس گلبدنی پر

شاباش عبور آفرین صد مرحبا تمکو | کیا خوب غزل کہتے ہو اس کم سخنی پر

غزل خلیق

ہے حسن ترا مہر درخشان کے برابر | دندان در و لب لعل بدخشان کے برابر

کیا چاہیے عاشق کی نیچے قتل کو خنجر | ابرو ہین ترے خنجر بران کے برابر

اوس سبت دستانی کی تصویر مین خلیق اب | جی ڈوب چلا پنجۂ مرجان کے برابر

کشت پر تخم عمل کے اپنے جیتا چاہی روا | نفع یان رکہی ہے سودا آبیاری رشتہ پر

غزل تحسین

کس من پکی رنگ سحر بن نکلی آتی ہے بہار | حسن کو اپنے عجب سج سے دکہاتی ہے بہار

چاندنی ہے سیر ہے اور بادہ گلرنگ ہے | گر نہین ساقی تو کس کافر کو بہاتی ہے بہار

ماہتابی کے مزے ہین ہا وہ مہتاب نے | حیف اسکی ہجر مین کیا مفت جاتی ہے بہار

جہومتی جہکتے جہمکتے جہنجلاتے چاند سے | چاندنی کی رنگ مین کیا دل لبہاتی ہے بہار

واہ واہ تحسین ہٹ یہ مصرعہ موزون ہوا | جو وہ گلرو یان نہین کسکو خوش آتی ہے بہار

غزل انشا

جاسکتے ہتنی جیسے چیر کہٹ کے برابر | شب اوسنے سلایا ہمین گہونٹ کے برابر

اس ململی پوشاک یہ مسکی ہوئی چولی | ہے بگڑی ادا لاکہ بناوٹ کی برابر

اس موسم برسات مین کیون گہر نہ رہین ہم | آنکہین بہی برستی ہین ہماوٹ کی برابر

وہ پردہ اوٹہا گہر سے جو باہر نکل آیا | غش کہا کی گراہٹ سے وہ جو کہٹ کی برابر

کب اسکو اثر کرتی ہین انشا کے دعائین | تعویذ لٹکتا ہے پڑا لٹ کے برابر

غزل راقم

کسپہ جان قربان کرین ابروی دلبر چہوڑکر | کسکی سودائی بنین زلف معنبر چہوڑکر

ہم چلے ملک علم کو پائی قاتل کے تلے | تن ترپتا چہوڑکر اور لوٹتا سر چہوڑکر

آج تمنے کردیا اندہیر عالم مین بپا | رخ پہ رشک مہر پر زلف معنبر چہوڑکر

رشتہ الفت ہی باہم ہو جدا ممکن نہین | تیغ سر کو چہوڑکر اور تیغ کو سر چہوڑکر

خانۂ اصلی سے نردونکی روش انسان گئے | کیسے کیسے نوجوان دنیا کی چوسر چہوڑکر

بورئے ارکہے عوض ہین گلابان کستی ہین ہم | زہر کہایا ہار کے ہین قند مکرر چہوڑکر

کسکو اب تم اپنی چہاتی سے لگاتی ہین | اوس پری پیکر کے تیغ ناز بر دل چہوڑکر

غزل انشا

غزل جعفر

ایک بلبل ہی نہین اسکی نہ زلف و رنا کو چہیڑ | کہنیت کیا کرے سے نکال بلا کو چہیڑ

غنچہ بہی ہو سو دلکش کی بسمل و صبا کو چہیڑ | نکہت اسکی عقدہ بند قبا کو چہیڑ

مین فندقین جو او بہی ادا جانی لگا تو وہ | بولی کہ چل پرے ہو نہ بہری حنا کو چہیڑ

بلبل تو سے میرے بیچ جو بلبل تو بولا ہے | واہ اے ندری اشنا کو چہیڑ

اے ہمنشین یہ موسم ہولی ہے اندنون
منظور ہے جو سیر تو اس خوش ادا کو چھیڑ

لیکن تو اور سانگ نہ لا سر پہ اپنے ایک
نیلا قضا بہ باندھ کے اسکی دوا کو چھیڑ

شوریدگان عشق سے بات تو منت اولجہ
ای بے ادب یہ گردہ خدا کو چھیڑ

چمکا نہ میرے سامنی اے مہر آئینہ
کہتا ہون بات مان تو اہل صفا کو چھیڑ

اک بوالہوس نے انکے جو آنا سے کچھ کہا
رستے مین اپنے توسن حرص و ہوا کو چھیڑ

برقع اولٹ کی منہ سے وہ کہنے لگی کہ نیچے
بہنا کو اپنی چھیڑ اور اپنی بوا کو چھیڑ

دیکھے بھی ہے کسیکو دوانا تو کچھ نہین
بیٹا کسی جوان سے ساز و فا کو چھیڑ

لیجا کے چپکے چپکے دوشالے کے نیچے ہاتھ
ناخن گڑو کی چٹکی لے انگشت پا کو چھیڑ

انشا جو ہونی ہووے سو ہو حال کہہ ہے یون
تا چند ضبط آج تو اوس دلربا کو چھیڑ

غزل سودا

ہے دیکھ نخل وادی ایمن ہر ایک جھاڑ
روڑا ہے کونسا جو نہین طور کا پہاڑ

تیری نگہ نے تیری لون کو اولٹ دیا
مژگان تیری نے دی ہین صفونکی صفین پچھاڑ

کتنا شگفتہ رہی کہ مانند آرسی
چھاتی ہے جسکے سامنے کھلجاتی ہین کواڑ

منعم نہ مر بنائی عمارت کے فکر مین
یہ سب حویلیان تمہین جہانتک ہے اب اجاڑ

بدتر ہے می کے پینے سی رشوت کلالکی
کچھ محتسب سے دختر رز کے ملکہائی پہاڑ

تنہا نہ شمع رو ہے نہ سودا کی خاک پر
گل بہی تو لوٹتے ہین گریبانکو پہاڑ پہاڑ

غزل رنگین

کرون مین کہانتک مدارات روز
تمہین چاہی جی دہی بات روز

مرا تیرا چرچا ہے سب شہر مین
بہلا آون کیونکر مین ہر رات روز

کہانتک سنون کان تو اوڑ گئے
ترے سنتے سنتے حکایات روز

گئے ہین مرے گہر مین سب تجکو تاڑ
کیا کر نہ رنگین اشارات روز

مجھے گہر کے لوگونکا ڈر ہے کمال
کرون کسطرح مین ملاقات روز

ایضاً ولہ

ناس کر باجی نے جب میر بڑہائی لشواز
لیئے تب بیر سے وہ ٹکڑی اوڑائی لشواز

بڑھیا او جلے نی ای ان کے قصہ باندھا
اوس سے کنبدی نہ وہ وہانی جو دہلائی لشواز

کرنی چالاکی کی مجھے بیانی ہے بلکی پیلے
سیون کی مروا سطے باجی نے سلائی لشواز

تو دوا ایک ہے الدرہے اوحرفت باز
قادری مانگی تھی تو وہ لاکے لائی لشواز

بوجھ سے اوسکے کمر لچکی ہے چڑیں مرے
سیون کی ٹھیک ہے اتا پہنیا ہی لشواز

غزل رنگین

اشک سے منہ پر کبہی کی گئی پہول لبٹ
بن نے رنگین پہ لبٹی جو رنگائی لشواز

غزل مشفق

کچھ تنہائی مین ہے صحبت اغیار عزیز
جیسے بیمار کو پرہیز ہو ناچار عزیز

اپنے عریان کا اون دلکو خون یا خلعت
جسطرح شیخ کو ہو جبہ و دستار عزیز

ولسے تا حشر اُس کی نگہ کا نہ گیا | جان کو تھا تیر مژہ سوفار عزیز
اپنے عاشق سے تکلف نہیں اتنا لازم | تجھے تو جان ہی مجکو نہیں لے یار عزیز
عشق سے میں بخدا کہاؤں قسم اے مشفق | ترک الفت کو نہ سمجھے کوئی دشوار عزیز

غزل سودا

بال و پر نے نہ بنائی تھی نمود ا رہنوز | تب سے ہم کنج قفس میں ہیں گرفتار ہنوز
ہوگئے پامال نہ کر ہمکو رہا اے صیاد | عشق پرواز نہیں تا سر دیوار ہنوز
زخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام | یارو تم ڈھونڈتے ہو مرہم زنگار ہنوز
حق تعالے اسی جیتا رکھی اس دنیا مین | اس قیامت سے نہیں ہے تو خبردار ہنوز
قیس و فرہاد کے ماتم میں تو جگ میں ابتک | دشت میں خاک بسر روتے ہیں کہسار ہنوز
تیری دوری سے عجب حال ہے اس سودا کا | میں تو دیکھا نہیں ایسا کوئی بیمار ہنوز

غزل یقین

خوش نہیں آتا ہے بن مجنوں ہمیں صحرا ہنوز | ان غزالوں نے ہمارا جی نہیں لگتا ہنوز
ابتلک کرتا ہے تیشہ کام میں تھپر کے خلل | مانتا ہے کوہکن کے نقش کو خارا ہنوز
ہو نکالے پر بھی مستی حسن کی اُتری نہیں | بھر رہا ہے مے سے یہ معشوق کی مینا ہنوز
باوجود اسکے کہ ہے زخموں کی ماخو میں غرق | آب خنجر کو ترستا ہے جگر میرا ہنوز
ہے یقین کا عشق میں ہر مو زبان احتیاج | اس پہ کم ہوتی نہیں اُسکی یہ استغنا ہنوز

غزل اسد اللہ

نہ گل نغمہ ہوں نہ پردہ ساز | میں ہوں اپنی شکست کی آواز
تو اور آرایش خم کاکل | میں اور اندیشہائے دور و دراز
لاف تمکیں فریب سادہ دے | ہم ہیں اور راز ہائے سینہ گداز
ہوں گرفتار الفت صیاد | ورنہ باقی ہے طاقت پرواز
وہ بھی دن ہو کہ اُس ستمگر سے | ناز کھینچوں بجائے حسرت ناز
اے ترا غمزہ یک قلم انگیز | اے ترا ظلم سر بسر انداز

اسد اللہ خاں تمام ہوا
اے دریغا وہ رند شاہد باز

غزل انشا

اپنی آنکھوں کی جھڑی ہی کم نہیں برسات سے
فیض سے جنکے ہوئے ہیں سیکڑوں در نگ سبز
اشک کا قطرہ جو ٹپکا یزہ الماس ہوا
کیا عجب گر اڑ گئے ابکی ہو ابر الماس سبز

غزل مصحفی

عشق میں بالنے ہنوز نہیں پائے کسی عنوان سبز
ابھی ہے چھپ رہا وہ نشان سبز
خیبت و عار و دیا وشت میں مرو ہر ج
کیوں نہ ہو سبزہ زار شکل میں سبز
سبزہ لو خط ... سبز

غزل غالب

کب رہا ہے اب ہمیں حور و بشر کا امتیاز
دیکھ کر جاتا رہا ہمکو نظر کا امتیاز

اسکا کوچہ چھوڑ کرکے جاوے ہی گلشن کیطرف / ہو گیا معلوم بس باد سحر کا امتیاز
نازکی حسن نے رگ گل کی نہ دیکھی ہو کبھی / ہو سیاں کیونکر اوسے تیری کمر کا امتیاز
ہے یہ سودائے محبت کہ یہاں بس نا ںکو / کچھ نہیں رہتا میان نفع و ضرر کا امتیاز
جب نشست اغیار کی پہلو میں ٹھیری یار کے / تب ہمارا رہ گیا پھر واں کدھر کا امتیاز
اہل ہمت پوچھتے ہیں خاک جب اکسیر کو / انکو کب ہوتا ہے صرف سیم و زر کا امتیاز
آگے اپنے یار کی غالب ہمیں معیوب ہیں / ورنہ ہے کسکے رہی عیب و ہنر کا امتیاز

غزل میر

ہوتا نہیں ہے باب اجابت کا وا ہنوز / بسمل پڑی ہے چرخ پہ میری دعا ہنوز
دنرات کھینچتا ہے قیامت کا اور میں / پھرتا ہوں منہ پہ خاک ملے جابجا ہنوز
خط گاڑھا لاکے تمکو منڈا ابھی چلیے دلی / ہوتی نہیں تمھاری ہماری صفا ہنوز
غنچے چمن چمن کھلے اس باغ دہر میں / دل ہے مرا جو نہیں ہوتا ہے وا ہنوز
احوال نامہ بر سے مرا سنکے کہہ اوٹھا / جیتا ہے وہ ستمزدہ مہجور کیا ہنوز
غنچہ نپوچھ دل ہے کسی مجیب زار کا / کھلتا نہیں جو سعی سے تیری صبا ہنوز
تو مرا تھا کس کا شیشہ دل توتے سنگدل / ہے دل خراش کوچے میں تیری صدا ہنوز
چلو میں انکے میرا لہو تھا سو پی چکا / اوڑتا نہیں ہے طائر رنگ حنا ہنوز
بے بال و پر اسیر ہوں کنج قفس میں میر / جاتے نہیں ہے سر سے چمن کی ہوا ہنوز

غزل انشا

پھنس گئی عندلیب ہو بیکس / وائے تنہائی او در کنج قفس
قیس لیلے سے مل گیا شاید / نہیں آتی ہے آج بانگ جرس
شب جو میں اُن سے راہ میں لپٹا / خوف حاکم رہا نہ بیم عسس
ہاتھا پائی ہوئی کچھ ایسی بس / انکی اونگلی کی ٹڑہ گئی جھٹ نس
لگے کہنے کہ میرے دامن کو / نہیں اب تک کیا کسو نے مس
مفت جل جائیگا پرے بھی ہٹ کر / ارے میں آگ ہوں تو ہے خس
جب یہ سمجھے کہ چھوڑتا ہے نہیں / تب کہا ہنس کے خیر لیجئے بوسے دس
گن کے دس لیگیا یہ واں نہ سہی / ہم کو پیٹے کرے جو زیادہ ہوس
ایک دو تین چار پانچ چھ سات / آٹھ نو دس ہوئے بس انشا بس

غزل مشفق

اپنے پہنچا تھا خط جو اس اغیار کے پاس
وہ ہمیشہ رہتا ہے بالکل سر کے پاس
دور ہی سے دیکھ کے دربان خفا ہوتے رہے
ورنہ تو ورنہ بھی ہم جیسے تمھارے در کے پاس
کانوں میں بندے تمھارے دیکھ کر آتی ہے فلک
کیا ہی روشن دو ستارے ہیں مہ انور کے پاس
اور ہی مخمور چشم یار ہو جاتے ہیں مست
میکدے میں شیشہ جب آجاتا ہے ساغر کے پاس

عقدہ دل صاف کھل جائیگا ای مشفق میرے | حل مشکل کا ہے نسخہ خالق اکبر کے پاس

غزل بعدیل متخلص معروف

کیجیو مجکو اوس آئینہ رخسار کے پاس | خاک ہے زندگی جو یار نہیں یار کی پاس
نرگس مست کا ہے رکھنا دل بیمار خیال | یعنی بیمار کو رکھتے نہیں بیمار کے پاس
ذبح کرتا ہے تو کر پر ذرا اتنا کیجو | رکھیو قاتل تو مجھے اپنی ہی دیوار کے پاس
جی میں آتا ہے کہ اب بھی نہ ملا جو کی گا | دہونی دیکے بیٹھی اب زلف دہواندار کے پاس
اب خیال اوسکا سرفراز کری ہے معروف | شہ قدم رنجہ کرے جا کسی نادار کے پاس

غزل رضا

تمنے کچہ قدر مری آہ نجانی افسوس | قدردانی سے کوئی بات نمانی افسوس
داستان درد کی اپنی میں کہوں کس سے اجی | کوئی سنتا ہی نہیں ہے مری کہانی افسوس
دل اگر کینے میں ہوتا تو یہ دیکھ کیوں ہے تا | ہے بغل میں ہی مرا دشمن جانی افسوس
چشم تر ضعف بدن خشکی لب زرد ہے رنگ | یہ ملی درد محبت کی نشانی افسوس
رحم آتا ہے رضا دیکھ ترا حال مجھے | مفت برباد گئی تیری جوانی افسوس

غزل میر

اے ابر تر تو اور کسی سمت کو برس | اسملک میں ہمارے ہی چشم تر ہی بس
حرماں تو دیکھ پہول بکھیرے تھی کل صبا | یک برگ گل گرا نہ جہاں تھا مرا قفس
مژگاں بھی پھر گئیں مرے رونے سے چشم کی | سیلاب موج مارے تو ٹھہرے ہی کوئی خس
مجنوں دل ہوں محمل لیلی سے ہوں جدا | تنہا پھرے ہوں دشت میں جوں نالہ جرس
اے گریہ اسکی دلمیں اثر خوب ہے کیا | روتا ہوں جب میں سامنے اسکی تو دیکے ہنس
اسکی زباں کی عہد سے کیونکر نکل سکوں | کہتا ہوں ایک میں تو سناتا ہے مجکو دس
مبارک ہو تمہیں اے ہمصفیرو سیر گلشن کے | ہمارے راہ میں پھیلے ہوئے ہیں دام سو سو کوس
نکالا آسماں نے جسگھڑی کوچے سے جاناں کی | ہمیں تھا ناتواں غم کو ہر ہر گام سو سو کوس
مریض عشق کی اپنی خبر لے جلد اے ظالم | ہوئے ہیں دور اس سے طاقت و آرام سو سو کوس

نہ ایکدن خضر بھی ہی آکے میری رہنمائی کی | بھٹکتا ہی رہا میں صبح سے تا شام سو سو کوس
غضب ہے حالی ہے نہیں واقف ہے وہ تک بھی | شہید ہے جسکے خاطر سے ہوئے بدنام سو سو کوس

غزل حاجی

تم خفا ہو مجھسے تو میں بھی علی ہذا القیاس | آپکی خوبی وہی میرے علی ہذا القیاس

تضمینہ

تم جو کہتے ہو کہ کیسے ہیں غرض کچھ بھی نہیں | ہم بھی کہتے ہیں اب ہے علی ہذا القیاس
ہم جو کس سب ہیں رو دیا اب ہے | تم جو کہتے ہو ہم کہتے ہو
سوزن تو میرا من تیرا ہوں جو ہم | سب ہی ہے علی ہذا القیاس
کچھ تو دیکھ دل ہی ہے بسب لگا وا اسکے دل | کوئی میں دونا اس علی ہذا القیاس
ہو گئی اک بے نادانی علی ہذا القیاس | کہتے ہیں اسکے نزدیک تیری آنکھ
بیٹھے ہیں جسطرح نزدیک تیری آنکھ | ہوگا میرے پاس بھی کوئی علی ہذا القیاس

کیجیئے بدنام مجھکو خوب لیکن میرے سات
ہو گئے صاحب کی بہی سوا یے علی ہذا القیاس

پوچھیئے کیا ہو کہ اس حاجی نے دلکو جسطرح
کہو دیا تہا جان بہی کہوئی علی ہذا القیاس

حسود گر

غزل شاہ ظفر خلد اللہ ملکہ

جو کہ سینے میں ہے داغ دل سوزانکی طپش
وہ نہو حشر کے دن مہر درخشانکی طپش

خاک پر میرے خس و خار نہ کیونکر جلجائین
اب تلک دل مین ہے سوز غم پنہانکی طپش

بہنے گو آنکہونسے رو رو کے بہائے دریا
نہ بجھے پر بجھے ان غم جانانکی طپش

نبض پر رکہتی ہی انگشت تپہولا پڑجاے
اے طبیب وہ بلا ہے غم ہجرانکی طپش

نہین معلوم یہ کیا عشق نے بہڑکائی اگ
پہونکے دیتی ہے مجھے میرے دل ویرانکی طپش

لکھ یہ تبدیل ردیف اور غزل گرم ظفر
جسکو ہو سکے زیادہ دل یارانکی طپش

غزل میر

اسکا خیال آوے ہے عیار کی روش
کچھ اسکی ہمنے پائی نہ رفتار کی روش

کیا چال ہیگی زہر بھری روزگار کی
سب اس گزند کی ہے سیہ مار کی روش

وہ وقت خیز گرم تو مدت سے ہو چکی
رہتے ہین اب گری پڑی بیمار کی روش

جاتے ہین رنگ و بوے گل و آب جو چلے
ائی نہ خوش ہمین تو یہ گلزار کی روش

مائل ہوا ہے سرو گلستان پہ دلربا
کچھ آگئی ہے اسمین قد یار کی روش

زندان مین جیسا ہمکی بہت ہین خراب حال
کرتے ہین ہم معاش گنہگار کی روش

یون سر بکہیرے عشق مین پہرتے تہے ہین میر
اظہار بہی کرین تو ہین اظہار کی روش

غزل شاہ ظفر

ساقی نہ کہا بزم مین تو جام کی گردش
یاد آتی ہے چشم بت خود کام کی گردش

پہرتی ہے میری خاک بگولی مین ہمیشہ
اتبک بہی مرے ساتھ ہے ایام کی گردش

اک شب مرے پاس وہ آیا مہ تابان
گردون نے نہ کی ایک مرے کام کی گردش

آنکہونکی تصور مین میرے صاف ہے لکھا
خامہ نے نکی جب مرے ارقام کی گردش

مے پہر تہی ساقی کی ظفر ٹوٹ گیا جام
قسمت ہی مین تہی رند اشام کی گردش

غزل سودا

دین شیخ نے و برہمن نے کیا یار فراموش
یہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش

دیکھا جو حرم سر کو نہین وہ دیر کلیسا و
اس کلبہ نے فضا کو کیا معمار فراموش

[illegible]

بھولے نہ عجب دلسے مرغ گرفتار فراموش

غزل مصنف

دل سے نہ گئی آہ ہوس سیر چمن کی
اور ہمنے کیا رخنہ دیوار فراموش

یاں نالہ ہے کر مرغ تو یاد آ گریہ کو تابع
دو چیز نہ عاشق سے ہو یکبار فراموش

بہولا پہرون ہون آپکو اسدعم سے لیکن
تجکو نہ کیا دل سے مین زنہار فراموش

دل درد کے سطح مرا خالی ہو سودا
وہ ناشنوا حرف مین گفتار فراموش

غزل سوز

کسکی صحبت میں تو ہوا اوباش — آفریں میرے من چلے شاباش
میں اگر جانتا کہ بانکا ہے — دل نہ دیتا تجھے میں ہیلے کاش
کوئی منصف نہیں کہوں کس سے — کیونکہ گذریگی اس سے میری معاش
ناخن یا نظر پڑا تھا کہیں — ابتلک ہے میرے دل میں وہ خراش
جسکو دیکھا سو ہے وہ رشک پری — سوز تو دیکھ صنعت نقاش

غزل انشا

کیوں سا قیانہ لعل ہوا پنا یہ رنگ فرش — شیشے شراب سرخ کے ہیں جامی سنگ فرش
جوں آئینہ ہے اسکی جہاں چاندنی بچھے — واں عرشیونکی بالوں کا ہے سایہ لنگ فرش
تنے پلنگ دو بچھایا تو کیا ہوا — تم جانتے ہو مجکو کہ میں ہوں پلنگ فرش
شیخ دو رانقد نے جو مجلس میں ڈھنگ دہرے — پھبتی کہی سبہوں نے کہ ہیں مور کلنگ فرش
ٹک فربہی کو شیخ کے دیکھو کہ ہے زیاد — دریا کی بیچ نہنگ سے ہے یہ نہنگ فرش
جو مجھ میں اور اس میں ہوا چو کڑی بچھی — فراش بولے زور ہوئی یہ تو جنگ فرش
دہبا پڑا جو پاؤں سے مسند پہ بولے آپ — کیا سخت بے لحاظ ہے یہ پلنگ فرش

غزل یقین

رات دن خوبانکو ہے دو لہا معشوقوں کا تلاش — روز شب لیلا کو تھا در پیش مجنوں کا تلاش
اشک رنگیں سے گلے کو تو نے شہد کر دیا — مر گئے ہیں دیکھکر اس چشم پر خونکا تلاش
جسطرح سے ڈھونڈتی ہیں لوگ خاطر شادی — اسطرح ہوتا ہے افیونی کو افیونکا تلاش
جیسے میری لگ رہی ہے سا نوری تجھ — اسطرح رہتا ہے مجکو جان مخزونکا تلاش
شاعری ہے لفظ و معنی سے یقین — کون سمجھے یہاں تو ہے الہام مضمونکا تلاش

غزل ناسخ

کیا شراب محبت نے دو لکے خم میں جوش — عجب نہیں جو قیامت تلک رہوں مدہوش
صنم کے حسن کی خورشید کی خیانت سے — ہوا ہے چاند نقاب سحاب میں روپوش

نہیں علاج بجز مرہم نوازش و لطف
جفا کے زخم سے کرتا ہے دل فغان خروش
نہ ہو وے صور قیامت کے شور سے بیدار
جو کوئی خیال میں اس چشم کے ہوا مدہوش
تری جو ابرو کے ہمسر کو دیکھ حیران ہو
سنا نہیں ہوں کہیں وہ ہلال و دوش بدوش
فسردہ دل ہوں زمانے کی سرد مہری سے
عجب نہیں ہے اگر مثل شمع ہوں خاموش

غزل مصحفی

[illegible]

غزل ناسخ

[illegible]

مرغ خوشخوان چمن کا ہون کہ جسکے صحن مین — آسمان طاؤس ساکرتا ہے صبح و شام رقص
لگتی ہین مینا گردون کو ہزارون ٹھوکرین — کرتی ہین مستی ہین جب بزم اندران ایام رقص
مچگیا ہو نچال تیرے رقص سے محفل مین رات — سب لگے کرنے در و دیوار و سقف بام رقص
ہوگیا ہے یہ مین عشق اپنا جوانی سے دوچند — تا تہہ مین عشرے سحر کرتا ہے جومی کا جام رقص
ظالمین صوفی اگر ناچی ہے خامی کے دلیل — کرتے ہین گلخن پہ جیسے اپنا ہی خام رقص
دور دامن ہوگیا ہے مجکو مثل آسیا — پیستا ہی دلکو تیرا آب گلفام رقص
مگر عوض ناقوس کے جا کر مین اک نالہ کرون — بتکدہ مین ہر طرف کرتی ہین احتشام رقص
تو ہے وہ صیاد اور ظالم کہ تجکو دیکہکر — کرتے ہین بدلے تڑپنی کی اسیر دام رقص
جی موتھی مردے ہزارون سنکی گہنگرو کی صدا — واسطے زندونکی لا موت کا پیغام رقص
ناچنے گانی کا کیا رتبہ ہے اسکی سامنے — ہر سخن اسکا ہے ناسخ عناصر کام رقص

غزل سودا

آرام پہر کہان ہے جو ہو دلمین جا حرص — آسودہ زیر چرخ نہین آشنای حرص
ممکن نہین ہے یہ کہ پہرے کاسۂ طمع — دنین کرور رکہہ جو پہر آوے گدای حرص
انسان ہو ذلیل زمانی کی ہاتہ سے — ذلت کسیکو کوئی نہ دیوے سوای حرص
نادان تلاش طرہ زرسے تو باز آ — جون شمع یہ نہو کہ تیرا سر کٹای حرص
اپنے سوا کسیکو نہ پایا حریص مین — کے قطع روزگار نے مجہپر قبای حرص
سودا بسر ہو خوبی سے اوقات طرح — پہر درمیان ہو وے بشر طیکہ پای حرص

غزل میر تقی

شاعری شیوہ ہے شعار اخلاص — دین و مذہب مرا ہے پیار اخلاص
اب کہان وہ مودت قلبی — ہو وے ظاہر مین لون ہزار اخلاص
صورت اخلاص کے پڑہی برسون — میر رکہتا نہین ہے یار اخلاص

غزل رنگ

مرتبہ حق نے کیا خاص الخاص — تمسے رکہتا ہے دل مرا اخلاص

عیش کی بو ہوا سے دماغ نہین
الفت دل عجب ہے خاص الخاص
حال تقلیہ طالب و نیب
جنبش لطف ... ابنا فقط نہ بنا ہوا ازفاص
مصحف او ہے سورہ اخلاص
جو معنے مین عرف ہوگا ازبکہ
تا تہہ آیا سخن کا ہو عوام

غزل کنور

ہین ہین دلکے ہون تیرا مخلص
جذب باطن سے با صفا مخلص
دلکو فرقت مین کیا ہے بیتابی
عرض ہستی کرے وہ کیا مخلص
منتظر تیرے دید کے ہین سب
برقع منہ سے کہین اوٹھا مخلص

بے سبب رہتے ہو خفا ہمسے	آپ کا مین ہون بے ریا مخلص
شکر حق اب کنورہ بر آیا	جس دعا مین ہمیشہ تہا مخلص

غزل آتش

زہے نسائم فیضان مبدا فیاض	نمود جس سے ہوئی حسب جود ہر اعراض
مدام ناصیہ سا ہین حضور مین جسکی	سواد چشم شب و گردن سحر کی بیاض
بدیع فطرت و خیاط خلعۂ تنویر	ہو جسکے ہاتہہ گریبان صبحکی مقراض
حکیم حاکم و حکام و ہر جس سے ہین	ہمیشہ خلق جہانکو ہزار ہا اغراض
ریاضی اور طبعی سے ماحصل یہ ہے	الٰہیات سے نافہم کو ہوا اعراض
کہ تیری ذات کو مخلوق بے سواد کیا	سیاست بدنی سیکہہ جاوین تا مرتاض
شفا اب اسنی تصدق سے اپنی مجکو	ہزار شکر کہ سب دفع ہو گئی امراض
دگرنہ دیکہہ کے آتش کی نبض ہوتا تہا	غریق بحر تحیر مسیح سا نباض

غزل سودا

چشم بینا ہو تو لیکر گل سے ہی تا خار فیض	بخشے یاردنکو بہر صورت جہان یار فیض
فیض ہے وابستہ تار عقیدت ورنہ یار	نفع نے تسبیح مین ہے اور نہ کچہ زنار فیض
بخشتی ہے یون تقویت دلکو مرے دشنام یار	جون دوائے تلخ سے پاوے کوئی بیمار فیض
مہر سے جون مہ کو پہونچے ہے ضیا جو خوبرو	میرے سنمکہہ ہو تو پہونچاوے مکرر اخسار فیض
جی بچی دو دن ہمتو نسے تو غنیمت جانیو	اسکو گنج اپنے سی پہونچاوے ہے یار دبار فیض
کر کے صاف آئینہ دل اسمین تو دیکہہ آپکو	بخشے گا اے یار تیرا ہی تجہی دیدار فیض
تو نی وہ سودا زبان ریختہ ایجاد کی	بڑہ کی اک عالم اوٹہاتا ہی تری اشعار فیض

غزل سراج

مائل ہون گلبدن تجہے اس گل سے کیا غرض	کاکل مین اسکے بند ہون سنبل سے کیا غرض
خونی دلونکی قتل کو سیدہی نگاہ بس	اس تیغ کو فسان تغافل سے کیا غرض
رسوائے جہان ہے مجہے فکر کچہ نہین	دیوانہ جنو ہمکو تامل سے کیا غرض

بس ہے غبار راہ لباس شہنشہی
سلطان بیخودی کو تجمل سے کیا غرض
جام مے الست سے بیخود ہون اے سراج
دور شراب شیشہ و قلقل سے کیا غرض

غزل یقین

کب سنی زنجیر مجہہ مجروح دیوانے کی غرض
پہونچی تہی کان تک اس زلف کی شانے کی غرض

غزل تابان

گر ہے اہل بزم ہر اک مست اگر مین ہو تابان مجہے
شمع کی خدمتین ہے اپنی ہی پروانے کی غرض
شیشہ ہے مجہہ دل کا بنایا وہ اور تراہ بناہو سا جام
اے ساقی ہزاران سال میخانے کی غرض
فیض حاصل ہے یقین اور باغبان سے ایکبار
کوئی کرتا نہین ہے باغبان جانی کی غرض

غزل آبرو

کیا دخل تیرے غم میں رہے تن میں جان غلط | حاشا غلط غلط غلط اے مہربان غلط
دو چار دن جو مجھ سے ہوئی تو کیا ہوا | پر چاہیے ہمیشہ نہیں یہ گمان غلط
میں اور ترک عشق بھلا کچھ بھی ربط ہے | اے مہربان غلط غلط القدردان غلط
تصمیم عزم کعبہ تجھو تو ہے زاہدا | گو ہمنے کی ہے ہوویگا کوئی بتان غلط
اے میر حاج جب ہو خدا کا بھی نام لے | مجھ سے ہو ترک صحبت پیر مغان غلط
آوارہ دشت شوق میں مانند گردباد | بھٹکا پھرا ہوں کرکے رہ کاروان غلط
آشنا سے اب خیال یہ افشا راز کا | ہے وہ جو کچھ کہ آپکی خاطر نشان غلط

غزل میر تقی

جسکو ہوا ہے اس صنم بیوفا سے ربط | اسکو خدا ہی ہووے تو کچھ ہو خدا سے ربط
گل ہوکے برگ برگ ہوئے اور ہوا ہوئے | رکھتے ہیں اس چمن کی جو غنچے ہوا سے ربط
زنہار رشتہ پا سے نہیں اوٹھتی ہو سکی آنکھ | اس چشم شرمگیں کو بہت ہے حیا سے ربط
شاید اسی کے ہاتھ میں دامن ہو یار کا | ہو جس ستم رسیدہ کو دست دعا سے ربط
کرتی ہی آدمی کو دنے صحبت فقیر | اچھا نہیں ہے میر سے بے تہ گدا سے ربط

غزل سودا

تو جو ہو پاس تو ہے صبح طرب شام نشاط | دیکھنا تجکو ہے جان و دل آرام نشاط
فضل حق جسکی طرف ہو تو اسی بخشے ہے | دور ساغر کی طرح گردش ایام نشاط
دل جنہو نکا ہے اسیری کے غم سے آگاہ | ہے قفس بیچ او نہیں عیش و نہ دام نشاط
عکس تا او سکے نگہ کا نہ پڑی جام کے بیچ | ہو سکے نشۂ مے سے نہ سر انجام نشاط
دیکھ تجھے ہے تجھے قمری و بلبل شادان | تو ہی ان باغوں میں اے سرو گل اندام نشاط
شیشہ ہی زہر لعل آئینہ دل سودا | مے سے ہمکو نہیں ہے ساقی گلفام نشاط

غزل سوز

اب ضرر کرنے لگا دلکو بتا نکا اختلاط | سچ تو ہے ان بیوفا نوسی کہاں کا اختلاط
اب کوئی دم میں مچا دیگی خزاں آکے لوٹ | عندلیبو چھوڑ دو تم گلستاں کا اختلاط

ناکسوں کی دوستی و ... دین و ایمان کا ہو جاہ ... انکا اختلاط
پوچھیے لو جا کے گلستان سے ... حضرت ... کو
کار ... جنے بنا یا حضرت ... ان غنچوں کا اختلاط
فیض ... کا ہے ... انکا اختلاط
سوز ... ہے ... دل ... انکا اختلاط

غزل رضا

غزل نظیم

ہم پہ مجھے تنہا سے بیوفا شرط
مرے دیکھی تو کیا لایا بجا شرط
بھلا اب تجھ سے کیا بازی لگاؤں
دیا میں ہار پہلے دل لگا شرط
ملے ... نے سے کیا ہوتا ہے یارو
غرض ہے خوبرو کچھ بجا شرط
اگر باور نہیں جانانہ دل
تماشا یہ دکھاؤں ہی پہلا شرط

لگا کہنے یہہ باتین غیر سے کر / کرے ہے تجھسے جا بیرے بلا شرط

رضا اُسکے رضا پر رہ تو راضی / کہ راہ عاشقی مین ہے رضا شرط

غزل سودا

رہے وہ معنے قرآن کہے جو تو واعظ / پھٹے دہن کے تئین اپنے کر رفو واعظ

بتونکی حسن پرستی سے کیا خلل در دین / خدا نے دوست کہا ہے رخ نکو واعظ

ثبوت حق کی کریمی سبہو نہ ہے لیکن / تری تو نفی کرم پر ہے گفتگو واعظ

دڑون ہو نہین نکیرین مدد ار ہیکا / تبرکات مین داخل ہر ایک مو واعظ

سخن ہے وہ کہ موثر یہ لونکا ہو داتا / یہ لوچ گوئی ہے جس سے ہے تجکو خود واعظ

کہا تو مان لے سودا کا توبہ کر اس سے / لب و دہن کے تئین کرکے شست و شو واعظ

غزل میر تقی

لطف جوانی کے ساتھہ گئے پیری کے کیا ہے کیا محظوظ
کیونکہ جبین یا رب حیرت ہے بیمزہ ایسے نا محظوظ

رونے کڑھنے کو عیش کہو ہو ہم تو تمہارے دعا گو ہین
یونہین ہمیشہ عشق مین اسکی رکھیو ایسا خدا محفوظ

زردے منہ کے اشک کی سرخی دونون اب تو رنگ پہ ہین
شاید میر بہت رہتی ہو اس سے ہوکے جدا محفوظ

غزل انشا

کسکو سنا کر کہا آپنے او بے لحاظ / مجھسے نہ اتنے اجی ہو رہو بے لحاظ

گریہ کنان دیکھکر مجکو کہا شوخ نے / مارتی ہین لوگ سب چپ ہو رہو بی لحاظ

ہونٹھ سے ہے مل ڈالتی ہے یہ ٹھنی لین خبر / اسکو مجھے تم کہنے تو دو بے لحاظ

آج جو کچھ دلمین ہے یار سے کہہ بیٹھے / ایک گھڑی کے لئے ہو جیئے گو بی لحاظ

یاد ان لگا دانے مین وہ تو غصہ ہو رات / کہنے لگا چونک کر چھوڑ یہ خوبی لحاظ

سیکھہ نہ دب لا کہہ یار یہ ہمنے کہا بات مان / پھر وہی کرنے لگا کرتے ہین جو بی لحاظ

جو چھوڑے اب انشا کوئی اپنی وضع ہاے / اور نہ ہی دو لگا لیا اور کہو بے لحاظ

غزل سراج

عمل سے مئی پرستونکی تجھے کیا کام اے واعظ / فقر اب شوق کا تو نے پیا نے جام اے واعظ

لگے گا سنگ خجلت شیشۂ ناموس پر تیرے / عبث ہم بیگناہون کو نکر بدنام اے واعظ

[illegible]

نہین ہے [illegible] امتیاز نیک و بد [illegible] حقیقت مین / یکسان ہوئے ہے کفر اور اسلام اے واعظ

[illegible] بیخودی [illegible] خود نمائی سے / [illegible] خیال خام اے واعظ

[illegible] علم [illegible] معانی [illegible] / [illegible] اے واعظ

نہین ہے [illegible] بات [illegible] / [illegible] لذت [illegible] اے واعظ

سراج اس کعبۂ جانمین تصور کو کیا سمرن ‏| ‏یہی درد سحری اور دعا شام ہے اور اعظ

غزل حاجی

سرخ جوڑا سج کے نکلا سی دلبر الحفیظ ‏| ‏اگ رکہتا ہی کس کلی جگر پر الحفیظ
تیری یہ ٹیڑہی مژہ اور تیغ ابرو دیکہکر ‏| ‏اچہی اچہی بول اوٹہی ہین یہ اور الحفیظ
اوسکی کوچی کی لوکر ایدل سکونہ اختیار ‏| ‏ساکن کوئی صنم کہتے ہین اکثر الحفیظ
دیکہیے ہوتا ہی کیا رہتی ہے یا جاتی ہے جان ‏| ‏ان دنون بگڑی ہین ہمسے کینہ پرور الحفیظ
حاجی اس ناآشناسی دیکہیے کیسی بنے ‏| ‏آج کہتے ہین پکار یگے پہر الحفیظ

غزل کنور

جاتا ہے مرے بر سے دلبر کا خدا حافظ ‏| ‏دل بسکہ مشوش ہے مضطر کا خدا حافظ
کوچی مین ستمگر کی سرتک بہی تو ہم کہوئے ‏| ‏وادی طلب مین اب بے سر کا خدا حافظ
یک عمر قفس مین بیچ ہے بال و پر اے آئی ‏| ‏زندان مین عزیز و اب بے پر کا خدا حافظ
صحرا ہے آفت مین ہے عشق کے یہ جولان ‏| ‏کیا کیجیے اس دلکو بی ڈر کا خدا حافظ
ہے ڈر یہ کنور ہمکو فوراً نہ کہین ٹوٹی ‏| ‏ان تیز لگا ہو نکی خنجر کا خدا حافظ

غزل ناسخ

ایسا پروانہ زمانی مین کبہی دیکہا نہ شمع ‏| ‏طور کا شعلہ ہے پروانہ رخ جانانہ شمع
جل رہے ہین جوہر آئینہ پروانون کیطرح ‏| ‏آئینہ فانوس عکس عارض جانانہ شمع
مجہسے نفرت غیر سے اس شعلہ رو کو ہی تپاک ‏| ‏اس لگن سے آشنا پروانے سے بیگانہ شمع
بیٹہے دیکہا نہین اسکو کسی نے ایکدم ‏| ‏کہتی ہے اس بزم کو ہیا مسافر خانہ شمع
گر نقاب الٹی وہ روے آتشین سے باغمین ‏| ‏ہے یقین سمجہا وی بلبل شاخ گل پروانہ شمع
سر پہ سوزان داغ سودا پاؤن مین زنجیر اغلک ‏| ‏تیری محفلمین کہڑی ہے صورت پروانہ شمع
لنگ ہے اسکو بتاتی ہین کہ تجکو دیکہکر ‏| ‏پہر پابوسی دوڑی آئی بیتابانہ شمع
منہ دکہا دیتا ہی پروانونکو گردہ شعلہ رو ‏| ‏بہول جاتی ہے ابہی سب ناز معشوقانہ شمع
شاہ ملک عشق ہون لیتا ہون مین پر ہی باج ‏| ‏گل چڑہا جاتی ہے بلبل قبر پروانہ شمع

کہے بجا جو شمع جلتی ہین پروانونکی طرح
ہمین ہے ہر ایک رنگ عارض جانانہ شمع
کچھ فقط لو ہی نہین ناسخ دل دکہلاتے نثار
بزم مین پروانے ہین سب اور صاحب خانہ شمع

غزل سودا

پروانہ جو ہی [illegible] اپنے بال مین [illegible] شمع
دل [illegible] کی [illegible] جلی [illegible] شمع

غزل [illegible]

پروانہ کے پر نہین اثر عشق سے جل
کیون منفعل ہے تجھے نہین کرتی وفا شمع
آتا ہے جی مین یہ کہ قدم تری چہور کر
کرتا ہے [illegible] مین پتنگ ہم ہو کی پاس [illegible]
بیگانہ تری چشم سے مجمع تو [illegible]
جلنے سے اسکی آپکو [illegible] جلا شمع

غزل [illegible]

لئے داغ سر پر جو آئی تھی شمع
سحر تک سب اسنے کہائی تھی شمع

پتنگے کے حق مین تو بہتر ہوئی
اگر موم کی بہی بنائی تھی شمع

نہ ایسی سی روشن تہے شب بزم مین
نکالا تہا اسکو چہپاتی تھی شمع

وہ ہی ساتہ میری شب تیرہ مین
کہ تاب اسکی رخ کی نہ لائی تھی شمع

پتنگ اور وہ کیون نہ باہم جلین
کہین سے مگر ٹک لگ آئی تھی شمع

فروغ اسکے چہرے کا تہا پردہ در
ہوا کیا جو ہمنے بجہائی تھی شمع

تف دل سے میر اک کف خاک ہے
مری خاک پر کیون جلائی تھی شمع

غزل انشا

بلعجت صبح ہو یون نشۂ شراب طلوع
کہ جیسے شرق سے کرتا ہی افتاب طلوع

یکایک برسے شیشے کی ہو گیا ساقی
و فور نور سے خورشید ذرہ تاب طلوع

جو دیکھی اشعہ لمعات کی جہلک اسکی
شعاع شمس کے ٹک لا سکے نہ تاب طلوع

افق سے نیر طفلی کے ناگہان ان تو
بسان نیر اعظم ہوا شباب طلوع

شب فراق کی ظلمت سے ہی تنگ انشا
خدا کیواسطے اے مہر کر شتاب طلوع

غزل ناسخ

عریانی جنون مین ہے سر کام آئی داغ
طاوس کیطرح ہے تا بدن پر قبائی داغ

سوداگران مشک کا ملتا نہین دماغ
مرہم کی ہے تلاش جو ہمکو برآئے داغ

جلتا ہون سر سے پاؤن تلک مثل افتاب
حاصل ہو افلاک سے نہ مجکو سوائے داغ

ہوتا ہی کرم خوردہ گل لالہ جسطرح
ناسور یون ہین میرے جگر مین بجائے داغ

بی داغ آسمان نے دکہایا اک سیکو ہان
ہر ایک مہ جبین نے جہجک کے بائی داغ

شکوہ نہین ہے جوشش سودائے عشق کا
مانند شمع سر سے ہمارا برہے داغ

سودائی ہین ازل سے ہم ایسے کہ بعد سال الہ ساں
ہوگا ہمارے خاک سے نشو و نمائے داغ

جراح اپنے سینہ و مرہم کو دور رکہہ
بہڑکین گے اس سے اور بھی شعلہائے داغ

کیونکر گلو نکی خاطر نازک کو توڑ دون
گلشن مین عندلیب سے ہین فی چہپائے داغ

مرنے کا غم نہین ہے مگر داغ ہے مجہے
دامن سے اسکے میرے لہو کی چہوٹی نہ داغ
جنت کو جائینگے کہ دوزخ بغل مین ہم
ناسخ ہو نہین جو بعد فنا ہی بقائے داغ

غزل تقی

ہم اور تیری گلی سے سفر دروغ دروغ
کہان دماغ ہمین اسقدر دروغ دروغ

غزل ظفر

[illegible]

غزل انشا

اسی آتش فراق مرا دل بے سوز داغ
جھلکے ہی مجھ مین دو سے جون دیر کا چراغ

آنکھون نہیں ہوا کہ نشہ وحدت کا ہو طلوع
ساقی مئی مغانہ سے بھر دے مرا ایاغ

بیٹھا ہو آج مجلس رندانین شیخ یون
طوطی کے پاس جیسے کوئی ہم قفس ہو زاغ

پیدا لگاوٹ آہ کسی ساتھہ کیجیے
لیکن دل و دماغ کہان کسکو یہ فراغ

پوچھو نہین کسیکی کنہ حقیقت کو جبتک
انشا مجھے ملا نہین اپنا ہی کچھ سراغ

غزل سودا

سر مہر ہی ہے اتو نکی مٹ گیا ہے سوز داغ
گرد باد ان ظالمون نے ملک دی لکا دی چراغ

وا ہے اس شیشہ پر اے بلبل کہ جسکے ہو یہ قدر
خار ہین کو جہ بکو جہ تو ہی سو ایاغ باغ

مملکت سارے ہی باد سکر سلیمان کو تھا
گوشہ خاطر مین ہے اپنی مجھے جو کچھ فراغ

بلبل خوش نغمہ ہوں لیک اس گلستان جہان
نالہ مرغ چمن سے کم نہین فریاد زاغ

خوش کبھی اس بزم مین دو دل نہ دیکھی ایکجا
دم بدم مینا ہے روتا ہے تو ہنستا ہے ایاغ

حیف اس گلشن مین عاشق ہر طرف ہین ناقبول
گل سدا بلبل سے ناخوش مجھسے تو ہے بید داغ

دل اگر کھویا ہے سودا چھوڑ مت دنبال اشک
شاید اس لو ہو نیکا طفلان سے تو پاوے سراغ

غزل میر تقی

میلان دل ہے زلف سیہ فام کیطرف
جاتا ہی صید آپسے اس دام کیطرف

دل اپنا عدل داور محشر سے جمع ہے
کرتا ہے کون عاشق بدنام کیطرف

اس پہلوے فگار کو بستر سے کام کیا
مدت ہوئی کہ چھوٹی ہے آرام کیطرف

یک شب نظر اوٹھا کہین تو سوے بام آ
رہتی ہے کون چشم تری بام کیطرف

انکھین جنھو نکی زلف رخ یار سے لگین
وہ دیکھتے نہین سحر و شام کیطرف

جون چشم یار بزم مین اگلا سی بہرتا آج
ٹک دیکھہ شیخ می کے بھرے جام کیطرف

تھا اشگاف سینہ خراش ایک سی تہین
لیکن نظر نہین ہے تجھی کام کیطرف

دل ہک رہی ہین جنکے اونہین سے مجھی شوق
میلان طبع کب ہے کسو خام کیطرف

جا بجا ہے جی بھی نہین تنگ سے جب سے اون نے کا وش کی کلی
دلیکے سینہ .. ر تنگ اسلام ... کیطرف

غزل سوز

زندگی ... آخر ہوئی کیا ایا نہ وہ دلدار حیف
ہم ... ہوئے ... بلا یا پیچ و بیدار حیف
کیا ... ۱۲۱ قتل
... ہم ... ہو لے
... و ... ہیں ... حیف

غزل کلیم

کب بھلا وے دنیا سے گئے ہم ارمان جسکے وصل کا
گور مین نکلیگی یہ آواز سے یار حیف
حسن صورت کو جو لازم ہے بار سے حسن خلق
یہ تری صورت خلق اور یہ اطوار حیف
شعر ہر ... بتا ... کرتا سکر ... کہان
سوز کے منہ سے ہی سنتے ہین لاکھون بار حیف

غزل سودا

تب اوسنے عرض کی کہ سے آگے یہ بیت ہے
احوال قتیل پاس ہے زنجیر کا ورق
تم تحفہ نے کہیں مین تحفہ بلف ہو
دیکھتا ہے یہ غلام ہی شمشیر کا ورق
تو وہ ہی آج دیکھیے جو چاہیے یہ رخ تر
دھو ڈالے اب اشک سے تصویر کا ورق
خط پر نظر پڑے تو مرزا درج کرے
سو ٹکڑے اپنی ہاتھ سے تحریر کا ورق

مصحفی

لیلے نے جب مرقع عالم کی سیر کی
دیکھا ہے ایک عالم دلگیر کا ورق
پہچان کر لگا لیا چھاتی سے یار آج پیہ
مجنون پاس ہے بستہ زنجیر کا ورق
سودا نے دیکھ کر اسے دیوان نظم
پہاڑا اپنا بیاض منتخب میر کا ورق

غزل حافظ

دیکھون ہوں تو نہیں اس ستم ایجاد کیطرف — جون صید وقت ذبح کے صیاد کیطرف
بے مشورت نگہ کے تری طبع روزگار — آدمی نہ تارہ جور کی ایجاد کیطرف
نے دانہ ہم قیاس کیا نہ لحاظ دام — پھنس گئے قفس مین دیکھ کے صیاد کیطرف
غیر و ملکی بات پہ مکھون مت کہو خیال — لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کیطرف
طریکی تیرے واسطے صد چو شانہ وار — قمری گئی ہے کاٹنے شمشاد کیطرف
جور و ستم تعدی و اندوہ و درد و غم — مائل ہوئے ہین اس دل ناشاد کیطرف
ساماں نالہ سب ہین مہیا برائے اثر — مین دیکھتا ہوں تیرے ہی امداد کیطرف
شاید نہووے خون ملا روز باز پرس — بولین گے اہل حشر بھی جلاد کیطرف
خون کر رہا ہے جوش رگ جان مین تیرے — سودا نہ دیکھ نشتر فصاد کیطرف

غزل انشا

لکھے ہے قتل کے محضر پہ وہ شخرف کی حرف — تا وہ سب یاد رہین لو ہو ہر حرف کے حرف
یا علی سوزن مژگان مین پڑا دلبر تو — بن گئے رشتہ تار نگہ ژرف کی حرف
نوش جان ہے جو تیرے جام بلورین کہدا — اسکے گویا کہ تراشیدہ ہین سب برف کی حرف
پنجتن پاک کے جو نام ہین سب گرداگرد — زیب دہ تیری گلی کے ہین ہر اک طرف کے حرف
قتل بتقبل قتلا ہے پڑھے ہے قاتل — کبھی دو چار وہ سنتا ہے جو نظم ظرف کے حرف
تیس حرفوں مین سبھی کچھ ہی انشا سچ ہے — بس یہی ہے جو نکلی ہین حرف بھی حرف کے حرف

غزل نصیر

دیکھا جو سیمتن ترے تصویر کا ورق — سمجھا دل اسکو نسخہ اکسیر کا ورق
مضمون سرد مہری جانان رقم کرون — گر ہاتھ آئے کاغذ کشمیر کا ورق
کیون سطر کہکشان سے مزین نہو فلک — ہے یہ کتاب کاتب تقدیر کا ورق
دیکھے وہ لب کو جسنے مد کہا ہو کہ صبا — برگ گل رخ بت بی پیر کا ورق
تعریف تیرے روی مخطط کی کس سے ہو — ہے مصحف مجید کی تفسیر کا ورق
لیلے نے خط کو کہو لکھا قاصد سے یون کہا — ہے یہ کسی کے عاشق دلگیر کا ورق

نکوئی ہو جیو یاں جھسا مبتلائے فراق
گذر گئی ہے مرے عمر در بلائے فراق

غریب و عاشق و بیدل فقیر و سرگردان
اوٹھا چکے ہیں سبھی رنج و ابتلائے فراق

ملے فراق مجھے گر تو جان سے ماروں
سر شک دیدہ سے بہر دو نین خونبہای فراق

فراق تیرے کو فرصت کا مبتلا نہ کروں
کہ صرف خون جگر رویئں دیدہ ہای فراق

کدہر فراق کہاں ہیں کدہر کہے رنج و تعب
فلک کے ہاتھ سے اب ٹوٹ جائیو پای فراق

میں داد پاؤں کہاں کیا کروں کہوں کس سے
فراق کو کوئی ہیگا جو دے سزائے فراق

یہ بیدلی ہے کہ حافظ کی اور مر منہ سے
بہ رنگ مرغ سحری نکلے ہی صدائے فراق

غزل سودا

رنگ سے چہرے کے رسوا ہو وے ہے بیمار عشق
عشق کو یارو چھپا سکتا نہیں اظہار عشق

گاہ اشک تر گہے خوں گاہ ہے لخت جگر
اس طرح جاری ہیں آنکھوں سے کاروبار عشق

کیا کروں اس نے مجھے ہی کردیا بے خانماں
سر پہ کافر کی نہ پڑیو سایہ دیوار عشق

تھا سکندر طالع اسدم تک کہ دل تھا میرے پاس
کہاں گیا افسوس اس آئینہ کو زنگار عشق

اس چمن میں طرح بلبل کے وہ نالاں کون تھا
روز و شب کھٹکا کرے سینہ میں جیسے خار عشق

غزل میر تقی

گر بادیہ میں مجھکو صبا لیکے جای شوق
مجنوں کو مری اور سے کہیو دعائے شوق

وصل و جدائی سے ہی بہتر وہ کام جان
معلوم کچھ ہوا نہ ہمیں یاں سوائے شوق

ہر چار اور اوڑتی پہرے ہے جلدی خاک
سر سے گئی نہ جی سے گئی پر ہوائے شوق

دیر و حرم میں ہمکو پھراتا ہے دیر تک
پھر بھی ہمارے ساتھ ہی وہ ہی ادائے شوق

افسوس ایسے کوچے سے تم آشنا نہیں
کیا دردناک میں ہی کوئی ہی نوای شوق

درد اور آہ بھی جو کرے ہے دم سحر
اک مشت پر ہی مرغ گلستاں ہائے شوق

کیا پوچھتے ہو شوق کہاں تک ہی ہمکو میر
مرنا ہی اہل درد کا ہے انتہائے شوق

غزل انشا

معشوق سچ ہو تو نہ معشوق ہو کیونکر عاشق
جسپہ غش ہم ہیں جی وہ بھی ہی ہمپر عاشق

مجھے رولا جو کرتی تو وہ لایا اے واہ
ایک سپاہی ہے وہ لاکھوں کے برابر عاشق
تیری تصویر لیے بیٹھے ہے دنیا سے تمام
شیخ سعدی سی گلستان تصور عاشق
[illegible]
حیف در دوازے سے [illegible] سر عاشق
[illegible] وصل میں آہ
[illegible] عاشق

مخزن نیکو

[illegible]
دیکھا [illegible]
خوبی قسمت کی ہوا مجھسے مجنوں عاشق
[illegible] معشوق حقیقی کے سوا
[illegible] عاشق
ہو دوسے معشوق کے دروازے پہ نوکر عاشق

ادب آموز ہو مانند ارسطاطالیس
کاجبلت پہ ترے ہووے سکندر عاشق

سیکھہ تقریر تو وہ شستہ و رفتہ جس سے
تلازم علم کے ہوں بختہ شاد عاشق

فارسی پر تری اوسکے اگر ایران کو غش
عربی بولے تو ہو روم مین قیصر عاشق

نہ کہ صحبت ہو رذالونکی جو یون تجکو کہین
دہونکی خیر ہے دولہ بہادر عاشق

دیکہتا تجہکو جو مین ہان تو کن انکہونسے
تک رہے تہے طرف غرفہ منظر عاشق

شرط تہا عشق کو گر حسن تو پہر کیون ہو
چہوڑ کر گل کو بہلا ورنہ صنوبر عاشق

کہہ یہ تبدیل قوافی غزل ایسی ذرکرم
جسکے مطلع پہ ہوا نشاشہ خاور عاشق

غزل ناسخ

برنگ گل مجہے کیا چاہیے گریبان چاک
کہ مثل غنچہ ہزارون ہین دلین پنہان چاک

تصور اوس دل صد چاک مین ہے ماوس کا
ہوا ہے جسکے اشارے سے ماہ تابان چاک

ہر ایک لالہ صحرا ہے تیرا داغ بدل
ہر ایک گل ہے چمن مین ترا گریبان چاک

تو ایسا ماہ لقا ہے کہ تیری سامنے ہو
کتان کی طرح گریبان ماہ کنعان چاک

یہی دعا ہے خدا سے رہون بیابان مین
نہ میری غم سی ہو پیراہن عزیزان چاک

جو زیست چاہے کری حال سے تہی پہلو
عدو نے سینے کو کرتے ہین دیکہہ یاران چاک

نہین ہے جادہ مین وحشی پہنسا جو ندانین
مری فراق مین ہے سینہ بیابان چاک

کیا کلال قضا نے خمیر خاک بتان
یہ مہر و ماہ پیالی ہین چرخ گردان چاک

غزل تقی

عزت اپنی اب نہین ہے یار کو منظور ٹک
پاس جاتا ہون تو کہتا ہے کہ بیٹہو دور ٹک

حال میرا شہر مین کہتے رہینگے لوگ دیر
اس فسانے کی تئین ہونے تو دو مشہور ٹک

پشت پا مارے ہین شاہی پر گدا ہے کوی عشق
دیکہو تو یان کا خدا کیواسطے دستور ٹک

چاہیے گا مجہسے بے قدرت کا کیا ہے اعتبار
عشق کر نیکو کسیکے چاہیے مقدور ٹک

حق تو سب کچہ تہا ہی ناحق جان دی کسواسطے
حوصلہ ہے بات کرتا کاشکے منصور ٹک

منکر حسن بتان کیونکر نہووے شیخ شہر
حق ہی سکی اور وہ انکہونسے ہے معذور ٹک

پہر کہین کیا دل لگا یا میر جو ہے آرزو
منہ پہ آتا تہا ترے دو چار ونسے نور ٹک

غزل اث

گر یہون افلاک و عقول اور نظیر یہون ایک
مدرکات اور معقولات عشر یہون ایک
رعد و برق و شفق دژالہ اور اوسکی بل تر
چار سمت اور قلق شام و سحر یہون ایک

قصیدہ

اسطقسات و موالید و جواہر جسم
ہفت اقلیم جہان معدن ہیں یہون ایک
سبعہ سیارہ ارکین جہات والعباد
ہووین گو ملک کے یہ جون شہر و بنکر یہون ایک
چودہ علم اور سب اجلال و ذکا و دانش
نے امثل ہووین ہمہ یہ جو انکا یہون ایک
جسکے ہین ذات بیلو امر جد و پنج حواس
سب ہون پایستہ دوم نہ شعر یہون ایک

حامل وحی خضر چاک سب یار ہون راس | نرج مین انکی ہین با شمس و قمر بستون ایک
والشفیع آب ہوا ور گیارہ تمام اٹھہ بہشت | جسلیہ اشفاق کرین منہ یا دہر بیسون ایک
سات دن اور شب جمعہ مہینے بارہ | کہتے ہین اسکی طاعت کا ہنر بیسون ایک
پنجتن چودہ ہون معصوم حق انشاء اللہ | کہین الطاف کی سب تجہہ پر نظر بیسون ایک

غزل سودا

شمع اور علی روض کے سب کہتے ہین پہونچی نور تک | ہمسے جو پوچھی کوئی ہم حرف شمع طور تک
بس چلے تو دیکھنے ہرگز تجھے تجہکو نہ دون | آئینہ گہر مین تیرے رہنے نہ دون مقدور تک
آنکہ اس مسلکیدی کی ہیچ جز چشم پر آب | قسمت اپنی ہم نہ پائی ساغر معمور تک
رہیو مت غافل نگاہ حسرت اکرا وسکی سے | پہونچی وقت جان کنی گر اپنی تو رنجور تک
کونسے عارف کو یان دعوی انا الحق کا نہین | یہ تراز ختم لیکن ہو چکا منصور تک
ہجوم ہے اوس لعف کی تشبیہ دینا مشک سے | شاعرو یہ بات پہونچی گی دراز و دور تک
یہ غزل سودا کہی ہے تو نی اس انداز سے | ہندسے پہونچی گی ہاتہون ہاتہہ نیشاپور تک

غزل سوز

مجکو تہمت مت لگا پہر خدا تو اے فلک | ہاتہہ بہی پہونچا نہین ابتک مرا دامن ملک
ہان مگر تقصیر کیجے ہی کہ ایک شب باغ مین | رخنۂ دیوار سے دیکھی تہی قاتل کی جھلک
اس گنہ پر جو ترے دلمین ہو سو تو کر سلوک | لیگیا تہا اس شرابی کے لئی مین دل اگر ک
اور بہی اک یاد آئی ہے کہ مین جہوٹا نہین | جون گیا مین پاس وسکے اوٹھہ گیا دامن جہٹک
دیکہکر مجہکو نہایت طیش سے بولا کہ وہ | اپنے رتبہ سے نہ رکہہ تو پاؤن اکے چل سرک
رہگیا اپنا سا مونہہ لیکر قدم پیچھے پہرا | ہر قدم پر مار خجلت کی مین ہٹتا تہا ہجک
اس گنہ پر جو ترے دلمین ہوے اے چرخ کہن | اب سوز کو تو ہاتہہ مین لیکہہ یاتب

غزل سلیمی

ایک تو وقت نہ تہی وہ مش کا لگی پہ بجلی چہونک
قیامت اور یہ بولی بہر کی دنیا لیجیے چہونک
سوزش غم وقت مین ان نالوان الگ دین
لب اوٹہا سکتی ہے داغ و لکی جہولی پہ بجلی چہونک
شوق مین [illegible] خانمان اللہ دون
پہونکیے والے اپنی [illegible] نالیجے چہونک
مت لگا جامے مین [illegible] نکہت مر سنجاف زر
بنقیامت ہی تری دامن کے سے نالیجے چہونک

غزل مومن

الجہے ہین ساز محبت بزم مین نادان تو کلی
اگیا ہے شک مین عالم انکے جو تالی کی چہونک
پر گیا ماسو رسا نا پدر کو دلمین عشق کا
روز و شب جا کے چہونک خونکی پہ بجلی چہونک

آہیں بھر بھر سوز غم سے آہ کلیجہ جل گیا
پر نہ سمجھا میں کہ کیا ہے دلکی تنہائیکے جھونک

مر ہی جاتا ہوں جو یاد آتی ہے روزِ ہجر میں
وصل کی شب کیجے جو اپنی مست متوالیکی تک

نازکی اتنی کہ جھک جاتی ہے گردن ناز سے
جس گھڑی پڑتی ہے اسکی کانٹی بالیکی جھوک

ہار ہو انکی سلیمی جسکو لاتی ہے صبا
وہ اوٹھا سکتے نہیں یک غنچہ لالیکی جھوک

غزل ناسخ

ایسے تپ غم سے دل نالاں میں لگے آگ
جب نالہ کیا عالم امکان میں لگے آگ

یہ سوزش غم ہے پس مردن بھی کہ میں نے
جب سانس بھری روضۂ رضوان میں لگے آگ

ساتھ اشک کی آنے لگی لخت دل سوزان
دیکھو گے کہ خمخانۂ مژگان میں لگے آگ

ہے صبح شب وصل ہوئے گرم فغاں ہم
سمجھو نہ شفق گنبد گردان میں لگے آگ

یہ آتش رنگ لب جاناں نے جلایا
انگر ہوئی یاقوت بدخشاں میں لگی آگ

تیرے لب جان بخش ہوی [illegible] نسبت سرخ
عالم نے کہا چشمۂ حیواں میں لگے آگ

آیا ہے نظر ہجر میں جب رنگ گلوں کا
سمجھا ہوں یہی صحن گلستاں میں لگی آگ

دریا میں لگا دھونے جو تو دست حنائی
مشعل کی طرح پنجۂ مرجان میں لگی آگ

بدنام ہوئی آہ شرربار ہماری
ناسخ جو کبھی کوچۂ جاناں میں لگی آگ

غزل میر تقی

غافل ہیں ایسے سوتے ہیں ساری یہاں کے لوگ
حالانکہ رفتنی ہیں سب اس کارواں کے لوگ

مجنوں و کوہکن نہ تلف عشق میں ہوے
مرنے پہ جی ہی دیتے ہیں اس خانداں کے لوگ

کیونکر کہیں کہ شہر وفا میں جنوں نہیں
اس خصم جانکی ساتھ روانے ہیں یاں کے لوگ

رونق تھی دل میں جب نہیں بستی تھی پر بہار
اب کیا رہا ہے اوٹھ گئی سب اس جہاں کے لوگ

تو ہم میں اور آپ میں مت دے کسیکو دخل
ہوتے ہیں فتنہ ساز ہی درمیاں کے لوگ

مرتے ہیں اسکی واسطے یوں تو بہت ولے
کم آشنا ہیں طور سے اس کام جان کی لوگ

بتی کو اس چمن کے نہیں دیکھتے ہیں گرم
جو محرم روش میں کچھ اس بدگمان کی لوگ

بت چیز کیا ہے کہ جسکو خدا مانتے ہیں لوگ
خوش اعتقاد کتنے ہیں ہندوستاں کے لوگ

فردوس کو بھی آنکھ سے پھر دیکھتے نہیں
کس درجہ سیر چشم ہیں کوئی بتائے لوگ

کیا بسمل جی سے ہاتھ اوٹھا بیٹھتے ہیں ہائی
یہ عشق جیتگان میں آئی کہاں کے لوگ

منہ تکتے ہی ہی ہیں سدا جلوۂ نگار کے
گویا کہ محو ہیں مرے رنگ نگار کے لوگ

غزل آتش

غزل جرأت

ایک سے ایک ہے تماشہ رنگ
دیدنی ہے جہاں رنگا رنگ

سامنے تیری روئے رنگیں کے
لالہ و گل نے بھی نہ پکڑا رنگ

بیچ میں اور زلف یار کا دھیان
سینہ کیوں لاوے گا یہ سودا رنگ

شمع جو بزم عاشقانہ میں نہیں ہے اے
وہ ہاتھ لگا ہے پیلا رنگ

زلف و رخ سے تیرے کھلا کہ نہیں
ایسا کالا نہ ایسا گورا رنگ

جس نے گیسوؤں کو تیرے دیا
مشک کی بو کے ساتھ کالا رنگ

فکر رنگیں نے تیرے اے آتش
کیسے کیسے کئے ہیں پیدا رنگ

غزل انشاء اللہ خان

جھونکدی عشق نے جب سے دل بیتاب میں آگ
غل مچایا کہ پڑی معدن سیماب میں آگ

جیسے وہ شعلہ برق آنکھوں میں پھرتا ہے مرے
چونک چونک اٹھوں میں دیکھا جی خواب میں آگ

جی یہ چاہے ہے ساہی شیشہ صہبا کو اڑیل
شمع سے دیجئے بس جا و مہتاب میں آگ

تجھ بن اے ماہ شب چار دہم ہر لب جو
پڑ رہی ہے مرے اس دیدہ پر آب میں آگ

یاد مسجد میں جو آیا خم ابرو تیرا
لگے انشا کی دم گرم سے محراب میں آگ

غزل سودا

دل مسخر کر نہیں سکتی یہ تیغ و تیر و جنگ
ناک تو کچھ یہ نہیں جسکو کرے تسخیر جنگ

یہ مگر مہر و محبت سے جو ہاتھ آوے تو آئے
اسکی ہاتھ آنیکی اے پیارے نہیں تدبیر جنگ

جنبش ابرو نے مارا لشکر صبر و قرار
ہووے ہے فیصل کہ جب پہونچی ہے تا شمشیر جنگ

سامنے چہرے کے تیرے مہر و مہ کا ہے یہ حال
رنگ رو نامرد کا کرتی ہے جون تغیر جنگ

کب سپاہی کام میں آتا کے دیے ہے اپنا جی
بہو کہے سے کرتا ہے ہو کر زندگی سے سیر جنگ

یہ نہیں ممکن کہ وہ وحشی کسیکا ہووے رام
کرتے ہیں اسپر عبث باہم جوان و پیر جنگ

روبرو آیا تھا جو سودا کی قسمت کا لکھا
کر چکی اسکی قلم باخامہ تقدیر جنگ

غزل شیدا

جی نکل جاوے گا سن او گلبدن
جو ہوا ہے سے تو یک آن الگ

عاشق زار کا طور
اندنوں ہے کچھ اور

مثل گل غم سے ترے غنچہ دہن
چاک دامن ہے گریبان الگ

می کشی کا جو مزا
ہے یہی نام خدا

یار ہو ساقی ہو اور سیر چمن
بیٹھیں خلوت میں مری جان الگ

خوب رو بو بکس والا * جیتی باتوں پہنچا
دل کو لے لیتے ہیں اپنا سنگ دل فن
ان سے رہنا تو کہا مان الگ
ہست عاشق کی ثنا * ہو کے کس طرح بھلا
ماری ہے وہ اولے ہے مستی کاں ہیں
خون کرتا ہے اور بہ جان الگ
دیکھ کر کیو دل * ناجا ہے شکل
شیدا ہا کے ترے بانکپن بھی
کبھی اے زلف پریشان الگ

غزل ذوق

ازل سے یوں دل عاشق ہے نور کی قندیل
کہ جیسے عرش خدا کے غفور کی قندیل
سمجھ وہ ذرہ تاکو نش نور کی قندیل
تجلی ہے اختر صبح نشور کی قندیل

ہمارے کعبۂ دل مین ہمیشہ روشن ہے | اسیکے تاب کمال ظہور کی قندیل
جہان ہو خانۂ عشرت جسے ہو اسکا فروغ | کہ لٹکے اوسپہ سر پر غرور کی قندیل
ہے ہو جون قمر منخسف سدا بے نور | سیاہ بخت ہو ملکی بالین گور کی قندیل
پڑی جو عکس ترا جام مین تو ہو روشن | حباب بادہ تجلی ہے طور کے قندیل
عیان ہے داغ مرا روز سیہ مین اختر دل | کہ جیسے شب کو نظر آوے دور کی قندیل
سواے دل کی ہو تاریخ داغ خلد سی بہی | کبھی پسند نہ اوس شکل حور کی قندیل
اوڑے جو آہ کی ہمراہ نکل کے پارہ دل | ہوئی ہوا مین بصورت طیور کے قندیل
وہ تیز ہین یہ تیرے نالہ قیامت زا | کہ انکی رکہنے کو لازم ہے صور کی قندیل
نسیم کرتی ہے روضہ مین نغمہ جانو نکو | نہ گل ہو باد سے آواز صور کی قندیل
سمجہتا قدر ہی ناقص کب اس غزل کی فوق | یہ روشن آپ نے کیون پیش کور کی قندیل

غزل عارف

فلک جو دیکھے میرے رشک حور کی قندیل | نہ آفتاب کو پھر سمجھے نور کی قندیل
حباب بحر مین گر عکس رخ پڑی تیرا | اثر سے اوسکی وہ ہو جاے نور کی قندیل
سوا نہ حد سے کہین شعلہ زن ہو آتش غم | بہڑک اوٹھینگے دل ناصبور کی قندیل
وہی تو ہے در دار العدالت یزدان | جہان کہ لٹکی سر پر غرور کی قندیل
تمہارے تیر رہا کرتے تہی مرے دلمین | پہر اوسکو توڑ کی کسون چور چور کے قندیل
فروغ حسن سے روشن ہو اسکی لٹکا دے | وہ بی چراغ جو گہر مین بلور کی قندیل
ہوا کو دخل کہان از دحام رحمت مین | بجہینگے کب مرے بالین گور کی قندیل
یہ شیخ جی کا عمامہ تو دیکھیے گویا | سنڈہی ہوئی ہے کسی بے شعور کے قندیل
جہان عیش کا اک آسمان مجہے کیسے | کہے ہے یہ تیری بزم سرور کی قندیل
ہمارا گہر ہے بہت تنگ بہر آسائش | ہمین جو بہیجی تو بے غم مور کی قندیل
ستارا ساجو چمکتا ہے اونکی کو ٹھی پر | او نہین نے رکہی روشن ضرور کی قندیل
ہزار تیر نگہ چلتے ہین جو اک پل مین | نہان ہے چشم مین کیا رشک حور کی قندیل

ہمارے آئینہ دلکو پاس سے دیکھو
دکھائی دیوے ہے چھوٹے سے دور کی قندیل
بجاو کچھ تو ہے پروانے کا لگا لے ہوے
قدیم سے ہے کسی یا شعور کی قندیل
سبوی می نظر آتی جو بزم مین عارف
تو بس سمجھے ہم کو ہے بزم سرور کی قندیل

غزل آتش

[illegible] ہوں
کا نو نہین ترے دیکھے [illegible] ہوں
ہے سرو روان بیچل عشق [illegible] چمن ہوں
پیدا کرے سو رنگ گل خاک چمن ہوں
لیکن نہین [illegible] ہوں
ساقی یہ بہار چمنستان ہے دو ہفتہ
[illegible] ہوں
وہ ساوگی یار [illegible] نکلتا
چمکتا ہے نہ نظر اپنا [illegible] ہوں

زلفونکی ٹنک لپکے سودائے ہو سنبل ۔ نازک بدنی پر تری کہائی نہ سمن پہول
سنتے ہین جو شہرت تری نازک بدنی کے ۔ ہوتے ہے خوشی ایسی کہ جاتے ہین بن پہول
دکہلائیگی کیا شام غریبانکی شگوفی ۔ ہر چند کہ غنچونکو کرے صبح وطن پہول
عشرت کدہ عاشق و معشوق نہین باغ ۔ دولہ ہے بلبل نہ تو یک شب دولہن پہول
تلوونکی ملے رکہکے ملی یار نے سمجہا ۔ سونگہی ہے ہو بلبل کے جو وہ غنچہ دہن پہول
بفایدہ قمری کا ہی یہ درد سر عشق ۔ پہل ہی نہین رکہتا ہے ملکچہ چمن پہول
قرآنکی عوض جلکی پڑہو مطلع رنگین ۔ آتش سے سخنگو کہ مین یہ اہل سخن پہول

غزل کنز شاہ

لیگیا وہ دلربا دل آہ دل افسوس دل ۔ یہ گیا دل وہ گیا دل آہ دل افسوس دل
مین نکہتا تہا پریشان ہوگا در سودائے زلف ۔ ای گرفتار بلا دل آہ دل افسوس دل
نقد کو دلکی سمجہکر قلب اس دلبر نی آج ۔ بے درم سستا لیا دل آہ دل افسوس دل
لگ گئی کسکی نظر جو ہوگیا یون مضمحل ۔ تہا بہلا چنگا مرا دل آہ دل افسوس دل
مین نکہتا تہا تو نسے اے دل کمتر نہ مل ۔ پہر خدا کی جو رضا دل آہ دل افسوس دل

غزل شہید

ایگل اندام چمن مین تو نہ مل بر سر گل ۔ ڈہیر ہوتی ہین ابہی لوٹ کی گل بر سر گل
کان تو پہوٹ گئی شور فغانسے بلبل ۔ ایسا بیہودہ تو کیون کرتی ہے غل بر سر گل
گچہ تو شبنم کو محبت ہے کہ ہر رات نثار ۔ ایدہر ادہر سے یہ آرہتی ہے ڈہل بر سر گل
عرق اس چہرہ گلرنگ پر یون لہرایا ۔ جیسے شبنم رہے بیتابی سے ڈہل بر سر گل
ہو رہے آمد گلشن کی جو آمین شہید ۔ عندلیبونکو پڑا چاہئے قل بر سر گل

غزل سودا

اس چمن کے سیر مین آیا پریون ملکی مل ۔ کیا بنا ہے صانع قدرت نی رنگین گلکی گل
یہ نہ وہ دریا کہ جسمین گذری پل باندہکر ۔ موج چشم عاشقان دے توڑ پل مین پل کے پل
قتل کا کسکے کیا ہے آج ان آنکہون نے عزم ۔ کہینچکر تیغہ رہے ہین ابرو اوس قتل کے حل

عید ہین تجہ بن حسن کسکو ہوا شغل عشق
ہے رہے ہین ترقی سے غریب بتان عل غل
نہ نکل کسطرح ہو سودائی قمری ان پابل
حل مشکل کس عقدی مری انشا کج بل

غزل علیم الله

پہنچ ہے وہ دیکہنے کے تماشا کو جائین چل
اپنے پیاری عشق سے آپ ہی رضائین چل

دونون جہان مین جسکے تجلی سے تابدار
وہ آفتاب حسن نظر مین بجہائین چل
جا لیکے ہمکو یار نے محفل مین ہے آج
خلوت مین اب حضنے کے پیالو پلائین چل
پروا نہین پیالو کسی کے وصال سے
فن سے امی کی اسکو سیہن رجائین چل
دم کا مرود کر کے ارادے کا تار باندہ
سر سدا کا صور بناکر سنائین مرحل

ناصوت سی گذر کے تفرح سے بالعلیم | لاہوت کی مکانیں سدا غل مچائیں چل

غزل مومن خان

اٹھائی تھی دل میں اب نہ ملینگے کسی سے ہم
پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم

ہنستے جو دیکھتے ہیں کسی کو کسی سے ہم
منہ دیکھ دیکھ روتے ہیں کس بیکسی سے ہم

مجھ سے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہیں بھلا
انصاف کیجے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم

بیزار جان سے جو نہ ہوتے تو مانگتے
شاید شکایتوں پہ تری مدعی سے ہم

اس کوچہ میں مرینگے مدد اے ہجوم عشق
آج اور زور کرتے ہیں بیطاقتی سے ہم

صاحب نے کس غلام کو آزاد کر دیا
لو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم

بے روئے مثل ابر نہ نکلا غبار دل
کہتے تھے انکو برق تبسم ہنسی سے ہم

ان ناتوانیوں نے بھی تھی خار راہ غیر
کیونکر نکالے جاتے نہ اوسکی گلی سے ہم

کیا گل کھلے گا دیکھیے ہے فصل گل تو دور
اور سوئے دشت بھاگتے ہیں کچھ ابھی سے ہم

ہے چھیڑ اختلاط بھی غیروں کے سامنے
ہنسنے کے بدلے روئیں نہ کیوں گدگدی سے ہم

وحشت ہی عشق پردہ نشیں میں دم بکا
منہ ڈھانکتے ہیں پردہ چشم پری سے ہم

کیا دل کو لے گیا کوئی بیگانہ آشنا
کیوں اپنے جی کو لگتے ہیں کچھ اجنبی سے ہم

لے نام آرزو کا تو دل کو نکال دیں
مومن نہوں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم

غزل ابراہیم ذوق

شمع ناداں نہو اک رات بہا آنسو گرم
برسوں یاں چشم سے ٹپکا ہے مرے لوہو گرم

بل بے ای آتش غم دلکو کری یہ تو گرم
کہ زمیں پشت سمک تک ہو ترے پہلو گرم

لطف بوسہ نہ رہا ہم پہ ہوا جب سے تو گرم
شربت قند دیا کر کے بر آتش جو گرم

تن ہا یوں ہی غم ہجر سے گر گرم مرا
سیخ آہن کی طرح ہونگے بدن پر مو گرم

بستر جل کہے نہ کیوں کشتہ فولاد ہو خاک
نکلے ہے آتش سودا سے مرے لوہو گرم

کٹ سکا صید محبت سے نہ قاتل کا گلا
اس سے پتھر پہ رگڑا آ کہ ہو جا تو گرم

آتش دل سے لیس از مرگ برنگ شعلہ
خاک عاشق سے نکلتا ہے گل خود رو گرم

مہروش بیٹھے ہے ترے حسن جہاں تاب کی تاب
داغ سے گرم آئینہ ہو آئینہ سے زانو گرم

کیا کہوں نامہ جانسوز کی اپنے تاثیر
جل گیا بال کبوتر کا ہوا بازو گرم

سر محراب کو ٹکرا کے بھی اور وہ میں
پھونکا اس وقت کہ جب میں منہ پہ بہا لوہو گرم

دست خورشید کی دہشت سے پھر جائے چھوٹ
کھینچ کر تیغ کو جب وہ ہو ملال ابرو گرم

غزل ظفر

دل و آتش کے جلانیکا ہے سب سامان
بنی شعلہ ہے ترا رنگ ہو نکا رو گرم

سوز سے سوختہ جاں صبح سے ہے حسرت فغان
ہے ترا آہ تو ہے کو دیکھتے پڑے بیکل و گرم

ہم تو نہتے تھے سدا کل جو فضا بارد
ذوق ہوتا ہے وہ کیوں ہو تیغ ابرو گرم

غزل شاہ نصیر

کب دل ہی ہوں سے ہمارا ہمہ تن چشم | نظارہ ساقی کو ہے مینا ہمہ تن چشم
تو وہ چمن آرا ہے کہ ہر دستہ نرگس | دیکھے ہے ترا بن کے تماشا ہمہ تن چشم
اے تیر فگن ہم ترے ہاتھوں کے ہیں قربان | تودے کی طرح مجکو بنایا ہمہ تن چشم
برقعہ کو اولٹ منہ سے جو کرتا ہی تو باتیں | اب میں ہمہ گوش بنوں یا ہمہ تن چشم
کیا خاک ہو صیاد مجھے چشم رہائی | حلقوں سے بنا دام ہے تیرا ہمہ تن چشم
اے رشک قمر شبکو کہاں نکلیں ہیں تارے | نظارے کو تیری ہے فلک کیا ہمہ تن چشم
دہ می ہے گر جام بلوری میں تو ساقی | بن جائے لبوں سے یہ دریا ہمہ تن چشم
آنکھوں کے تصور میں نصیر اوسکی شب و روز | دل صورت آئینہ ہے اپنا ہمہ تن چشم

غزل ناسخ

ساتھ لائے ہیں ازل سے دید کا آزار ہم | گلشن عالم میں کیا ہیں نرگس بیمار ہم
جا نہ کوئے یار میں ہیں رات دن بیدار ہم | آنکھیں وا رکھتے ہیں مثل روزن دیوار ہم
بہ گئے ہیں واعظا گرداب دور جام میں | زیست بہر ہونگی نہ اس دریا میں سی بار ہم
گر نظر آتا نہیں یک لمحہ وہ نور نگاہ | کرتے ہیں اپنی نظر کو آنسوؤں کا تار ہم
ہیں جو غافل انکو سولی پر بھی آجاتی ہے نیند | پنبہ تو شک یہ ہیں منصور سے ہشیار ہم
عمر گذری اک بت کافر نظر آیا نہیں | حشر میں کیونکر خدا کا پائینگے دیدار ہم
ہو وہ کافر جسکو دیدار خدا کی ہو ہوس | او بت کافر تری ہیں طالب دیدار ہم
دوڑتے ہیں جو ہم قاتل کے گریباں چاک کر | رکھتے ہیں کیا اشتیاق زخم دامن دار ہم
نفرت ایسی ہو گئی نظارہ ہار لیلی سے ہمیں | رکھتے ہیں تا نظر کو رشتہ زنار ہم
داغ سودا ہیں بجا پوشش کعبہ ہیں | واعظا اپنے حریم دل کے ہیں زردار ہم
سب گئیں تن پر نظر آتی ہیں مثل تار | کرتی ہیں ناسخ جو اک مطرب بسیر کو پیار ہم
جب صبا گلبرگ میں کانٹا ہمارا دل دکھا | نرگس بیمار کی غم میں ہوئے بیمار ہم

غزل جرأت

کوچہ یار میں جو ہوئے دسو ہو بیٹھے ہم | بہ کہو دستو یا نیک کہو بیٹھے ہم

اتنا تو قصد ہے یہ کہ جانے نہ او بیٹھینگے ہم
[illegible]
یہ زور دفع یہ نہیں ہے کہ یہاں آ کے بیٹھینگے ہم
ابکی دن آکے تری بزم میں گو بیٹھینگے ہم
آج چپکے ترے کوچے سے نہ ہم جا کے بیٹھینگے ہم
ستمگر نے جو اے عربدہ جو بیٹھے ہم
کبھی جلن کبھی غصہ کبھی پیار اور اخلاص
سمجھے نہیں ہیں آپکی خو بیٹھے ہم

چمن بے نظیر

دل کو اُس یار ستمگر سے لگاکر جرأت
اپنے اسباب راحت و آرام کو کھو بیٹھے ہم

غزل میر تقی

بنا ہے دل بتوں کا [illegible]
[illegible] جان کا [illegible] معلوم
[illegible] جانے [illegible] معلوم
[illegible] معلوم

ہون اسیر اوسکا جسے بعد گرفتاری صید
نہ گرفتار سے مطلب رہے نی دام سے کام
گر اکیلا کہین ملجاے ہمین تو د لکام
لیجیے من مانتا اوس شوخ گل اندام سے کام
جو ہین آغاز ترے کام کا دیکہا سودا
اے وہ دن کہ تجہے اوسکے ہوا انجام سے کام

علم سب کو ہے یہ کہ سب تو ہے
پھر ہے اللہ کیسا نامعلوم

گرچہ تو ہی ہے سب جگہہ لیکن
ہمکو تیرے نہین ہے جا معلوم

عشق جاناتہا مار رکہی گا
ابتدا مین تہی انتہا معلوم

اس سیہ چشم دلبرو سے ہمین
تہے وفا چشم سو دغا معلوم

طرز کینہ کی کوئی چہپتی ہے
مدعی کا ہے مدعا معلوم

عشق گر ہے طبیب جی کا روگ
لطف گر ہے جو کچہہ دوا معلوم

دل بجا ہو تو میر کچہہ کہاوے
کرے ہے بہکے ہین شتہا معلوم

غزل وزیری

محسن

جون سبزہ رو ندی الفت ہی پا پر و بنا لیے ہم
اس گردش فلک سے پہبے نہ پلے ہم
روتے ہین شب و روز اسی فکر سے یار
غنچے کی طرح [illegible] ہم
[illegible]
جب [illegible]

غزل آتش

ہوتا ہے سوز عشق سے جل جل کے دل تمام
کرتی ہے روح مرحلہ آب و گل تمام

حقا کہ عشق رکہتے ہین تجہسی حسین پر
دم بہرتے ہین ترا بت چین و چگل تمام

ٹپکائی زخم ہجر پہ اسے ترک کیا کرین
خالی ہین تیل سے ترے چہرے کی تل تمام

دیکہا ہے جب تجہے عرق آگیا ہے یار
غیرت سے ہوگئی ہین حسین منفعل تمام

عشق بتان کا روگ نہ ایدل لگا مجہے
ٹہکو ایا خون کرتا ہے آزار سل تمام

قدسی بہی کشتہ ہین تیر شمشیر ناز کے
مارے پڑے ہین متصل و منفعل تمام

درد فراق یار سے دکہتا ہے بند بند
اعضا ہمارے ہوگئی ہین مضمحل تمام

سارے عدالت الفت صادق کی ہے گواہ
مہر و ان سے ہے لبی ہوئے اپنی سجل تمام

تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا
چلتے ہوا یہ سینہ مشبک سے دل تمام

ہوتا ہے پردہ فاش کلام دروغ کا
وعدہ کا دن سمجہہ لے وہ پیمان گسل تمام

خلوتمین سات یار کے جاناتہا تمہین
ارباب انجمن ہوئے آتش خجل تمام

غزل سودا

نہ غرض کفر سے رکہتے ہین نہ اسلام سے کام
مدعا ہمکو تو ساقی سے ہے اور جام سے کام

دل نالان کو مرے کسلیے ہے آرام سے کام
کوئی بیچین رہے اپنی اسی کام سی کام

کیون نہ افعی چلے ہر ایک جگہہ کہڑا کر
نہ پڑا اسکو تری زلف سیہ فام سی کام

ہم وہ نہ قلم تہے کسی مالی کے لگائے
نرگس کے نہالو نمین تہے صفت کی ملی ہم

افسوس کہ اس دلکا کنول کہلنے نہ پایا
کوئی دنکو چلی جاتے ہین ہاتی کی تلے ہم

اب پہلے ہی آغاز مین پامال ہوئے ہائے
فریاد کرین کس ستی قسمت کی جلے ہم

تو کہہ اپنا عبث کہتے ہین سید رد کی آگے
بے بس جہان آ گری ہرگز نہ ٹلی ہم

زمدان مصیبت مین بہلا کسکو بلائین
رہتی ہین زیری سی ہے دنرات ملی ہم

غزل میر تقی

اگر راہ مین اوسکے رکہا ہے کام
گئے گذرے خضر علیہ السلام

دہن یار کا دیکہہ چپ لگ گئی
سخن یہان ہوا ختم حاصل کلام

مجہے دیکہہ منہ پر پریشا نکی زلف
عرض یہ کہ جاؤ ہوئی اتنے شام

سر شام سے رہتی ہین کاہشین
ہمین شوق اس گلرو کا ہی تمام

قیامت ہی یہان چشم دلسے رہے
چلے بس تو وہان جا کی کرنے مقام

قطعہ
ندیکہی جہان کوئی انکہو نکی اور
نہ لیوی لوئی جسن جگہہ دلکا نام

جہان میر زیر و زبر ہو گیا
خرامان ہوا تہا وہ محشر تمام

غزل سوز

ہے کل صبا کیطرح پہرے اس چمن مین ہم
پائی نہ بو وفا کی تری پیرہن مین ہم

شیشہ کیطرح شام سے رو رو کی تا سحر
خالی کرین ہین دلکو تری انجمن مین ہم

فانوس ہجر شمع جلے جس طرح ہنوز
جلتے ہین تیرے ہجر سے ظالم کفن مین ہم

شعلہ دہانہ ہے ہمارے کبہی بہی سوز
بہٹی کیطرح جل گئی کچہہ من ہین ہم

غزل نظیر

جینو بیگم

دور ہے آئی تہی ساقی سنکی میخانی کو ہم
بس ترستی ہی چلے افسوس پیمانی کو ہم

می بہی ہے مینا بہی ہے ساغر بہی ہے ساقی نہین
دل مین آتا ہے لگا دین اگ میخانی کو ہم

کیون نہین لیتا ہمارے تو خبر اے بیخبر
کیا ترے عاشق ہوئے تہے درد غم کہانیکو ہم

ہمکو پہنچنا تہا قفس مین کیا گلہ صیاد کا
بس ترستی ہی رہے مین آب و دانی کو ہم

طاق ابرو میں صنم کی کیا صفائی ہے
اتنے دنون بعد جو حسینا اسی کا فرکے بتخانہ کو ہم
باغ میں لگتا نہیں صحرا ہی کی بہاتا ہے دل
اب کہان لیجائے بیٹھیں اپنے دیوانہ کو ہم
کیا ہوئی تقصیر ہے تو بادی کے الہام
شاہ کے شادی ... بی مرجائیو

غزل سودا

کیا ہچامی اسنی ہیرے دلکی کا شانی میں دوم

غزل نسیم

شور ہے جسکے لیے کعبہ مین بتخانہ مین بی دوم
زلف کو کہولا تو گر اس بلکی سو زنکا علاج
نکہت دیوانے کی زنجیر کہل جاتی میں دوم
مٹ گئی وہ شور دلکو آہ شب آتی بہار
ورنہ لی لیا ہم ہی کرتے شور دیر انجمن میں دوم
تجہہ نگاہ کرم کلہ حسرت دل لیکے گوش
لائق دیکھوں ہون میں جیب صبح پرواز میں دوم

اسقدر ہیں لاغر یسے میری خوشی انبای دہر | جوں ہلال عید ہی میری نظر آنے میں دھوم
دلکو مُس کو جمین سے تر اب چلی ہی فوج اشک | ہو گئی ہیو جواں طفل و دیوانیمیں دھوم
کب ہے الیسوداشراب اس بزم میں بیٹھے ہیں یار | تو نے اہی کم ظرف کی بھلا ہی پیمانے میں دھوم

غزل میر تقی

تظلم کے کھینچے الم پر الم | ترحم کے مت کر ستم پر ستم
علم بازمی آہ جانکاہ ہے | رہے ٹوٹتے ہی علم پر علم
جو سو سر کے ہو آؤ مالو نہ میں | عبث کھاتے ہو تم قسم پر قسم
کئی بار آنا ادھر لُطف سے | عطا پر عطا ہے کرم پر کرم
خطرناک تھی وادیٔ عشق میر | گئے اسپہ بہی ہم قدم پر قدم

غزل انشا اللہ خان

مل مجھسے اے پری تجھے قرآن کی قسم | دیتا ہوں تجھکو تخت سلیمان کی قسم
کروبیاں کی تجھکو قسم اور عرش کی | جبرئیل کی قسم تجھے رضوان کی قسم
طوبے کی سلسبیل کی کوثر کے جام کی | حور و قصور و جنت و غلمان کی قسم
روح القدس کی تجھکو قسم اور مسیح کی | مریم کی تجھکو عفت و دامان کی قسم
تجھکو محمد عربی کی قسم ہے اور | مولا علی کے شاہ خراسان کی قسم
توریت کی قسم قسم انجیل کی تجھے | تجھکو قسم زبور کی فرقان کی قسم
دامن کو میرے ہاتھ سے اس آن مت جھٹک | تجھکو سحر کے چاک گریبان کی قسم
مدت سے تیری چاہ ذقن میں غریق ہوں | باللہ مجھکو یوسف کنعان کی قسم
قیدی ہوں تیرا میں تجھے خداوندی خدا | اور اُس عزیز مصر کے زندان کی قسم
موسےٰ کی ہے قسم تجھے اور کوہ طور کی | نور و فروغ جلوہ لمعان کی قسم
سوگند اب ہنسی کی تجھے کچھ دلائیے | حُسن تجھکو اپنے نازکی اور آن کی قسم
تجھکو قسم ہے غنچہ زنبق کی تاک کی | اور شور عندلیب غزلخوان کی قسم
نرگس کی آنکھ کی قسم اور گل کے کان کی | تجھکو عزیز گلستان کی قسم

سو سنے کی لگانے کی قسم اور ردونل کی
فرعون کی قسم تجھے ہامان کی قسم
بستر مرا ہے خار مغیلان بیابان قیس
پیلے کی ہے تجھے صف مژگان کی قسم
ایسی بڑی قسم ہی نمانی تو ہے تجھے
جنوں کے قبلہ گاہ ابوالجان کی قسم
کوئے نہیں باغ کے وہ جو رہتا ہے اک خبیث

قطعہ

تجھکو اور بلقیس و تخت و زرتیان کی قسم
دیو سفید کی قسم اور کوہ قاف کی
باغ ارم کی قسم اور بہارستان کی قسم
لونا چماری کی اور کلوا بیر کی
کالی بلا کی غول بیابان کی قسم
سبب موسی ساری کی سبھی بیانی اثری کی
شیطان کے بچے کی شیطان کی قسم
میں تیغ ... وہ کیسا ہو غضب
انشا نہ چھیڑ تجھکو مری جان کی قسم

جینو بہار غزل میر تقی

کون کہتا ہے منہ کو کھولو تم / کاشکے پردے ہی میں بولو تم
حکم آب رواں رکھے ہے حسن / بہتے میں ہاتھ دھو لو تم
کیا سراہیں وہ اپنے حسن کو ایک / دل عجب ہے متاع لے لو تم
جانا آیا ہے اب جہاں سے ہمیں / تھوڑی تو دور ساتھ ہو لو تم
جب میسر ہو بوسہ اس لب کا / چپکے ہی ہو رہو نہ بولو تم
پنجہ مرجان کا پھر رہا ہی رہے / ہاتھ خوں میں ذرا ڈبو لو تم
دست دی ہے کسی پلک سے سیل / دل جہاں پاؤ اب پرو لو تم
آتے ہیں متصل چلے آنسو / آہ کب تک یہ موتی رو لو تم
رات گذری ہے شب تڑپتی میر / آنکھ لگ جائے ٹک تو سو لو تم

غزل ناسخ

یہاں ازلسے داغ سودا ہے دل آگاہ میں / سنگ اسود جسطرح ہی نصب بیت اللہ میں
جاسکے کوئی اس قاتل کے جولانگاہ میں / سایہ مژگاں بچھا دیتا ہی کانٹے راہ میں
حسن جاناں ایک عالم پر رہے ممکن نہیں / یہاں کمی بیشی رہا کرتی ہی نور ماہ میں
دل میں رہتا ہی پر آنکھوں میں نظر آتا نہیں / کیا تفاوت ابکے اس بت اور اللہ میں
وہ ہنستی رو لگا پھرنے جو پاس یار سے / راہ میں آیا نظر خورشید یوسف چاہ میں
ہوں تری تاثیر کا قائل جو مضمون شوق ہے / یار کو مکتوب پہونچا نامہ بر ہو راہ میں
ہے وہ مجنوں جو نظر آتا ہے زیر آسمان / کون لیلے ہے جنوں انگیز اس خرگاہ میں
مثل نرگس اک سمن بر کے ہیں آنکھیں منتظر / کھل گیا آنکھ تہ تیری فرقت جانکاہ میں
بعد مردن اسکو حسرت ہے نصیب / فرق اتنا ہی نظر آیا گدا و شاہ میں
جسم کاہیدہ ہی غمسے دل ہی سوزان داغ سی / شعلہ آتش نہاں ہی اپنی برگ کاہ میں
رشک نخل وادی ایمن ہے ہر برگ سیاہ / سنگریزے طور ہیں اسکی تجلی گاہ میں
خوش عبث ہوتی ہیں ناداں ماہ نو کو دیکھکر / اک مہینا عمر کا ہوتا ہے کم ہر ماہ میں
ہو نکلے تہ شاخ نخل ... اور ... / یہ دعا ناسخ کی ہے یا رب تری درگاہ میں

غزل درد

ہم ابھی کس ہوس کی فلک جستجو کریں / دل ہی نہیں رہا ہے جو کچھ آرزو کریں
تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جا ابھی / دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں
سر تا قدم زبان ہیں جوں شمع گو کہ ہم / پر یہ کہاں مجال جو کچھ گفتگو کریں
ہر چند آئینہ ہوں پر اتنا ہوں ناقبول / منہ پھیر لے وہ جسکے مجھے رو برو کریں
نے گل کو ہے ثبات نہ ہمکو ہے اعتبار / کس بات پر چمن میں ہوس رنگ و بو کریں
ہے اپنی یہ صلاح کہ سب زاہدان شہر / اے درد آ کے بیعت دست سبو کریں

غزل ذوق

بے یار روز عید شب غم سے کم نہین | جام شراب دیدہ پرنم سے کم نہین
دیتا ہے دور چرخ کسی فرصت نشاط | ہو جبکے پاس جام وہ اب جم سی کم نہین
اس زلف فتنہ زا کی لئے او مسیحا دم | کچھ دست شانہ پنجہ مریم سے کم نہین
زیبا ہی ہے وہ زرد پہ کیا اشک لالہ گون | اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہین
سرعت ہی نبض کے رگ سنگ مزار مین | دلکی طپش کچھ اب بھی تپ غم سی کم نہین
وحشی کو تیری چشم کی مژگان ہر غزال | صحرا مین تیز ناخن ضیغم سے کم نہین
ہو تجھے ہے جمع زر سے پریشانی آخرش | درہم کی شکل صورت درہم سے کم نہین
ساقی ملی ہزارون افلاطون خاک مین | جو خم بنے ہے قالب آدم سے کم نہین
اس حور وش کا گہر مجھے جنت سہی سوا | لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین
شورابۂ سرشک سی ہوتا ہمین زخم دل | مجھکو تو جلوۂ گل و شبنم سے کم نہین
ای ذوق کسکو چشم حقارت سی دیکھئے | سب ہم سی ہین زیادہ کوئی ہم سی کم نہین

غزل میر تقی

دل عجب جنس گران قدر ہے بازار نہین | دی بہا سیل جو دیتی ہین خریدار نہین
کچھ تمہین ملنے سے بیزار ہو میر ورنہ | دوستی ننگ نہین عیب نہین عار نہین
ایک دو بات کبھو ہمسے کبھو یا نہ کبھو | تقدر کیا اپنے ہمین اسلئے تکرار نہین
ناز وہ انداز و ادا عشوہ اغماض و حیا | آب گل مین ترے سب کچھ ہے یہی پیار نہین
صورت آئینہ مین ٹک دیکھ تو کیا صورت تھی | بدزبانی تجھے اس منہ سے سزاوار نہین
دلکی لو الجھاؤ کو کیا تجھسے کہون ہے ناحق | تو کسی لف کے پھندے مین گرفتار نہین
اوسکی کاکل کی پہیلی کہو تم بوجھی میر | کیا ہے زنجیر نہین دام نہین یار نہین

غزل نصیر

نسیم زلف معنبر جو رکھے یار سے یون | تو پھر خطا ہی مرے شک گرفتاری لون
قدم رکھے ہے مرے سینے پہ آکے گروہ نگار | حنا کا کام مین خون دل فگار سی لون
اگر ملے ترے ہاتھون سے جنون فرصت | قصاص آبلۂ پا مین نوک خار سے لون
مرے حضور یہ لوہین ہین ترے چھاتی پر | جو ہو بچے ہاتہ تو بدلا گلو نکی ہار سے لون
دلا بچے کہین گر پایال حنا مین گر پیو نکا | حساب اس غضب بحر بیاہ کار سے لون
عجب ہے سیر کئی دن تو ساتھ باغبان چل | کہان تلک مین قدم عجز و انکسار سے لون

غزل ظفر

بہا نہی بجا کا مرے پاس گر نہو جیب | تو یار پیرہن سلئے ابر نوبہار سے لون
جو میکشی کا ارادہ ہو پیکر ترے وہین | چمن مین بانغ گل و سرو شاخسار سے لون
اگر ادا کی غنچے مین ہو زیادہ سخن | تو پھر نسیم کی جنس سرو جو بار کی لون
نہو وصف مطرب نفس سرا تو اسکا کام | تو ہے مجھکو جسے عندلیب زار سے لون

لگے نہ ہاتھ جو کوئی رباب چنگ نوا | تو اپنے دوش پہ کہہ ہین کو کنارے لون
یہ جی مین ہے کہ نہ دیکھی کوئی بہی پہر دیکو | کنار آب رواں چادر بہاری لون
بلائین لیتی ہے میرا اگر خوشی ہو تیری | بلائین مہر سے اخلاص دل سے پیارے لون
گراسپہ بہی گل عارض کا تو ندی کو سے | تو پہیر مین جبر کرون اپنے اختیار سے لون
نصیر مدرسہ عشق مین مطول کا | سبق نہ کیونکہ مین زلف دراز یار کون

غزل آتش

بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن مین | گریبان پہاڑ کر جل بیٹھے صحرائی دامن مین
جنونکی جوش مین یکجا نہین دم بہر قرار آتا | کبہی گلشن سے صحرا مین کبہی صحرا سے گلشن مین
عذاب گور کا وہان سامنا یہان رنج دنیا کا | نہ گہر مین چین زندونکو نہ مردونکو ہی مدفن مین
کہلا زلفونکی لہراتی ہے اس رخسار رنگین پر | زر گل کے نگہبانی کو دو کالی ہین گلشن مین
شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہمکو اے آتش | تو ملکی گہونے کو جا نہین دیر برہمن مین

غزل مومن خان

نہ تن ہے کی تیر بسمل کے ٹکڑی ٹکڑی ہین | ہے پاش پاش جگر دل کی ٹکڑی ٹکڑی ہین
جنون عشق پر پیر دل شکن ہے بلا | کہ روز طوق سلاسل کے ٹکڑی ٹکڑی ہین
اوٹہا کے سوتے مین دی ٹہوکارات سر شاید | کہ زیر سر مرے مس کے منگری ٹکڑی ہین
درازدستی یہ کس نے ادب کی دم صبح | تمام دامن قاتل کے ٹکڑی ٹکڑی ہین
یہ کسکی چشم فسونگری کی فسون سازی ہے | طلسم جادو بابل کے ٹکڑی ٹکڑی ہین
یہان ہے چاک گریبان تو وہان بہی جیبی سے | قبای شوخ شمایل کے ٹکڑی ٹکڑی ہین
نہ کیونکہ رشک سے خون ہو کسی کا اوس پر | ہمیشہ اک نئی بسمل کے ٹکڑی ٹکڑی ہین
غزل سرائی کی مومن نے کیا کہ شکر سی آج | چمن مین سینہ عنادل کے ٹکڑی ٹکڑی ہین

غزل معروف

ڈبا دیا مجہے اس چشم تر کو کیا کوسون | جلا دیا مجہے سوز جگر کو کیا کوسون
کہے تہا مجہسے کہ سو کوس رو رہے چلتا ہون | گیا تو مر ہی گیا نامہ بر کو کیا کوسون
تو نہین بغل مین ہو مرے منفعت لگا یا دلکو | بغل ہی مین گرم ہی کی منفعت بر کو کیا کوسون
رقیب ایکدم اس سے جدا نہین ہوتا | رقیب اس کے بر کو کیا کوسون
یہ جبر سے بیٹہے ہی ہوتے ہی چاک جیب کا | شب وصال سحر کو کیا کوسون
طمع کو دیا تم سحر کو دیکھیے سکا | ... کو کیا کوسون
وفور اشک قصور بصر کو کیا کوسون

غزل نسیم

پڑے ہین سینہ مین دل تک ہزاروں چہید | غضب کیا مژہ رخنہ گر کو کیا کوسون
کہل ان سے بزم مین بوسہ طلب کیا ... | حیا کسی کی نہین اس نظر کو کیا کوسون
جفائین جب تری آئی ہین یاد آخر شب | لحاظ کے پیچے پہر کو کیا کوسون
دہائی اپنے سے ظالم کو اے دل معروف | اب اور اس بت بیداد گر کو کیا کوسون

غزل جرات

لگ جا گلے سے طاقت اب اے نازنیں نہیں
ہے ہے خدا کیواسطے مت کر نہیں نہیں

کیا ارکے وہ کبھی جو ٹک اُس سے لگ چلوں
بس بس پرے ہو شوق یہ اپنے تئیں نہیں

پہلو میں کیا کہوں جگر و دل کا کیا ہے رنگ
کس روز اشک خونی سے تر آستیں نہیں

فرصت جو پا کے کہیو درد دل سو ہائے
وہ بدگمان کہے ہے کہ ہمکو یقیں نہیں

آتش سی پھک رہی ہے مرے تن بدن میں آہ
جیسے کہ روبرو وہ رخ آتشیں نہیں

اس بن جہاں میں کچھ نظر آتا ہے اور ہی
گویا وہ آسمان نہیں وہ زمیں نہیں

کیا جانے کیا وہ اسمیں ہے لوٹی ہے جسپہ جی
یوں اور کیا جہان میں کوئی حسیں نہیں

سُنتا ہے کون کس سے کہوں درد بیکسی
ہمدم نہیں ہے کوئی مرا ہمنشیں نہیں

ہر چند ہے بلطف شب ماہ سیر باغ
اندھیر پر یہی ہے کہ وہ مہ جبیں نہیں

آنکھوں کی یہ ادا نکلی ہے کیا حسرت سے جی
وہ روبرو جو اپنے دم واپسیں نہیں

طوفان گریہ کیا کہیں کس وقت ہمنشیں
موج سرشک تا فلک ہفتمیں نہیں

حیرت ہے مجھکو کیونکہ وہ جرات ہے چین سے
جس بن قرار جی کو ہمارے کہیں نہیں

غزل سودا

گدا دست اہل کرم دیکھتے ہیں
ہم اپنا ہی دم اور قدم دیکھتے ہیں

نہ دیکھا جو کچھ جام میں جم نے اپنے
سو یک قطرۂ مے میں ہم دیکھتے ہیں

یہ رنجش میں ہمکو ہے بے اختیاری
تجھے تیری کھا کر قسم دیکھتے ہیں

غرض کفر سے کچھ نہ دین سے ہے مطلب
تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہیں

حباب لب جو ہیں اے باغباں ہم
چمن کو ترے کوئی دم دیکھتے ہیں

نوشتے کو میرے مٹاتے ہیں رو رو
ملایک جو لوح و قلم دیکھتے ہیں

خدا دشمنوں کو نہ وہ کچھ دکھاوے
کہ جو دوست اپنے سے ہم دیکھتے ہیں

مٹا جائے ہے حرف حرف آنسوؤں سے
جو نامہ اوسے کر رقم دیکھتے ہیں

اکڑ سے نہیں کام سنبل کے ہم کو
کسی زلف کا پیچ و خم دیکھتے ہیں

ستم سے کبھی تو نے ہم کو یہ تیغ گر
محرم سے گئے ہم ستم دیکھتے ہیں

مگر تجھسے رنجیدہ خاطر ہے سودا
اوسے ہم ترے کوچے میں کم دیکھتے ہیں

غزل احسان

بچے ہیں کیونکر طفل اشک اپنے گلے کے ہار ہیں
اس زمانہ میں تو بچے لڑکپن ہی ناہموار ہیں

غزل مصحفی

جب کبھی خاطر دشمن جان یار اور اغیار ہیں
ہائے نسبت کر وہی بیمار ہے اب بیزار ہیں
جیسے خود دیکھو سنا کر مجھکو غیر جی سے کیا
کیا عاشق ہو صدق سے بیتاب و دل بیکار ہیں
چشم بیتی تری ہے میں ایک کیا عین خواب
ہمسرے یوں بر سر بیجا اور سر بیمار ہیں
یا خدا ایسے مرے کو کسی موت سے کو بھیج
سنکر دل [illegible] انبوہ عویلدار ہیں

فائدہ ہی کچھ ادا نیکا نہ سجھا میں کبھی
یہ الف قد اتنی کہنے سے کیوں بیزار ہیں

لاغری کچھ نہایت ہی کہ میں بستر بھی ہوں
اور مجکو ڈھونڈتے پھرتے مری غمخوار ہیں

شیخ جی کہمے ہم ہیں قائل کیا ہی اکڈا نا ہی یہ
سجہ کی پردہ میں وہ پہنے ہوئی زنار ہیں

آتش دوزخ تلک مجبور ہے ہمسے کہ ہم
خانہ زاد دودمان احمد مختار ہیں

ہی سے میں توبہ کروں استغفر اللہ سب غلط
نام توبہ سے سدا ہم پڑھتے استغفار ہیں

اہل دین ہم جانکر بہر زیارت آ ہی گئے
حضرت احسان کو دیکھا ایک دینا دار ہیں

غزل انشا

دھوم اتنی ترے دیوانے مچا سکتے ہیں
کہ ابھی عرش کو چاہیں تو ہلا سکتے ہیں

مجھسے اغیار کوئی آنکھ ملا سکتے ہیں
منہ تو دیکھو وہ مرے سامنے آسکتے ہیں

وہ یہاں آتش نفساں کہ ہیں آہ تو جھٹ
آگ داماں شفق کو بھی لگا سکتے ہیں

سوچتے تو بھی ہٹ دھرمی نکیجے صاحب
چٹکیوں میں مجھے کب آپ اڑا سکتے ہیں

حضرت دل تو بگاڑ آئے ہیں اس سے لیکن
اب بھی ہم چاہیں تو پھر بات بنا سکتے ہیں

شیخی اتنی نہ کرا ے شیخ کہ رندان جہاں
انگلیوں پر تجھے چاہیں تو نچا سکتے ہیں

تو گروہ فقرا کو نہ سجھہ بے جبروت
ذات مولا سے ہیں یہی لوگ سما سکتے ہیں

چارہ ساز اپنے تو مصروف بدل ہیں لیکن
کوئی تقدیر کے لکہے کو مٹا سکتے ہیں

ہے محبت جو تری لمیں وہ اک طور پہ ہے
ہم گھٹا سکتے ہیں اسکو نہ بڑھا سکتے ہیں

کرکے جھوٹا نہ دیا جام اگر تو نے تو چل
مارے غیرت کے قوافیوں تو کھا سکتے ہیں

ہمنشیں تجھ جو یہ کہنا ہے کہ قد غن ہے بہت
اب وہ آواز بھی کب تجکو سنا سکتے ہیں

اپنی آواز سنا دیں مجھے در تک آکر
اپنے پاؤں کے کڑوں کو تو بجا سکتے ہیں

ایک ڈھب کے جو قوافی ہیں ہم انمیں انشا
یک غزل اور بھی چاہیں تو سنا سکتے ہیں

غزل غالب

دھوتا ہوں جب میں پینے کو اس سیمتن کے پاؤں
رکھتا ہی ضد سے کھینچکے باہر لگن کے پاؤں

مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور
تن سے سوا فگار ہیں اس خستہ تن کے پاؤں

[illegible]

غزل نظیر

کل نظر آیا چمن میں اک عجب رشک چمن
گلرخ و گلگوں قبا و گلعذار و گلبدن

مہر طلعت، مہ جبیں، مشتری رو، زہرہ جبین
سیمبر، سیماب طبع و سیم ساق و سیم تن

نازنین، ناز آفرین، نازک بدن، نازک ادا
غنچہ لب، نرگس ادا، شکر دہاں، شیریں سخن

زلف کاکل خال و ابرو کیسے ہین ہمچار دن غلام
مشک تبت مشک چین مشک ختا مشک ختن
مبتلا ایسونکی ہو تمہین وہ ہے ہین نظیر
بسفر ارد دل فگار و خستہ جان و ہیجد ظفر

غزل مضطر

پہیلی اس لب سے ہوئے لعل بدخشان کی شان
رشک سی خون جگر کہا گئی مرجان کی جان
شاخ گل رقص مین ہے وجد مین آئی نسیم
کف زنان برگ ہین سن بلبل بستانکی تان
بت کی پوجا سے جو مقصد بر آوے تیرا
گور کو جائیگی کسی پیر مسلمان کی کمان
کنہ ذات مین جب فکر کیا انسان نے
ہوش اسکا پہ ہوئے صاحب فاطمی خان
حادثہ دہر سے امداد نہو نا مضطر
تیغ ہمت کو چڑہا لیجیے ادسانکی سان

غزل ناسخ

ماہ تو ہے مثل ابرو لیکن اسکا رد نہین
ماہ کامل صورت روئے نگار ابرو نہین
کونسا تن ہے کہ مثل روح جسمین تو نہین
کون گل ہے جو ترا اسکن بر رنگ بو نہین
مشک مین خوشبو ہے پیہ تو تابش مثل ہے نہین
ہیچ ہین سنبل مین مثل مو مگر خوشبو نہین
جام نرگس مین کہان شبنم جو نکلی آفتاب
یار کے آگی جو آئی آنکہو نمین اک آنسو نہین
یاد گیسو مین ہوا میرا یہ جی سا بدن
مجہہ پہ پہبتی کہتے ہین مو ہا مین گیسو نہین
جسم ایسا گہل گیا ہے مجہہ مریض عشق کا
دیکہکر کہتے ہین سب تعویذ ہے بازو نہین
دیکہے ہین ہنسنے مین جسدن سے دندان یار
چین مثل گوہر غلطان کسی پہلو نہین
عشق مین بد مست ہو نین ہر کوئی واقف نہین
نشہ ہے جام مئ الفت مین لیکن بو نہین
زلف جانان مین نہین کوئی اسیر
عجب تار تار ہے جو ایک بہی آہو نہین
ہو گیا ہے یہ فراق آفتاب و ماہ تو
یار کے رخسار آتش رنگ پر ابرو نہین
ہو گیا ہے مثل مو مرا رنگ اپنا سیاہ
آگے آنکہو نکے صنم جیسے مرے گیسو نہین
رات دن ماتم سے کہتے ہین بہلوا ز بلند
دیر سے بہتر ہے کعبہ گر تو نین تو نہین
قمریان دیوانہ ہین کیونکر گلی ڈالین طوق
باغ مین اک سرد مثل قامت دلجو نہین

غزل آتش

ارزو ہے کہ مجھے بیخودی سحر و شام کرین
ہمہ تن ہو کے زبان ورد ترا نام کرین
میرے ماتم مین زکر جائے وہ پیر خام کرین
خود بہی رسوا نہون مجکو بہی بدنام کرین
گریہ شادی بہی مینا سے ہے ظاہر ہو تا
حال پر صوفیونکی خندہ زنی جام کرین
سمو چہار کا مین پاؤن ارادہ جو کرین
کعبۃ اللہ کے چلنے کا سر انجام کرین

سخن جان

مدتین بیٹھ رہے ہوئی ہین ہم بہی آرام طلبین
زندگی تو نہین پیرا نہ تمنا کام کرین
سست رہتی ہے تری گردش چشم پیمانہ
ہر کہ جو جا کے طلب جام کرین
وہ نہین ہین جو خورشید تماشا کرین
رخ روشن مین ہے وہ دیدار اگر عام کرین
خضر سا جو وہ دنیا مین تو رکھے خیال
دل مین سیکھے یا بہر خاص عام کرین
خلوت خاص

یک طرح حسن رخ زلف جنہین تو دکہلائی — نشۂ عشق سے مستی سحر و شام کرین
شکوہ جاتا ہون تو منہ پہیر کے وہ کہتے ہین — نیند آئی ہے ہمین آپ بہی آرام کرین
بیٹہکر گوشۂ عزلت مین بول اتنا جو بیٹہہ — قصد بہت پہٹ پڑنے کا آتش نہ در و بام کرین

غزل مومن خان

ہو گئی گہر مین خبر ہے منع وہان جانا ہمین — وہ بہی رسوا ہو خدا جسنے کیا رسوا ہمین
دمبدم روتا ہمین جاروناطرف تکنا ہمین — یا کہین عاشق ہوئے یا ہو گیا سودا ہمین
ہر ستم صیاد کا کیا التفات آمیز تہا — بند کرنے کو قفس مین دام سے چہوڑا ہمین
یار تہی یاد شمن جان تہی الہی چارہ گر — لیچلے مرتے ہے زندان سے سو بہجرا ہمین
طالع برگشتہ بخت خفتہ مت پوچہو کہ ہم — غش پڑے تہے پہر گیا وہ جانکر سوتا ہمین
تو بجانی عشق بازی اور ہم نادان ہین — بے سمجہ کہتا ہے ناصح تو نے کیا سمجہا ہمین
یہ ستم کیا غیر پر کرتا وہ سچ پوچہو تو ہے — یار کے ناز بجا سے شکوۂ بیجا ہمین
کیا کہین ہم رہ گئی حیران تجہکو دیکہکر — اگیا دل یاد ادی آئینہ رو اپنا ہمین
اہل ماتم اپنے روئین کسطرح منہ ہانپکے — مرتے مرتے پاس اس پردہ نشین کا تہا ہمین
ہمسے نازک طبع سے کب اوٹہہ سکی بیداد چرخ — مر گئی مضمون جو ریار جو سوجہا ہمین
مومن انکا تو نہا ملنے مین ہرگز اختیار — یہ شکایت ہی خدا سے ہے تو نے کیا ہمین

غزل نصیر

قدم نہ رکہہ مرے چشم پر آب کے گہر مین — بہرا ہے موج کا طوفان حباب کے گہر مین
کہے ہے دیکہہ کے وہ عکس رخ بساغر مے — نزول ماہ ہوا آفتاب کے گہر مین
مدام رندکرین کیون نہ آستان بوسے — حرم ہے شیخ مشیخت مآب کی گہر مین
ہمارے دلمین کہان الیے مین اے ساقی — چہپے ہوئی ہین یہ شیشی شراب کی گہر مین
حباب کو دیکہہ مرے لگی برق آتش باز — خجل ہو چہپ گئی آخر سحاب کے گہر مین
دلا نہ کیونکہ کرون اختلاط کی باتین — حجاب کیا ہے اب اس بے حجاب کے گہر مین
نصیر دیکہہ تو کیا جلوۂ خدائی ہے — ہمارا اس بت خانہ خراب کے گہر مین

غزل معروف

عیش و عشرت کہان تجہکو کبہی راحت سے نہ بدلون
عشق و وحشت کا انکو کبہی مصیبت سے نہ بدلون
جیسے کبہی یوسف کو اگر دے زلیخا
زندان مین پڑون بہری صحرا سے نہ بدلون
ہیراں نکلی نہ رخ زرد جواب دیکہو ہو میرا
گالوں بہکی اگر لاکہ دولت سے نہ بدلون

غزل نسیم

گر لاکہ کوئی مجہہ پہ قیامت کری برپا — تو بہی تری قامت کو قیامت سے نہ بدلون
اس عشق کی رسوائی مین ہے مری عزت — حرمت سے کوئی بدلے تو حرمت سے نہ بدلون
مالوف ہے دل اس غم الفت سے یہانتک — گر بدلون خوشی سے غم الفت سے نہ بدلون
دی خضر اگر چشمۂ حیوان بہی تو ہرگز — والله میرے چشم عنایت سے نہ بدلون

جنت کو اگر دیدے کوئی اسکی گلی سے | مرجاؤں و لے تو بھی میں جنت سے نہ بدلوں
تو چاہے کہ اسی شعلہ خواب کے لیے کروٹ | یہ یاد ہے تیری شرارت سے نہ بدلوں
ایسی ہے حلاوت تیری لب کی شکر لب | میں شرع میں بھی قند کی شربت سے نہ بدلوں
معروف مرے پاس ہے وہ گنج قناعت | اسکندر و دارا کی بھی شوکت سے نہ بدلوں

غزل میر تقی

جنوں پر کئی باتیں دشت اور گلشن میں چلیاں | نہ چوب گل نے دم مارا نہ چھڑیاں بید کی ہلیاں
گریباں شور محشر کا اوڑایا دھجیاں کر کر | فغان پر ناز کرتا ہوں کہ پل میں عرش سے ہٹلیاں
تفاوت کچھ نہیں شیریں و شکر اور یوسف میں | سبھی معشوق گر پوچھو تو سب مصری کی ہیں ڈلیاں
تیری غمزے نے جور و ظلم سے آنکھیں غزالوں کو | بیابانیں کہا مجنوں نکو آنکھوں کے تلے ملیاں
چمن کو آج مارا ہے یہاں تک رشک گلشن نے | کہ بلبل سر پٹکتی ہے نہیں منہ کھولتی کلیاں
مری آہ سحر کی برچھیاں سختی کی پر ہوتیں | نگاہیں کر کے گر پڑتی ہیں بجلی کی بھی چپلیاں
صنم کی زلف میں کوچہ ہی سربستہ ہر اک ہو نپر | نہ دیکھی ہونگی تو نے حضرت یہ ظلمات کی گلیاں
دیوانہ ہو گیا تو میر آخر ریختہ کہکر | نہ کہتا تھا میں اے ظالم کہ یہ باتیں نہیں بھلیاں

غزل انشاء اللہ خان

حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہیں | ہر گھڑی ذبح کی طرح ہم ہی ڈھلے جاتے ہیں
سامنے آنکھوں کے ڈستا ہے چمن نرگس کا | کہکے آتا ہوں ابھی آپ چلے آتے ہیں
ناخنہ کیا پھیر و ہو عارض پہ ابھی کیا ہی بال | خط کا کچھ دخل نہیں گال ملے جاتے ہیں
یاد میں اس خط نو خیز کے چمن دانہ غلط | اشک سبز آنکھوں سے ہر وقت بہے جاتے ہیں
آسیا آنکھیں ہے چشم ترا پنے جس سے | روز چھاتی پہ مری مونگ دلے جاتے ہیں
گرم ہو آپ جو ٹک ملتے ہیں انشا سے کبھی | آتش رشک سے اغیار جلے جاتے ہیں

غزل نظیر

صفائی اسکی جھلکتی ہے گورے سینے میں | چمک کہاں ہے یہ الماس کے نگینے میں
نہ موتی ہے نہ کناری نہ گوکھرو دستی پر | سجے ہی شوخ کی انگیا بنت کی سینے میں

جو پوچھا میں نے کہاں تھے تو ہنس کے یوں بولے
میں لگ رہی تھی اس انگیا موتی کے سینے میں
پڑا جو ہاتھ مرا سینہ پر تو ہاتھ جھٹک
پکاری آگ لگے تجھ کو اس قرینے میں
ہوا یہ سب ہے تو اب روز نیم نہ آوینگا
کبھو جو آئے تو ہفتے میں یا مہینے میں
کبھو سنک کبھو بس بس کبھو پیالہ پٹک
دماغ کرتے تھے کیا کیا شراب پینے میں

غزل مصحفی

[illegible]
لوٹ دیجے جاں بابا اسکو وہ مرے سینہ میں
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

غزل غالب

ہیگا جو ناز و ادا اُس بت لاثانی میں
ایک ہی بات نہ تھی یوسف کنعانی میں

عشق میں دیتا ہوں سبق لیلے کی کا دبستانکو
دسترس ہے یہ کہاں قیس بیابانی میں

چرخ نے بینہ مہتاب کو کانوں میں دیا
شور بپا شک ہے مری اشک کی طغیانی میں

جان مردوں کی پھری ہے جو نکلے دشنام
کیا مسیحائی ہے اُس لعل بدخشانی میں

کار شمشیر کا کرتا ہے خیال ابرو
داغ اسکا ہی ازل سے مری پیشانی میں

پہنکر ہو دیگا خوش شال دوشالہ کوئی
ہم بھی ہیں شاہ ہی غالب تن عریانی میں

غزل رضا

خواہ نزدیک رکھو خواہ رکھو دور ہمیں
دیکھنا ایک نظر تمکو ہے منظور ہمیں

دشت گلشن کی کرے سیر یہ کسکا دل ہے
اس تکالیف سے یار رکھو معذور ہمیں

ہجر کی رات تو ملتی ہے نہیں ہے یارب
کیا دکھاویگی اب آخر شب دیجور ہمیں

صورت حق تو ہر آئینہ میں ہے جلوہ نما
دیدہ حیرانی سے اپنی نہیں مقدور ہمیں

اب تڑپنے کی بھی طاقت نہیں ہمکو رضا
اسقدر آہ کیا ضعف نے رنجور ہمیں

غزل شاہ عالم

عاجز ہوں تیرے ہاتھ سے کیا کام کروں میں
کر چاک گریباں تجھے بدنام کروں میں

رم رہتا ہے ای تند خو گو اب کی تو مجھسے
پر دیکھ تو کیسا ہی تجھے رام کروں میں

اس دور جہاں میں بھی شب شکوہ تجھی سے
کیوں کچھ گلہ گردش ایام کروں میں

حیران ہوں تیرے ہجر میں کس طرح سے پیارے
شب روز کو اور صبح کی تئیں شام کروں میں

مجکو شہ عالم کیا اُس رب نے نہ کیونکر
اللہ کا شکرانہ انعام کروں میں

آوے جو تصرف میں مرے میکدہ ساقی
یکدم میں خموں کے خم انعام کروں میں

غزل درد

مژگان تر ہوں یا رگ تاک بریدہ ہوں
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں

کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی
افتادہ ہوں پہ سایہ قد کشیدہ ہوں

ہر شام مثل شام ہوں میں تیرہ روزگار
ہر صبح مثل صبح گریباں دریدہ ہوں

کرتے ہے بوئے گل تو مرے ساتھ قلادہ
تنہا میں ہوں تو موج نسیم وزیدہ ہوں

پیدا ہے کہ اے بالش دل کدبیدہ ہوں
صبح مزار میں بھی نہیں آرمیدہ ہوں

اے درد جا چکا ہے مرا کام ضبط سے
ہیں غمزدہ تو قطرہ اشک چکیدہ ہوں

غزل ہجو

[illegible]

یوں وہ رخ ہے حجاب میں روشن
ماہ جوں ہے سحاب میں روشن

اوسکی بینی میں یہ بلاق نہیں
شمع ہے آفتاب میں روشن

یوں سدا رو دو گے تو پھر ہجو
آنکھیں دیکھو گے خواب میں روشن

غزل سوز

شہد مین جیسے مگس ہم حرص مین پابند ہین | کوے غفلت اس سے یہ زعم انہین لوح منبد ہین
رزق کا ضامن خدا شاید کلام اللہ ہے | آسرا ہے صور تونکی روز حاجتمند ہین
مقبرونمین دیکھتے ہین نے ان انکھونسی بعز | یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ فرزند ہین
تو بہی رعنائی سی ٹہوکر مار کر چلتے ہین یار | سوچتی اتنا نہین ہم خاک کی پیوند ہین
جب تک آنکھین کہلین ہین دیکہہ دیکہہ جیتے یار | مندگئین جب انکہڑیان تب ہوز سب آتشند ہین

غزل سلطان

گل یہ بستر ہے تیتر تجہہ بن | ایک آفت تہی رات بہر تجہہ بن
میرے حق مین تو وہ ہی دوزخ ہے | جاؤن مین خلد مین اگر تجہہ بن
کفر کسکا ہے اور کیا اسلام | اب اپنی نہین خبر تجہہ بن
ہو درخت امید بار آور | عمر کا کچہہ نہین مزا تجہہ بن
آرہی ہے لبون پہ جان حزین | دم کا دم مین نہین اثر تجہہ بن
تو ہے اے ماہ ایک ہمدم ہے | کون لیجاوے وہان خبر تجہہ بن
گر مین سلطان ہفت کشور ہون | لیک مفلس ہون سیمبر تجہہ بن

غزل حاجی

تکتے ہین ترے انکھونکو ای یار چمن مین | کیا چپکے کہڑے نرگس بیمار چمن مین
ہوجاے گی بیزار ہر ایک پہول سے بلبل | تو جا ئیو مت زینت گلزار چمن مین
جو آج تو آئی ہے صبا اور طرح سے | شاید کہ وہ پہونچا ہے طرحدار چمن مین
ہم وحشیونکا رہو بیابان سلامت | اب سیر سے مطلب ہے نکچہہ کار چمن مین
تاکید ہے دربانونکو یہ باغ مین جاکر | آجاے یہ حاجی نہ خبردار چمن مین

غزل عاشق

دونو خسار ماہ پارے ہین | ابرو اور خال چاند تارے ہین
مین نے وہ بول کہلے ہارے ہین | تم ہمارے ہو ہم تمہارے ہین
نہین بوندین عرق کی چہرہ پر | چاند کی منہ پہ یہ ستارے ہین

ایکباری تو خواب مین آؤ | کب سے مشتاق ہم تمہارے ہین
عین مجلس مین آنکہہ مارو ہو | سچ بتاؤ یہ کیا اشارے ہین
راتن کاٹین ہین تارے گن گن کے | تنکے چن چن کے دن گذارے ہین
جنکو کہتے ہین غول صحرا کے | وہ مرے آہ کے شرارے ہین

[illegible]

پیچ مین کسکو لا ولے صاحب | بل نکالے سنوارے ہین
دل بہتا ہے سو دو نیمہ کرے | جب سے ابرو نہین پہ آرے ہین
عاشق ہو نہ اسے اوس سے پیارو سلے | ہو گئے سب عدو ہمارے ہین

غزل ذوق

تاب کے ضبط فغان آہ مجہے تاب نہین
ناصحا صبر کی واللہ مجہے تاب نہین

دلکے یان ٹکڑی نہو وین کہین مانند کتان
بس تحیر ہے دید کی ایماہ مجہے تاب نہین

صفحۂ دلسے مٹاؤ مری تمثال بتان
بت پرستی کی اب اللہ مجہی تاب نہین

حوصلہ تنگ ہی یہان بیہودہ گوئی تا چند
بس زبان کیجیے کوتاہ مجہے تاب نہین

ہمنشین چاہ مین یوسف جو پہنسا ہے غضب
اوڑ ہی دنیا سی کہین چاہ مجہے تاب نہین

جی ہی کہو یا غم ہیرزا نہین روتے روتے
آہ اے شمع سحرگاہ مجہے تاب نہین

غم ہجران سی ہوئی رونق بید لکو نجات
اگئے غمخواری کے یا شاہ مجہے تاب نہین

غزل سودا

باتین کدہر گئین وہ تیری بہولی بہولیان
دل لیکے بولتا ہے جواب تو یہ بولیان

ہر بات ہی لطیفہ و ہریک سخن ہے رمز
ہران ہے کنایہ و ہردم ٹہٹولیان

حیرت نی اُسکو بند نکرنی دی پہر کبہو
آنکہین جس آدمی نے تیری منہ پہ کہولیان

اندام گل پہ ہو نہ قبا اس مزے لیے چاک
جون خوش جہبو نکی تن سے سکتی ہین چولیان

ساقی پہونچ کہ تجہہ بن اس ابر بہار مین
پڑتے نہین تگرگ برستی ہین گولیان

کس طرح ہوئے آنکہو نکی کاوش سے دلکو چین
مژگان نکر سکین تو نگاہین ٹٹولیان

کیا چاہے تجہے سر انگشت پر حنا
جس نگینہ کی خونمین جگاہین ڈبولیان

جون برف ہو گئی ہین خنک اب تابن ہند
انسے تو بلکہ گرم ہین کابل کی بولیان

سودا کی دلسے صاف نہ ہوتی تہی زلف یار
شانے نے پیچ پڑ کی گرہ اسکی کہولیان

غزل صمصام

رات دلبر نے جو آنکہو نمین ملائی آنکہین
خانہ چشم مین پہولی نہ سمائی آنکہین

ہم اسیرونکو نکچہ گل سے نہ گلشن سے خبر
پہنس گئے دام مین کہلنے بہی نپائی آنکہین

منہ ملا دلکو پہنسا دور ہوئے آخر کار
دکہہ مین دیکہا تو کچہہ کام نہ آئی آنکہین

کس بلا آموز کی صحبت کے ہے یہ تاثیر
آج کچہہ شوخکی بیڈ ہب نظر آئی آنکہین

اور دنیا مین طرحدار نتہا کیا صمصام
ایسی بی مہر سے تو اکی لگائی آنکہین

غزل احسن

صبح سے شام تلک تا بہ سحر روتے ہین
اشک آنکہو نکے بہاتے ہین سحر ہوتے ہین
رقیب ہم پہ تو کیا ہوتا ہے
جا و کرتا ہے ... ہوتی ہین
اے ... کہین ... شکوہ
... بیوفائی کا ... جو

غزل [illegible]

کیا جہان مین نہین ... سحر ہوئے ہین
سعد روتے ہین شب کو نئی بتان ہین جاکر
نالہ ... گریہ سے سحر ہوتے ہین
عدو جلتے ہین ... شکر ... حسن
دوست ... ہین کہین ... ہوتے ہین

غزل نظیر

کیون ... ہم پہ وہ جلوہ نما ... گردن
ماہ ہی جیب سے نکلتا ہے ... گردن

ہاتھ سے اتنے قلم رشکِ مسیحا کہدے — نسخے بدلے ہیں جہاں کے حکما تیرے دن
غرق دریا محبت کی نہیں بلتی ہے نعش — ورنہ ڈوبا ہوا نکلے ہی سدا تیرے دن
دل بیمار رہے عشق میں کیونکر سرسبز — خاک ہے دانہ کو ہے نشو و نما تیرے دن
چھیڑ مت زلف کی مارکو تو دریا میں ڈال — سانپ کے کاٹے کو دیتے ہیں ہما تیرے دن
تین دن چشم کے بیمار کا کرا پنے علاج — ہوتی معلوم ہے تاثیر دوا تیرے دن
لوگ کہتے ہیں کہیں پھول ترے کشتے کے — منہدی ہاتوں کو تو قاتل لگا تیرے دن
عمر اک ہفتہ نہیں باغ میں اے گل مت بھول — رنگ بدلے ہے زمانے کی ہوا تیرے دن
چار حرف اس بت پرخونکی اوپر ہے نظیر — آپ سے آپ جو ہو جائے خفا تیرے دن

غزل عبداللہ

شب کٹی ہجر میں اور دن کٹا غمخواری میں — کہہ دیا دل کو عبث یار کی عیاری میں
جسنے دیکھا اسے خود مطلب و خود غرض کا یار — آشنا پورا نہ دیکھا یہ کہیں یاری میں
کم سنا عشق میں ہوگا جو سنا ہوگا کہیں — گھر دیا سر دیا اور دل دیا دلداری میں
ذبح کرنیسے مرے فائدہ کیا تجھکو ملا — ہاتھ کیا آیا ترے ایسی ستمگاری میں
قیس و فرہاد سے لاکھوں میں یہاں عبداللہ — آخرش مر ہی گئے عشق کی بیماری میں

غزل جہادی

شب وصال میں کیا یار سے دو چار ہوئیں — رہا فراق میں جیتا تو شرمسار ہوئیں
منع نہ کر مجھے رونیسے اے گل خوبی — چمن ہے کوچہ ترا ابر نوبہار ہوئیں
تجھے خیال جو بت صید افگنی کا ہے — لگا دے تیر مجھے مفت کا شکار ہوئیں
جو دیکھی ہے تری گالونکی بالیکی مچھلی — مثال ماہی کے بے آب بیقرار ہوئیں
جو تیری تیغ جہادی شہ مجھسے منہ موڑے — تو پہلے وار میں دریائے غم کے پار ہوئیں

غزل صفت

تری تیغ جب ہم علم دیکھتے ہیں — وہیں سر کو اپنے قلم دیکھتے ہیں
جو جلوہ صنم تجھمیں ہم دیکھتے ہیں — خدا کی خدائی میں کم دیکھتے ہیں

تو جلدی سے آ ورنہ ہم سے مسیحا — کوئی دم ہیں راہِ عدم دیکھتے ہیں
گذرتے ہیں سو سو خیال اپنے دل میں — کسی کا جو نقشِ قدم دیکھتے ہیں
جو چاہوں لکھوں حال حیرت میں اپنا — تو ہاتھوں کو اپنے قلم دیکھتے ہیں
ملے تم تو ہو ہیں رقیبوں سے جا کر — ہمیں دیکھ کر سو ستم دیکھتے ہیں

غزل شہاب

جنت دیکھ ... ... نظر سے کھینچے ہیں — ... ... تیری ... کھینچے ہیں
... ... صبح و شام ... کھینچے ہیں — ... ... شب ... کھینچے ہیں
تماشا خدائی کا ... دیکھتے ہیں

غزل نظیر

تفرقہ ہوتا ہی ایسا ہی گل اندام کہیں
مے کہیں شیشہ کہیں ساقی کہیں جام کہیں

دلکی بیتابی نہیں ٹھہرنے دیتی ہی مجھے
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

ایدل و بیجئے کس کسکو سبھی مانگتے ہیں
بند ہر اور بالے کہیں زلف سیہ فام کہیں

نامہ بر نامہ لکھوں یا میں زبانی کہدوں
خط کے پرزے یہ لکھوں قاصد انام کہیں

دل ہی اور جان کفایت نے سبھی کی ہی نظیر
گل کہیں غنچہ کہیں بلبل بدنام کہیں

غزل فیض

خط جادہ ہون یا میں نقش پا ہوں
غرض افتادگاں کا رہنما ہوں

جو ناکارہ ہوں یا میں کام کا ہوں
تمہارا ہوں بھلا ہوں یا بُرا ہوں

کہوں کیا اپنے جینے کی حقیقت
جو اکدن خوش ہوں سو تک خفا ہوں

عبث رکھتے ہیں مجھپر تہمت مرگ
بہت راتوں جگا تھا سو رہا ہوں

کہے ہے شخص کوئی عکس کوئی
خداوندا انہیں معلوم کیا ہوں

نہ پہچانو مجھے گر آپ تو کیا
مگر میں آپ کو پہچانتا ہوں

تامل شرط ہے اے اہل معنی
کتاب فقر کا میں مدعا ہوں

نہ کر اس چشم کا پھر مجھکو بیمار
ابھی اے فیض مر مر کے جیا ہوں

غزل ہدایت

ہیں خط تقدیر یہ سبکی سب پیشانیاں
پیش آتی ہیں وہی باتیں جو ہیں پیشانیاں

غیر نے باتیں جو کچھ کیں تو نے وہ سب مانیاں
ادر ہمسے تیری اے لالہ یہ نافرمانیاں

دیکھے صورت کو تری آئینہ سا میں رہ گیا
چشم تھی حیرت زدہ جو دیدہ قربانیاں

بے نصیبوں سے یہ پوچھی منزل مقصود کو
خاک رہ دشت صحرا ہم نے کیا کیا چھانیاں

کھینچ سکتا ہی مصور یہ کوئی ناز و ادا
مانی و بہزاد نے بھی تیری آئیں مانیاں

گاہ گریاں گاہ نالاں گاہ خنداں گہ خموش
ہم دیوانوں کی ہیں باتیں سب کچھ دیوانیاں

میرے سر کی قسم تجھ کو ہدایت سچ بتا
کس سے سیکھی چشم تیری یہ گہر افشانیاں

غزل رحمت

سارے جہاں میں خوب کہاں ہے یہ زبان
ہر اک کو دوستدار بنائی ہے یہ زبان
مجلس میں ہیں شور و شار مجالس ہے یہ زبان
باہم کے نظر و طرہ بتائی ہے یہ زبان
سو دوش نہ قید کرے اس زبان کو
ہجر جو سر بازار کھلائی ہے یہ زبان
جو بے دل تدبیر یکسی بیقدر کے نہیں
اے یار دل بدکار بتائی ہے یہ زبان
ہر کار ہی بد

نظم حسین

رحمت خدا کی ایسی پر جس نے کہیں سب
حق کی ثنا و وصف بتائی ہے یہ زبان

غزل اشرف

جب صبا او ڑجائیں اور تری بہار بن لوٹ جائے
مجھکو جو کچھ ہو میں الہی اور دل دیر کہیں ٹوٹ جائے
اور ان کیا کوئی برادر سے جو دور اسی بات پر
آج کبھی ہو کر او نہیں او اپنی ہاتھ کو ٹ جائے

در بلا بودن بہ از بیم بلا مشہور ہے
کاش جو ہوتے ہو جلدی ہو بلا سے چھوٹ جائین
بزم خوبان مین تماشا ایک سی ہم کین ہین
خاطرین نازک نہایت انکی ہین شاید ٹوٹ جائین

غزل ناسخ

ہے عجب طرح کی وحشت ترے دیوانے مین
جو نہ آبادی مین لگتا ہے نہ ویرانے مین
ہون وہ میکش کہ نہ مستی مین کبھو ہار کبھی
لاکھہ قلقل کہے شیشہ مجھے میخانے مین
آفتاب آہین اگر آوے تو آبن جاوے
نو کا دخل نہین میرے سیہ خانے مین
حشر تک جی ہی مین بیہوش ہون اے ساقی
کاش مے بھر دے مری عمر کی پیمانے مین
عارض کی سی ہوا قاتل بے حالت کا تری یک
یان لگا زخم تو وان درد اوٹھا شانے مین
کس طرح طایر دل ہو ترے چہرے پہ نثار
شمع رو طاقت پرواز ہے پروانے مین
بال تو ہے تری زلفون سے بیدردین
جس سے مر ہاتھ کی مانند ہو گر شانے مین
عشق مین دل نے پہنایا تو ہوا غیر دلکو رنج
نہین آیا ہے مین وت جو ہی بیگانے مین
پارہ شیشہ دل نصیب ہے ہر روز نہین
کیجے عیش زمستان مرے کاشانے مین
یہان تو بجلی بھی سنبل جاتی ہے گرتی گرتی
شمع کی ٹھہرین قدم کیا میر ویرانے مین
نوش کر شوق سے دل کہو لکی صرفہ کیا ہے
خوف بدہضمی کا ناسخ نہین غم کھانے مین

غزل کمتر شاہ

خریدار ہے کب نہان بیچتا ہون
متاع دل اپنا عیان بیچتا ہون
خریدار تم ہو کیا چاہتے ہو
مین دل بیچتا ہون مین جان بیچتا ہون
زلیخا سا ہو گر خریدار یوسف
تو مین سب کا سب کاروان بیچتا ہون
کہا مجھسے قاتل نے سر بیچتا ہون
کہا مین نے اے مہربان بیچتا ہون
اگر تو مرے چھیڑنے کو ہے کہتا
نہین بیچتا ہون تو ہان بیچتا ہون
بجا جام پیر اسکی ہان مین تو کمتر
اب آگے رہا کیا عیان بیچتا ہون

غزل نظیر

لیتا ہی جان نمیر تو مین سر بدست ہون
اے یار مین تو کشتۂ روز الست ہون
یکدم کے زندگی کے لیے مت اوٹھا مجھے
ہے بیخبر مین نقش زمین کا نشست ہون
تو مست کر شراب سے اے گلبدن مجھے
مین آپ اپنے شیشۂ دلکا شکست ہون
دوری طریق مجھکو سمجھو نہ زاہدان
گر تو خدا پرست ہے مین بت پرست ہون
ان سنگدل بتون کا گلہ کیا کرون نظیر
ظالم مین تری چشم گلابی سی مست ہون

غزل میر تقی

عاجز حسن سے بسر کرتا ہون
محتسب سو اے بناوی بستی ہو
کہہ تو ورہ اے جراب کرتا ہون
مجہکو کیا ہے جبر مین عبث
تنگی بیٹھے ہے پیر عتاب کرتا ہون

سر تلک بہ تیغ مین ہون غرق / اب تئین آب آب کرتا ہون
جی مین پہرتا ہی میر وہ میرے / جاگتا ہون کہ خواب کرتا ہون

غزل کنور

پڑی ہے جب سے وہ میرے نظر مین / لگی ہے آگ سینہ مین جگر مین
نشان ہرگز نپائی بعنقا نکلے / بہت ڈہونڈا مین اوسکو بحر و بر مین
ٹپکتا ہے جگر خون ہو کے آخر / رہا باقی نہ آنسو چشم تر مین
چمکتا ہے اسی بیرنگ کا رنگ / بچشم باصرہ لعل و گہر مین
جدائی مین جیفا جو کے عزیزو / نہین باقی ہے حالت کچہ کنور مین

غزل اوباش

باغبان نخل محبت مین ثمر ہے کہ نہین / کوئی اس باغ مین الفت کا شجر ہے کہ نہین
موسے باریک بتاتی ہین کمر اوسگل کی / نہین معلوم کمر اوس گل کے کمر ہے کہ نہین
بیٹہے کوچہ مین مجہے دیکہا تو رک کر بولے / یہانسے اوٹہ جائے آپ آپکا گہر ہے کہ نہین
ہجر کی شب گہٹی گہٹ گئی سب عمر مری / یا الہی شب ہجران کے سحر ہے کہ نہین
سچ بتا مجہکو صنم خدا کی سوگند / وہ تیری مہر کی انگلی سے نظر ہے کہ نہین
بال و پر توڑ کے صیاد لگا یون کہنے / کوئی بتلاؤ کہ اس مرغ کی پر ہے کہ نہین
وہ جو اسطرف سے گذری تو لگی یون کہنے / میان اوباش کا اس رہ مین گذر ہے کہ نہین

غزل مفتون

بتان جبکہ زلف دوتا باندہتے ہین / گرہ مین دل مبتلا باندہتے ہین
نہین سنتی بلبل اپنے چمن مین / ہم اب آشیانہ جدا باندہتے ہین
مین یہان خوش رہا ہون ہاتہون سے ظالم / جو پاؤن پہ اونکے حنا باندہتے ہین
جفا کہینچینگے پر نہ تار سینگے جی کو / پہر ہم تمسے شرط وفا باندہتے ہین
گرہ دیکہے سر پر جو بالونکا جوڑا / یہ مانگ بہرن خوش ادا باندہتے ہین
ہر ایک تار مین اوسکے دلہا ہے عاشق / بہم جمع کر کر ملا باندہتے ہین

میان حال مفتون کا دیکہا نہین / کہ اب بیکس پر مبتلا باندہتے ہین

غزل سراج

عید وصل سرو قدسے ہین مرے گہر شادیان / عالم بالا سے آئی ہین مبارکبادیان
کیا تبسم کیا ادا کیا ناز کیا انداز ہے / یاد ہین اوس شوخ کو کتنی طرح کی اوستادیان

غزل نعیم

صاف ہو تونے نگاہونکی تیغ کرتا ہے قتل / خم ہین اوس ظالم خونریز پر جلادیان
یاد ہین زنجیر الفت اور گلے مین طوق غم / کیہہ دل وحشی کو ہے کیونکہ ہو آزادیان
کیا چلے دام نگاہ مہربانی سے ترے / صید ہو جاوین یہان صیاد کی صیادیان
گرچہ دیکہے اپنی شوخی سے نہین آتی ہے باز / پہوڑ سماتا ابتک نہین مجنون بہی اپنی آوارگیان

طاق ہو جس سے دلکی گرجاتا ہی آئینہ سراج | آتی ہیں مجھ جب انکی طرح لیں سا دیان

غزل

جیوتی

دیوانہ ترا عاشق زار ہوں میں | فدا تجھ پہ مدت سے ای یار ہوں میں
فریبوں میں کب تیرے آتا ہوں ظالم | فریبی جو تو ہے تو عیار ہوں میں
جسے تو نے کاٹا موا ہے اجل وہ | سمجھنا تری زلف کو مار ہوں میں
اگرچہ تو گل ہے و یا چشم نرگس | تری باغ تازہ کا اک خار ہوں میں

غزل ایمان

گرنہ اٹکی ہو تری زلف کی زنجیر میں جان | آہ جاتی رہے یک نالہ شبگیر میں جان
انجیوان سے بجھا ہے مگر اُسکا پیکان | تازہ پڑتی ہی تیری تیر سے نخچیر میں جان
وہ جو گستاخ ہیں کیا بات ہے انکی پیارے | یہاں تو جاتی ہے نکل ایک ہی تقصیر میں جان
اُسطرف بھی تو کسی روز کمان ابرو چل | نہ ہی صید حرم کی کہیں تجھ تیر میں جان
آوے دم کہ تو اعجاز مسیحائی پر | بات کہنے میں پڑے قالب تصویر میں جان
شعر ہوتا ہے کب ایمان کسی کا دلچسپ | جب تلک معنی شیریں نہوں تحریر میں جان

غزل شاہ ظفر

جیوتی

جلایا آپ ہم نے ضبط کر کے آہ سوزاں کو | جگر کو سینے کو پہلو کو دلکو جسم کو جاں کو
ہمیشہ کنج تنہائی میں ہم مونس سمجھتے ہیں | الم کو یاس کو حسرت کو بیتابی کو حرماں کو
تری اندام و رو و قد و زلف و خط سے خجلت ہے | سمن کو ارغواں کو سرو کو سنبل کو ریحانکو
جگہہ کس کس کی دون دل میں تیرا تھو نسی ایقال | کٹارکو چھُری کو بانک کو خنجر کو پیکاں کو
تیرے دندان و لب نے کر دیا بیقدر عالم میں | گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجانکو
لڑا کر آنکھہ اُن سے ہم نے دشمن کر لیا اپنا | نگہ کو ناز کو انداز کو ابرو کو مژگاں کو
نہیں قلقل دعا دیتا ہی شیشہ مبدم ساقی | سبو کو خم کو مے کو میکدے کو مے پرستاں کو
ہو جب تو ہی الساقی بھلا پھر کیا کرے کوئی | ہوا کو ابر کو گل کو چمن کو صحن بستاں کو
بنایا اے ظفر خالق نے کب انسان سے بہتر | ملک کو دیو کو جن کو پری کو حور و غلماں کو

غزل شاہ ظفر

کہوں کیا رنگ اس گل کا اہا ہا ہا ہا ہو ہو ہو
ہوا رنگ چمن سارا اہا ہا ہا ہا ہو ہو ہو
نمک چھڑکے ہے وہ کس کس مزے سے دل کے زخموں پر
مزے لیتا ہوں میں کیا کیا اہا ہا ہا ہا ہو ہو ہو
شرار و برق میں کیا فرق سمجھو ہیں کہ دونوں میں
ہے اک شعلہ بھبھوکا سا اہا ہا ہا ہا ہو ہو ہو
بلا گرداں ہوں ساقی کے کہ جام عشق سے مجکو

غزل ظفر

دیا ہم نے [illegible] اک ایسا اہا ہا ہا ہا ہو ہو ہو
[illegible] کی کہیں نہیں کیا
اری صورت پرستی [illegible] اہا ہا ہا ہا ہو ہو ہو
[illegible] تیغ قاتل میں
کھلا جانے [illegible] اہا ہا ہا ہا ہو ہو ہو
[illegible] طبیعت کی روانی کا
ظفر عالم [illegible] اہا ہا ہا ہا ہو ہو ہو

غزل آتش

ٹھوکریں مار کے مردونکو جلاتے نہ چلو — رشک ہے خاک میں زندونکو ملاتے نہ چلو
اونکی پازیب کی جھنکار کی آتی ہے صدا — فتنہ حشر کو بدخواب جگاتے نہ چلو
باغ میں آتی ہو سایہ اونکے تو پھر لو دو گام — کبک و طاؤس کا جھگڑا ہی چکاتے نہ چلو
برق و شمشیر کی اچھی نہیں چالیں چلنی — راہ کو کاٹتے جادہ کو جلاتے نہ چلو
مایل حسن کو منہ پھیر کے کہتا ہے وہ شوخ — خاک طینت ہو تو وہ دانے جلاتے نہ چلو
گری پڑتے ہیں کنوؤں اور گڑہوں میں گبر — ذقن و ناف کے عالم کو دکھاتے نہ چلو
دو قدم ساتھ جو چلتا ہوں میں گریاں اسکے — یہی فرماتے ہیں ہنسکے ہنساتے نہ چلو
گوشمالی و نہ گلگشت میں گل کو پیارے — طفل غنچہ ہے غریب او سکو ڈراتے نہ چلو
پر مشقت ہی رہ عشق چلے ہو دو گام — کوسوں دریا جو پسینے سے بہاتے نہ چلو
منہ چھپا کر یہ نکلتا ہی تمہارا اندھیر — رہ نشین عاشقو نکو راہ بتاتے نہ چلو
شق رفتار کرو گرم روی کی نہ سہی — کون سی چال ہے یہ آگ لگاتے نہ چلو
بھاگ کر عاشق شیدا سی کہاں جاؤ گے — قدم آہستہ رکھو ٹھوکریں کھاتے نہ چلو
اپنے ہاتھوں سے نہ اندھوں کا گلا گھٹواؤ — یوں چلو پاؤں کی آواز سناتے نہ چلو
کوئی معشوق الی عاشقو جاتے ہو تو جاؤ — یہ شگوں خوب نہیں خاک اوڑاتے نہ چلو
اُن سے کہدے کوئی آتے ہیں جو یہ لکہ ابر — چشم آتش کی طرح آنسو بہاتے نہ چلو

غزل جرات

اے دلا ہم ہوئے پابند غم یار کہ تو — اب اذیت میں بھلا ہم ہیں گرفتار کہ تو
ہم تو کہتے تھے نہ عاشق ہو اب اتنا تو بتاؤ — جا کے ہم روتے ہیں پہروں پس دیوار کہ تو
ہاتھ کیوں عشق بتاں سے نہ اوٹھایا تو نے — کف افسوس اب ہم ملتے ہیں آ یار کہ تو
وہی محفل ہے وہی لوگ وہی ہے چرچا — اب بھلا بیٹھے ہیں ہم شکل گنہگار کہ تو
ہم تو کہتے تھے کہ لب سے نہ لگا ساغر عشق — مے اندوہ سے اب ہم ہوئے سرشار کہ تو
پی جگہہ جی کا پھنسانا تجھے کیا تھا درکار — طعن و تشنیع کی اب ہم ہیں سزاوار کہ تو

وحشت عشق بری ... ہوئی دیکھا نادان
اسکو اب چھوڑ کے گھر بار کہ تو
ہم چلے دشت کو اب ... عبث کیجیو بس نالا
عشق ہے سوز ہیں ہیں آہ شرر بار کہ تو
اب بھلا ... ہوں ہیں ... لگ چلی
... ہمراہ ... بازار کہ تو
اب بھلا ہم ... ہوئے ... اسے جرات
... مشکل ... اشعار کہ تو
دیکھیو ہم ... سے ...

غزل شہید

سونے دو ... دو
... مثل ... مطلب کے سو مطلب کے دو
... مثل ... دو
دوہی دو ... دو
خال کے دو خط کے دو رخسار کے دو
یکدم ... دونوں ... ہوں تو دو
خواہ دو ... خواہ دو غبغب کے دو

اٹھہ بوسونکا ہون نو گرانبہ اد باشر کا	صبح کے دو شام کی دو روز دو شب کی دو
بوسے اوس رخ کی بیاپے ہم حسب لینے لگی	کہکے یون ہم اب کے دو یہ جیبکی دیتہ ب کے دو
لکہہ شہید ہے اور بہی شعر ین تبدیل ردیف	دل ربا کو بہیجیے بین بہتیے اس ڈہب کے دو

غزل سودا

آتو وہ قطرات عرق دیکہہ جبین کو	اختر جہڑے جہلکے ہین فلک پر سے زمین کو
آتا ہے تو اے شوخ کہ مین ردکے ہاہون	مانند حباب اپنے دم باز پسین کو
دیتی ہے نہین چین بد اپنے گمان کے	ساتہہ اوسکے مین جاتا ہون کوی جان کہین کو
ہرگز بجہان روسیہی اسکو نہو تیے	لگتا نہ مری نام ہی گر عیب نگین کو
جون دانہ سمجہہ مور دا ابر کرم حق	زاہد در میخانہ کے ہر خاک نشین کو
اک گل ہی چمن مین شنوا گوش نہین ہے	دے مرغ گرہ سینے مین فریاد حزین کو
مطلب کے مرے عرض یہ یکبار ہی سودا	ثانی نہ چہوایا کبہی اس لب سے نہین کو

غزل محتسب

سر سبز سبزہ ہو جو تیرا پایمال ہو	ٹہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو
موے کمر ہے یون بدن یار مین عیان	در نجف کی جرم مین جسطرح بال ہو
گل کی زبان گنگ ہے تو لنگ پاے سرو	کیا عندلیب کبک مین نہ بول چال ہو
رندو ضرور رقص ہو بزم شراب مین	ہاتہہ آئی گر نہ بہانڈ تو صوفی کا حال ہو
موذیکو بعد مرگ بہی آرام ہے محال	کسطرح زیر تیغ یہ گینڈیکی ڈہال ہو
دو دو نہ میری انکہون کیونکر سنون تیلیان	آنکہون پہر جو تیری تصویر مین خال ہو
کیا نیند آئی ہو جو یہی رات بہر خیال	گل تکیہ کے عوض کوی مخمل کا گال ہو
گر محتسب کو خون ہمارا ہوا حلال	یارب بہلا شراب تو ہم پر حلال ہو

غزل ہوس

تو نی عنایکی قامت جو دکہائی مجہکو	روش سرو چمن پہر نہ خوش آئی مجہکو
دل ما سینہ مین جون برق ہے شب بیتاب	کس نے یاد اوسکی تبسم کی دلائی مجہکو

ہاتہہ سے آبلہ پا کے مینگ آیا ہون
کوچہ یار تلک کب ہو رسائی مجہکو
جان گرتن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن
جان منظور نہین تیری جدائی مجہکو
ہائے مستی کی دہن سوجہہ گئی کیفیت
مے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجہکو
نہ ہوئی غم سے کسیطرح رہائی ہیہات
وصل کی دن بہی رہا خوف جدائی مجہکو

غزل ...

جیب کسکی پہلو سے مری جو گیا او بہہ وہ ہو
فتنہ برپا ہوا آفت نظر آئی مجہکو

غزل آت

ضعف آتا ہے دل کو تہام تو لو
بو پوست ذرا اسلام ہو بو
بو بیوست ہے بو پوست ہو
کون کہتا ہے میرے ایک جام تو لو
ہمنشین سے میرے ایک جام تو لو

ہمصفیر و جہٹو گئے مت تڑپو
دام ابہی اگے زیر دام تو لو

انہین بات تو نہ لوٹتا ہون مین
گالی نہین دے کی میرا نام تو لو

اک نگہہ پر بکی ہے انشا آج
مفت مین مول اک غلام تو لو

غزل آصف

تجہسا دلدار ہو اور ناز و خرام ایسا ہو
کیون نہ دل کفر سی منکر ہو جو رام ایسا ہو

کب مسیحا سے کری بات تو ای مصحف رو
مردہ دل کیون نہ جئی جسکا کلام ایسا ہو

مین ہون صدقی ترے تو گالیان دے ظالم
بندگی ایسی ہو اور اسکا انعام ایسا ہو

زلف مسکین مین جو سیر و کیے دل کیون نہ پہنسے
ایسا صیاد ہو اور ہاتہ مین دام ایسا ہو

آرزو ہے کہ شب وصل میسر ہووے
مین ہون اور یار ہو اور گردش جام ایسا ہو

ملتجے مت ہو سوا ات علی کے آصف
پہر تجہے چاہی کیا جسکا امام ایسا ہو

غزل نیاز

عشق مین تیرے کوہ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاط و زندگی چہوڑ دیا جو ہو سو ہو

عقل کی مدد سے اوٹہہ عشق کی میکدہ مین آ
جام فنا و بیخودی اب تو پیا جو ہو سو ہو

لاگ کی آگ لگ اوٹہی پنبہ طرح سب جل گیا
رخت وجود جان و تن کچہ نہ بچا جو ہو سو ہو

ہجر کی سب مصیبتین عرض کین سبکی رو برو
ناز و ادا سے مسکرا کہنے لگا جو ہو سو ہو

دنیا کی نیک و بدسی کام ہمکو نیاز کچہ نہین
آپ سی جو گذر گیا پہر او سے گیا جو ہو سو ہو

غزل بیدل سوز

میری جان جاتی ہے یارو سنبہالو
کلیجے مین کانٹا لگا ہے نکالو

نہ بہائی مجہے زندگانی نہ بہائی
مجہے مار ڈالو مجہے مار ڈالو

خدا کے لئے اے میرے ہمنشینو
یہ بانکا جو جاتا ہے اسکو بلا لو

اگر وہ نہ آوے ہمارے کہے سے
تو منت کر دگہیری گہیری بلا لو

اگرچہ خفا ہو کے وہ گالیان دے
تو دم کہا رہو کچہ نہ بولو نہ چالو

کہو ایک بندہ تمہارا مرے ہے
اسے جا لگنی ہے تو جا کر نکالو

جلو بکی ٹہری ہی آہ ہونٹی ہے بپا رہے
وراس سوز کی آئے جفن و عالو

غزل صبا

جو سونبکے ہے اوس مین زبان کی تیری نہ ہو
خوش او سلب اوس کی کمین زبان پر تر کو

داغ کیون نہ معطر ہو بلبل انشیلا
ہا ایک طرح جو آتی ہے تجہین کی بو

غزل نازنین

خفا گیا ترے چہرے پرسے گل خزان
گئی مزاج سے اب تک نہ پالی بن کی بو

جو بیٹہا ان کے محفل مین وہ مرا کہلوا
لگے وہ مست اوسی وقت انجمن کے بو

نثار تنی جب ترے زلفو مکی لگی ہے صبا
ختا سے جاتی رہی نافہ ختن کی بو

غزل نظر

جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہو
یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو
جدا جو ہمکو کرے اُس صنم کے کوچہ سے
الٰہی راہ میں ایسا کوئی رقیب نہو
علاج کیا کریں حکما تپ جدائی کا
سوائے وصل کے اُسکا کوئی طبیب نہو
نظیر اپنا تو معشوق خوبصورت ہی
جو حسن اوسمیں ہے ایسا کوئی حبیب نہو

غزل یوسف

دیکھکر اُس کے روے خندان کو
گل نے پرزے کیا گریبان کو
اُسکے ہونٹوں کے آگے قدر نہیں
لعل پھر جاوے گر بدخشان کو
آنکھہ تیری شکار افگن ہے
کیوں نہ بھاگے ہرن بیابان کو
گرم ہو گر نہ سوئے یار کے ساتھہ
آگ لگ جاوے اس زمستان کو
یاد آئی ہے صورت یوسف
کہول کر دیکھتے ہیں قرآن کو

غزل انشا

کوئی اس دام محبت میں گرفتار نہو
انجدا یہ تو کسی بندے کو آزار نہو
کیجے اقرار کچھہ ایسا کہ پھر انکار نہو
یعنی آپسمیں کسی ڈول کی تکرار نہو
غیر کو صحبت دلدار میں کیوں بار نہو
یعنی کیا معنی جہاں گل ہو وہاں خار نہو
دیکھہ آئینہ میں مُنہ اپنا خریدار نہو
ناک چوٹی میں بس اتنی ہی گرفتار نہو
اُسکے ملنے سے گرانی ہی بس آجاتی ہی
نکہت گل کی طرح سے جو سبکسار نہو
کیا ہی خوش آیا یہ مقطع ہو کل انکا کہنا
آدمی کیا کہ جسے بوجھ نہو بھار نہو
سیر تو ایک طرف لاکھہ غنیمت کہ یہاں
سانس لینے میں کوئی شخص گنہگار نہو
جام ایسا تو گلفام وہ کس کام بھلا
آدمی پی کی جسے خوب ہی سرشار نہو
سطر مسطور کے لوہو سے ہوئی یہ تحریر
یعنی سردار نہیں وہ جو سردار نہو
نالہ مرغ چمن نے اُسی بے خواب کیا
مجھے ڈر ہے کہ خفا مجھسے وہ دلدار نہو
ہے یہ تو قصد کہ چھیڑوں اُسی لیکن کیونکر
ہیں جو چھیڑوں تو بھلا مجھسے وہ بیزار نہو
کہول دیتا ہوں تیری کان ابھی اے انگل
ایسی تقصیر کبھی پھر خبردار نہو

آج ہے دہوم اسیران قفس آتے ہیں
جا کے دیکھو تو کوئی تازہ گرفتار نہو
بخت بیدار اگر خواب میں تجکو دیکھے
تو وہ پھر تا بقیامت کبھی بیدار نہو
کہہ غزل اور دعا یہ ہی دو ذوق کہ شاید
کوئی اس یوسف مصر کا خریدار نہو

غزل ذوق

شعر جرأت

اس پابندی پہ دیا عشق نے زینہ ہمسر
کہ فلک تیرا بانطوفال سے چہرہ یا ہمسر
وہ مجنوں ہیں دل اپنا ہی صحرا ہمسر
اور جنون فتنہ لیلے ہے سویدا ہمسر
بس الہ ابر سے برق نہ اتنا ہمسر
کیا فاک سے بیدا ہمسر
طوفان زدہ باجرہ ہمسر
رکدیا ہے آگر مرنے پہ اڑا ہمسر

ادہر ہم درد کہاں ہو نہو الحضرت دل — درداب تمکو ہمارا ہو تمھارا ہم کو
پھینک کر شیشہ دل ہاتھ سے کہتا ہے وہ مست — کیا بنایا تھا ہتیلی کا پھپولا ہم کو
نخل خرما کی طرح بلغ محبت ہیں لا — کثرت زخم سے اک خلعت زیبا ہم کو
تن سے کیا جان کہ دل اپنی نکلنے پاوے — ہو خبر طلیکہ ترے آنے کا ہروا ہم کو
آچکی ہے سر گرداب فنا کشتی عمر — ہر نفس باد مخالف کا ہی جھوکا ہم کو
ہم گئے جسکی طرف جوں گل بازی اُس نے — پاس آنے نہ دیا دور ہی پھینکا ہم کو
رشک تھا اپنے نوشتے میں کہ اُس نو خطانے — خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہم کو
ایکدم عمر طبعی ہے یہاں مثل حباب — فکر امروز ہے نہ ہے غم فردا ہم کو
کیا ستم ہے کہ پے قطع رہ عشق فلک — آرہ سال دیا ہے دندان عوض یا ہمکو
دل میں ہیں قطرہ خوں چند سوا نند حباب — نہی وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو
ہم تو کہتے تہے کہ ذوق انکی تو نظر ہمکو نہ چھیڑ — اب وہ برہم ہیں تو ہی تجکو قلق یا ہمکو

غزل سودا

بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو — ہوا ہو ابر ہو ساقی ہو اور دنیا ہو
رواہے کہہ تو بھلا اے سپہر نا انصاف — ریا و زہد چھپے راز عشق رسوا ہو
بھرا ہے اسقدر اے ابر دل ہمارا بھی — کہ ایک لہر میں روی زمین دریا ہو
جو مہربان ہیں سودا کو مغتنم جانیں — سیاہی زاد وہ کب ملتا ہی دیکھیے کیا ہو

غزل وحشت

زخم جدائی دل پہ لگا گہ اِس پہلو گہ اُس پہلو
دل بر میں تڑپتا ہائے رہا گہ اِس پہلو گہ اُس پہلو
وہ خواب میں ہم آغوش ہوا اور کھل گئی اکبار آنکھ مری
پھر درد جگر اکبار اوٹھا گہ اِس پہلو گہ اُس پہلو
ہیہات کہاں اب ہاتھ لگے وہ رشک پری ہمبہر صنم
بالین تھا جسکے ہاتھ مرا گہ اِس پہلو گہ اُس پہلو
تھا خواب عدم میں راحت سے اے جوش جنوں کیوں تو نے مجھے
عشق دکھایا تو نے مجھے بیتاب بنا ہوں میں پڑا گہ اِس پہلو گہ اُس پہلو
پہلو سے لگا کر پہلو کو مجھ پاس نہ بیٹھا گہ اِس پہلو
بیٹھا وحشت سے اے یار یہ بیکل خار دیا گہ اِس پہلو گہ اُس پہلو

غزل سوز

تا در کوے صنم پاؤں مجھے پہنچا دو
یا ابھی دل کو مرے پاس مجھے اُسکے لادو
ہم وہ تیں ابہری کی مجھے یاد نہیں
تو گرفتار ہوں اے ہم قفسو بہلا دو
سانس لینے دو جری پیچ مجھے جان ابی کیا ہے
نہیں تو کرتے ہو کہ صبر کرو جانا دو

مغنیچو اور توقع تو نہین تمسے اب	آتش عشق تو دامن سے بہلا لگاو
درد ہی سوز ہے دنیامین غریبونکی ٹب	شاعری تمکو مبارک یہ رہے او استاد

غزل میر تقی

منعقد کاش مجلس گل ہو	درمیان تو ہو سامنے گل ہو
گر میان متصل رہین باہم	نہ تساہل ہو نا تغافل ہو
اب ہوا ان یون جگر سو اٹہتا ہے	جیسے پر پیچ کوئی کاکل ہو
مت طالع نہ جذب پہر دلکو	کس بہروسے پہ ٹک تحمل ہو
لگ نہ چل اے نسیم باغ کہ مین	رہگیا ہون چراغ سا گل ہو
اوٹہہ چلا لالہ سان رہا تو کیا	داغ بہی ہو تو کوئی بالکل ہو
طول رکہتا ہے درد دل میرا	لکہنے بیٹہون تو خط ترسل ہو
ہو جو مجہہ بادہ کش کے عرس مین لگ	جبکہ قلقل کے شیشے کے قل ہو
دیر رہنے کی جا نہین یہ چمن	بوئے گل ہو صفیر بلبل ہو
مجہہ دیوانے کی مت ہلا زنجیر	کہین ایسا نہو کہ پہر غل ہو
منکشف ہو رہا ہے حال میرا	کاش ٹک یار کو تامل ہو

غزل کنور

تم سبہون کا یار ہو محبوب ہو	ہر طرح اچہا ہو خوش اسلوب ہو
قتل کرتا ہے ہمین یا نہ وہ شوخ	دیکہیے کیا اوسکی تئین مرغوب ہو
ایک حالت پر نہین رہتا مزاج	شیخ جی تم ہو نہ ہو مجذوب ہو
شکر اللہ اوسکی پاس آ ہو تب شیخ	عاشقو نین تم بہی اک محبوب ہو
جان و دل تو کر چکا تیرا نثار	سر تلک بہی دون اگر مطلوب ہو
کیا برا ہے رسم شہر عشق کا	وصل دو دل ایک جا معیوب سا ہو
ہے کہڑا عاشق تمہارا وہ کنور	گر بلا لیجے تو اوسکو خوب ہو

غزل انشا

پہر جو مارنے لگا تو مزا تب ہے کہو اور سنو
بات میں تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو
تم کہو گے جسے کچھ کیون نہ کہے گا تمکو
پہر جہوڑ دیوے گا بہلا دیکہہ تو لو اور سنو
یہی انصاف ہی کچھ سوچو تو دلمین اپنے
تم تو سنو کہو مری یک نہ سنو اور سنو
ابتو سمجہاتے خفا ہوئی کہو ہو مجہ سے
ہم قسم تمکو مرا نام تو لو اور سنو

مخمس

عرض احوال مرا اپنے جہان کی اور سنو
جا ورے واوڑ ہارا و ہو چلو اور سنو
چلکے دو ایک قدم دیکہیے ہو اور سنو
کیا ہیان اس تو چلے جاتے ہو اور سنو
اب یہی بات مین ہے چہیڑ و کو پہر اپنے
اب یہی بات مین پہر اوٹہہ اوٹہو اور سنو
اوڑ یہ چلتی نہین یہی چلے ہی بتا باتین نہین
دیکہیو تا ٹہیرو نہین ہنسنے لگو اور سنو

بات میری نہین سنتی جو اکیلے مل کے | ایسی ہی ڈھب سے سنا دون کہ سنو اور سنو
شکوہ مند آپسے اتنا ہون سوا کا کیا دخل | تم نہ مانو تو کہون چلکے چپو اور سنو

غزل سودا

بلبلان سب روتی ہین باغبان رو دیجیو | آنسو اور شبنم ستی حوض و نہر بہر دیجیو
یہ وصیت کر کے بلبل باغبان سے مر گئی | کہ گئی مجھکو جگہہ تحت چمن بیچ دیجیو
بعد میرے دفن کے تو قل ہٹرا چاہا اگر | کہود کر بہر بیخ گل کو صاف مٹی دیجیو
پہر قدم چالیس ہٹکرا کے تربت پر مرے | فاتحہ کی جاے پر تعریف گل کی کیجیو
یا تہا مد نسے سودا کی تئین یہ ماجرا | آج کیون ظاہر نہین کچھ بہید اسکا کیجیو

غزل مومن

اوٹھی وہ شکوے کرتے ہین اغیار اداکے ساتھ | بیطاقتی کے طعنے ہین عذر جفا کے ساتھ
پھر عیادت آئی ولیکن قضا کے ساتھ | دم ہی نکل گیا مرا آواز پا کی ساتھ
بے پردہ غیر پاس اوسی بیٹھا نہ دیکھتی | اوٹھ جاتی کاش ہم بھی جہان سے حیا کے ساتھ
شاید وہ لالہ رو گیا گلگشت باغکو | کچھ رنگ بوی گل کے عوض ہے صبا کے ساتھ
اوسکی گلی کہان ہے یہ کچھ باغ خلد ہے | کس جاے مجھکو چھوڑ گئے موت لاکے ساتھ
آتی ہے بوے باغ شب تار ہجر مین | سینہ ہی چاک ہو نکیا ہو فنا کی ساتھ
گلبانگ کسکا مشورہ قتل ہو گیا | کچھ آئی بوئی خون وہان کے ہوا کے ساتھ
تہی وعدے سے پہر انیکی خوش یہ خبر نہتی | ہے اپنی زندگانی اوسی بیوفا کی ساتھ
اللہ رے مگر ہے بت و بتخانہ چہوڑ کر | مومن چلا ہی کعبہ کو اک پارسا کی ساتھ

غزل ولی

بس تو دل کیون توڑا اس بت عیار کے ساتھ | کوئی آتا ہے بہلا ایسے ستمگار کے ساتھ
دام مین آنکی صیاد سے بلبل نے کہا | بچنا مجھکو کسی آئینہ رخسار کی ساتھ
اوسے آن ہاتہو نکی لیتا ہون مین دم بہر آن | کیونکہ مدت سے رہے ہاتھ مین دلدار کے ہاتھ
جلد پہر اوسکو ملاوے یا مجھے دور رکھے | ایسی ہی بات مری حضرت غفار کی ساتھ

حشر کا خوف و ملک تو نہین ہے واہم | ہے شفاعت پہ وہان احمد مختار کے ہاتھ

غزل میر تقی

عزت و قار کیا ہے کسی خود نمائے ہاتھ | ہے آبرو فقیر کی شاہ و دلا کے ہاتھ
بہلا دیا فلک سے ہمین تیغ آسمانی بلا | اوٹھنا ہمارا خاک سے ہے اب خدا کے ہاتھ

غزل ناسخ

آنکھو نمین اشنا تہا مگر دیکھا تہا کبہی | تو گل کہل ایک دیکھا ہے پینے صبا کے ہاتھ
دیکھ اوسکو مجھکو یارون نے حیران ہو گیا | کس ڈہب سے لگ گیا ہے یہ گوہر گدا کی ہاتھ
دیکی گرہ نہ ناخن تدبیر سے | عقدہ کہلے گا میرا یہ مشکل کشا کی ہاتھ

غزل آتش

پرچھائیں اپنی چال کی ٹک منہ کو موڑ دیکھ | گردن کی یہ لچک یہ کمر کی مروڑ دیکھ
پیکان تیر آہ ہے آلودہ زہر سے | باور نہو تجھے تو مری دلکو توڑ دیکھ
مینے کہا کہ عشق کو اب چھوڑتا ہوں خیر | بولا کسی سا وہی ہے اچھا نہ چھوڑ دیکھ
چوکھٹ پہ مینے اسکی جو پٹکا یہ سر کہا | دروازہ کھولتا ہوں سر اپنا نہ پھوڑ دیکھ
جوڑی جو اس نے مجھسے تو توڑی رقیب نے | انشا تو اپنے یار کی یہ توڑ جوڑ دیکھ

غزل سودا

کہاں وہ نور کا شمس و قمر میں ہے شعلہ | جو حسن یار کا اپنی نظر میں ہے شعلہ
نظر کرو وہ بنا گوش گوشوارو نیں | کہ بجز حسن کے ہر اک گہر میں ہے شعلہ
غضب جو ذرہ دل اسکی میں ہو تو کم مت جان | کہ سنگ میں ہی شرر اور شرر میں ہے شعلہ
شرر ہے کم نہیں آتا ہی گرم قطرہ اشک | یہ عاشقوں کی اگر چشم تر میں ہے شعلہ
سموم عشق کی تاثیر نے جلا مارا | تری ہی اے نفس سرو تر میں ہے شعلہ
سدا تلاشمیں یار و اس آتشیں خو کی | یہ رات دن مہ و خور کا سفر میں ہے شعلہ
ندی تو نالہ یہ تکلیف ہمصفیر مجھے | کہ نالہ یاں نہیں اس مشت پر میں ہے شعلہ
یہ تکمے کی ہے جھلک یار کے گریباں پر | کہ جیسے مہر کا جیب سحر میں ہے شعلہ
بتا نکا عشق ہی سودا اٹر اہی شعبدہ باز | کہ دل کے سوختہ کو اس نہر میں ہی شعلہ

غزل صاحب

گر تجھے قتل ہے منظور چلا آ بسم اللہ | تیغ موجود ہے حاضر ہے گلا بسم اللہ
ہم تو حاضر ہیں نکرتی ہیں ترا حکم عدول | خون دل تو جو پلاتا ہے پلا بسم اللہ
دیکھئے اسکی ملاقات مجھے کب ہو نصیب | ہجر میں تیری مرا دل تو جلا بسم اللہ
اس طرح خوب نہیں جانکا دینا اپنا | در ایوان پہ ٹک ٹہرو تو بھلا بسم اللہ
گر تقدیر ہی تجھے حال پہ صاحب سخن | زخم دل کا تو اب اس سے کی نہ سلا بسم اللہ

غزل مشتاق

کیا بر میں تڑپتا دل بیتاب ہے واللہ | سیماب ہے سیماب ہے سیماب ہے واللہ
تاب رخ دلدار سے مہتاب ہے خورشید | کیا آب ہے کیا آب ہے کیا آب ہے واللہ
یہ نجر مژگاں میں ترے گوہر آنجو | نایاب ہے نایاب ہے نایاب ہے واللہ
دکھلائے وہ شمشیر دکھا تشنہ لبوں کو | کیا آب ہے کیا آب ہے کیا آب ہے واللہ
مشتاق ہمیں کر کے بھلا آئے جناب آپ | آداب ہے آداب ہے آداب ہے واللہ

مخمس رمضان علی ودم

مرزا رمضان علی ... ناز و ادا واہ واہ
... مبارک ہو دے ناز و ادا واہ واہ
بے بیان ... مقصد جان ہو ... واہ واہ
... اوج پہ جل کہاں ... واہ واہ
... خلق میں شور اٹھا واہ واہ

اسلیئے آئی ہمیں دیکھنے جاویں تجھیں — بندہ نوازش تمہیں حق رضا واہ واہ

آگے گلی میں تیرے صبحکو اور شام کو — تیری گدائی میاں ہے یہ صدا واہ واہ

کمتریں مضطر کہیں دیکھکے جلوہ تیرا — سر کو جھکایا ادب صل علی واہ واہ

غزل جرات

شب کسی کامل کی حکایات ہے واللہ — کیا رات ہے کیا رات ہے کیا رات ہے واللہ

دل چھین لیا اسنے دکھا دست حنائی — کیا ہات ہے کیا ہات ہے کیا ہات ہے واللہ

عالم ہے جوانی کا ہے جو اُبھرا ہوا سینہ — کیا گات ہے کیا گات ہے کیا گات ہے واللہ

وشام کا پایا جو مزا اُسکے لبوں سے — صلواۃ ہے صلواۃ ہے صلواۃ ہے واللہ

جرات کی غزل جسنے سُنی اُسنے کہا واہ — کیا بات ہے کیا بات ہے کیا بات ہے واللہ

غزل سودا

غیر پہ نت ہے کرم ہم پہ ستم واہ واہ — دیکھ لیا بس تجھیں ہمنے صنم واہ واہ

مہر کرے یا جفا جسپہ ہو اوسکی رضا — اوسکی رضا میں سدا گذری جو دم واہ واہ

سبز کیا کشت کو برس کے عالم میں تو — ٹک تو ادھر بھی کبھو ابر کرم واہ واہ

خانہ مشرب کو دیکھ تازہ بنا کو مرے — کہتے ہیں نت ساکن دیر و حرم واہ واہ

لکھنے لگی جو کوئی ریختہ سودا کی طرح — اونپہ زمیں سے ہو تا لوح و قلم واہ واہ

غزل مظہر

اوسکو تو بھیجا ہے مجھ خط صبا کے ہاتھ — اسواسطے لکھا ہے حسن میں حیا کے ہاتھ

برگ حنا پہ لکھوں ہوں احوال دل میرا — شاید کبھی تو جا لگے اُس دلربا کے ہاتھ

آزاد ہو رہا ہوں دو عالم کی قید سے — مینا لگا ہے جب سے مجھ بینوا کے ہاتھ

آیا ہوں میں برائی تیری دیکھ ہر سحر — سُور چلکے ہاتھ جو بڑے دیکھا صبا کے ہاتھ

مظہر چھپا کے رکھ دل نازک کی آب تیری اسکے — یہ شیشہ بیچتا ہے کسی میرزا کے ہاتھ

غزل درد

ہر طرح زمانے کے ہاتھوں ہیں ستم دیدہ — گر دل ہے تو آزردہ خاطر ہو تو رنجیدہ

گلشن وہ دوراں میں از خفگی طالع — ہیں ابر سے بیکس جون سبزہ خوابیدہ

سیر شعوب لیکن ہرطرح رہا اور دل میں تیرے ہوں — اسکے شعر ہیں تیرے اور دل شوریدہ

جو کچھ کہ تری دی یاد آئے مکان کا سو دل ہی تو نظر نہیں — اوسکو دور بیٹھنے ہو تیرے تک لطف کو ملا وہ

ادہر ہے کو کچھ سوال کی بات ہو نہ سکے میں بیٹھے ہی تو دور دیدہ

یہ جو رہ ہے جو عالم کو ہو دو نہ ہو لیکن

بابِ دیدکی اسے ہو ہو دل و دیدہ

غزل اسکی

کرتا ہے جگر دل میں خوں آب دیدہ جستہ

اسے درد یہ تیرا ہی ہر مصرع پیچیدہ

غزل میر تقی

نظر آیا تھا صبح دور سے وہ

پھر چھپا خود آپ اپنے نور سے وہ

جز برادر عزیز یوسف کے

نہیں لکھتا کبھی غرور سے وہ

دیکھیں عاشق کا جی کہ ہے کہ نہیں — تنگ ہے جان ناصبور سے وہ
کیا تصور میں پہر ہے صورت — کہ سرکتا نہیں حضور سے وہ
خوبی اس خوبی سے بشر میں کہاں — خوب تر ہے پری و حور سے وہ
دل لیا جس غمیں کا تو نے شوخ — وہی گیا جی ہی اک سرور سے وہ
خوش ہیں دیوانگی میں میرے سب — کیا جنون کر گیا شعور سے وہ

غزل انشا

تو مجھسے لگا کہنے کہ چل ہٹ کہیں پر بیٹھ — کیون مجھسے لگا شان جتانی نہ اری بیٹھ
کب تک تو ڈراتا ہے پہر ہاتھ میں لے تیغ — غصہ تو کہیں جانے دے بس خیر میرے بیٹھ
تو دوڑ کے آتا ہے مجھے چھیڑنے شب کو — نادان یہ بہلا کون ہے سوچ نہ اری بیٹھ
کہتا ہے طلا کیون نہ وہ بیٹھا ہو مرے پاس — کہتا ہوں نہیں اس سے بھی کچھ ٹک ور ذرے بیٹھ
انشا کہیں ہیں لول مرا جی نہ کرو نا بس — مت ہاتھ کو اس طرح سے تو سر پہ دہرے بیٹھ

غزل ذوق

تری گلی کو وہ بیمار غم دارالشفا سمجھے — اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے — اوسی تیر قضا اوسکو پر تیر قضا سمجھے
شہیدان محبت خوب کہیں تیغ وفا سمجھے — بہا ہر خون کو قاتل میں اسکو خون بہا سمجھے
وہی کچھ تلخ کام اس زندگانی کا مزا سمجھے — کہ جو زہراب تیغ یار کو آب بقا سمجھے
ہر اک گردش میں سو انداز ناز فتنہ زا سمجھے — فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے
ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے — اور اس پر بھی نہ وہ سمجھے تو اوس بت سے خدا سمجھے
برائی میں ہماری وہ اگر اپنا بھلا سمجھے — برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے
تجھے اے سنگدل آرام جان دلربا سمجھے — بڑے پتھر سمجھ پر آنے ہم سمجھے تو کیا سمجھے
وہ ہم سے خاکساروں کو جب اپنا خاکپا سمجھے — ہم اپنی خاکساری کو اپنے حق میں کیمیا سمجھے
تری کشتی جو یون خم اعلام سی یک بیک چونکے — اگر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے
نسیم صبح گلشن میں اگرچہ ہو دم عیسی — ترا بیمار غم تجھ بن سموم جانگزا سمجھے

روان ہوتا ہے اس بستان سرا سے کاروان گل
چٹکنے کو صبا غنچے کے آواز درا سمجھے
حباب اصلا نہ تو چھے مجھسے میرے دل کی زخمون کا
حباب دوستان درد دل اگر وہ دربا سمجھے
اگر دلکو نکالا چیر کر پیکان تو رہنے دو
کہ عاشق اپنے پہلو میں اسیکو دل کی جا سمجھے
کری آہ رسا میرے جو سیر عالم بالا
فلک کو بھی تو نہیں اک آبلہ سا زیر پا سمجھے

نمی ہے زخم دل

نہ آیا خاک بہی رستہ سمجہہ مین عمر رفتہ کا
مگر سمجہے تو داغ معصیت کو نقش پا سمجہے

خبر سنتے ہی قاصد سے ہوئی ہم بیخبر بالکل
ترے پیغام کو گویا کہ پیغام قضا سمجہے

نحوست بہی سعادت ہو گئی زلفون مین جو نکلے
گلیم تیرہ بختی سر پہ ہم ظل ہما سمجہے

گشادکار ہمنے پنجۂ تقدیر کو سونپا
خرد کے ناخنون کو ناخن انگشت پا سمجہے

بلا دس زلف کی مصرع مین ہے مضمون پیچیدہ
اوسی سے یہ کہلی جو معنے ناز و ادا سمجہے

ہوا نے زلف کو چہیڑا اور اپنا دل لرزتا ہے
کوئی جانی تو کیا جانے کوئی سمجہے تو کیا سمجہے

سمجہہ ہی مین نہین آتی ہے کوئی بات ذوق اسکی
کہین ایسا نہو وے ہمنے دکا فرادا سمجہے

غزل مومن خان

کشتۂ حسرت دیدار ہین یارب کسکے
نخل تابوت مین جو پہول لگی نرگس کے

وہ چلا جان چلی دونون یہانسے کہسکے
اوسکو تہاموں کہ اسی پاؤن پڑون گر گرکے

پاؤن تربت پہ مرے دیکہہ سنبہلکر رکہنا
چور ہے شیشۂ دل سنگ ستم سے بسکے

مجکو مارا یہ مرے حال تغیر نے کہ ہے
کچہ گمان اور ہی ہر ایک کے دل مین کسکے

کس پریرو سے ستمگر سی لڑا دل افسوس
کسپہ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہین اسکے

بخت برگشتہ سے قربان عدو ہونگے
آگ بن جاتی ہے وہ گردہیر دن مین جسکی

نالۂ رشک نہو باعث دردسر مرگ
غیر کی سر پہ لگاتا ہو وہ صندل گہس کے

لذت مرگ سے ہجران سے دعا ہی کہ خدا
یہ مزا ہو نہ نصیبون مین کسی بیحس کے

کیون نہ ہم شمع کی مانند جلین دور کہڑے
جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

یار مومن سے ہی مین مدعی طبع روان
واہ افکار تران اور مع یا بس کے

غزل نصیر

چلد ہر دہ ماہ لقا صبح جلوہ گر ہو جائے
مرا بہی جون گل خورشید منہ ادہر ہو جائے

کسیکا تشنۂ خون وہ نگار گر ہو جائے
تو اوسکے آگے حنا تا بتہ باندہکر ہو جائے

تصور اوسکی ہے آنکہون کا روز و شب ہمکو
دل اپنا کیون نہ دو عالم سے بیخبر ہو جائے

شکر لبون کی قد و نکا ہے خیال مجہے
جو دلسے آہ بہی نکلے تو نیشکر ہو جائے

[illegible] شتاب ادو [illegible] سکیلے ماجرا سے دل اپنا
سر فلک چشم [illegible] نو پایہ [illegible] ہو جائے
الہی عشق جوان جون جون [illegible] پائے [illegible] دم
اسی قدم [illegible] زندگی [illegible] ہو جائے
وہ جام [illegible] مین [illegible] بیکسی [illegible] و ساقی
اگر بیگانہ [illegible] چشم [illegible] ہو جائے
بہارے سر [illegible] ہو جائے

غزل نظیر

[illegible] گرم سے محبت کا آہ [illegible]
درست اس سے غذا پا نہین اگر [illegible]
تو سو طرح سے مرا [illegible]
یقین ہے کہ ہمکو کہین [illegible] تو [illegible]
خدا و کہاں کہین [illegible] روز وصل نصیر
شب فراق رہنا ہی کی سحر ہو جائے

غزل درد

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے یہ کہ جہاں تو سما سکے

وحدت میں تیری حرف دوئی کا نہ آسکے
آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے

میں وہ فتادہ ہوں کہ بغیر از فنا مجھے
نقش قدم کی طرح نہ کوئی اوٹھا سکے

قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لے
اُسکا پیام دل کے سوا کون لا سکے

غافل خدا کی راہ پہ مت بھول زینہار
اپنے تئیں بھلا دے اگر تو بھلا سکے

یارب یہ کیسا ظلم ہے ادراک فہم یہاں
دوڑے ہزار آپ سے باہر نہ جا سکے

گو بحث کر کے بات بنائی تو کیا حصول
دل سے اوٹھا غلاف اگر تو اوٹھا سکے

اطفار ناز عشق نہو آپ سے کبھی
یہ آگ وہ نہیں جسے پانی بجھا سکے

مست شراب عشق وہ بیخود ہے جسکے شعر
ایسے درجا ہے لائے بخود پھر نہ لا سکے

غزل میر تقی

پسند زلف کرے قیدی کمند کرے
پسند اسکی ہے وہ جس طرح پسند کرے

ہمیشہ چشم ہے نمناک ہاتھ دلبر سے
خدا کسیکو نہ ہمسایہ درد مند کرے

بڑے بڑوں کو جھکاتے ہی کر بنی اُسدم
پکڑ کے تیغ وہ اپنی اگر بلند کرے

بیان دلکے ہی جلنے کو کرے مجلس میں
اچھلنے کو دتے کو ترک گر پسند کرے

ترے مجھکو راہ سے بچائے مکر دنیا کا
ہزار رنگ یہ فرتوت گو پچھند کرے

سوا اسکے بڑی ڈاڑھی میں ہے کیا شیخ
کہ جو کوئی تجھے دیکھے سو ریش خند کرے

دکھا دے آنکھ کبھو زلف کھول منہ پہ کبھو
کبھو خرام سے رستی کی رستی بند کرے

اگرچہ سادہ ہے لیکن ربودن دل کو
ہزار پیچ کرے لاکھ لاکھ فند کرے

سخن یہی ہے جو کہتے ہیں شعر میر سے سحر
زبان خلق کو کسطور کوئی بند کرے

غزل آتش

بہار آئی مراد چمن خدا نے دی
شگفتہ غنچے ہوئے بوئی گل خدا نے دی

دکھائی روے مخطط نے پاس کی اعجاز
کلیم پوش کو پیغمبری خدا نے دی

گئی ہے دیر سے ابتک پھری نہیں شاید
در قبول کے اوپر پڑھی دعا نے دی

عزیز داغ محبت کو رکھتے ہو آتش
نشانی اپنی یہ کس لالہ گوں بنا نے دی

غزل ناسخ

نہ فقط چاہ مجھے قامت دلدار کی تھی
مثل منصور زمانے کو ہوس دار کی تھی

ہر خریدار کو تھا مرتبۂ موسیٰ کی
آتش طور سے گرمی تری بازار کی تھی

مخمس

[illegible]

تھا تری نرگس مے گوں سے زمانہ بدمست | نہ کسی رند کو کب خانہ خمار کی تھی
چہرہ آتشکدہ، ابرو تھے سو محراب حرم | گردن آگے ترے خم کافر و دیندار کی تھی
صلحنامہ جو لکھا ترے خط مشکیں نے | نہ رہی جنگ جو کچھ میری اور اغیار کی تھی
ہوگئی سبزۂ خط اس کو شفا کی بوٹی | اس سوا اور دوا کیا دل بیمار کی تھی
تھی نہ امید رہائی کی دل ناسخ کو | لاکھ زنجیر ترے گیسوئے خمدار کی تھی

غزل قطب

کس شان سے آئی ہے یہ چالاک لبنتی | اور پہنے ہوئے سرخ ہے پوشاک لبنتی
معلوم نہیں عشق میں ہے کس کے گرفتار | کیوں رکھتی ہے یہ سینہ کشی چاک لبنتی
ہیں ہم ترے مشتاق ذرا آکے لپٹ جا | فرقت میں تیری ہوگئی بس خاک لبنتی
گل پھولے سماتے نہیں گلشن میں عزیزو | اور باد صبا جھاڑے ہے خاشاک لبنتی
کیونکر نہ قطب ہووے فدا جان و جگر سے | ہوتا ہے تصدق ترے افلاک لبنتی

غزل آتش

نگہ ہے اس پری کی سحر چتون اک آفت ہے | معاذ اللہ جو دیکھی اس طرف یہ کس کی طاقت ہے
چمن ہے جام صہبا ہے گھٹا ہی جا ہی خلوت ہی | اگر ایسے میں آجاوے تو صاحب وقت فرصت ہے
رگڑنے دو مجھے تلووں سے تلوے اپنی آنکھیں تم | تصدق میں تمہارے جاؤں اس سے مجھکو راحت ہے
سیاہ ابھار کر پنجہ چمٹ جاوے کہیں وحشت | بری تیور نظر آتے ہیں اس سے مجھکو وحشت ہے
بھلا کیونکر نہ عشق ہوں ہم کر دیں وضع کیا سب | فطانت ہی ملاحت ہی نزاکت ہی صباحت ہے
مجھے کیوں گالیاں دیتے ہو مجھے کرکے ناحق تم | ارے مکتب کے لڑکو ہاں بھلا یہ کیا شرارت ہے
بھلا آخوجی صاحب کو آنے دو کہونگا میں | کہ اے حضرت سبق آپ سنیے یہ حقیقت ہے
دیا ہے پاؤں شوخی میں تو شاگردوں نے صاحب کے | جہاں چھٹی لی انکو تو اک برپا قیامت ہے
کسی کا منہ چڑھا جانا کسیکو بیت کہنا | سدا ہماری آپ مسجد کو یہاں ہوتی فضاحت ہے
کتابو پر پڑے ڈھیر بچے ہے ٹھاپ طبلوں کی | اگر جھک کے نظر کیجیے تو یاں کچھ طرفہ صحبت ہے
مراتب غوث کا ملتا ہے اجزائے گلستاں کو | نہایت شیخ سعدی کی یہاں ہوتی فضیحت ہے

وہ آئے ہیں سر انداز کھیلیں [illegible] سانے جو جو
عرض نہ کر صبا جنوں کی جو بات ان [illegible]
نہیں اب سوچ پہ بیٹھ [illegible] بیٹھے [illegible] سب ہیں
اے [illegible] جو دو دو [illegible] جانو اور [illegible]
[illegible] غزل اے [illegible]
خدا کے فضل سے [illegible] فصاحت بلاغت [illegible]

غزل مومن

تضمین ناسخ

سینہ کوبی سے زمیں ساری ہلا کے اوٹھے
کیا علم دیوم سے تیر سے شہدا کے اٹھے
آج اس بزم میں طوفان اوٹھا کے اوٹھے
یاں تلک روئے کہ اسکو بھی رلا کے اٹھے
دل سے کیونکر نہ دیوان سلطہ ہوا کے اٹھے
شعلہ ہائے پر غم سینہ جلا کے اٹھے
گر نہ ہو دل میں خیال نگہ خواب آلود
دیدہ کیا از خفتہ جنب کے اٹھے

شمع کی جور کا محفل مین جو مذکور ہوا
دل جرا بیٹھے تھی جب آنکھ جرا کی او ٹھے

گو کہ ہم صفحہ ہستی پہ ہین یکحرف غلط
ٹیک اوٹھے بھی تو اک نقش مٹا کی او ٹھے

ہو عذاب شب یلدا سی رہائی یارب
زلف منہ سے کہین اس مہر لقا کی او ٹھے

اُف ری گرمی محبت کہ ترے سوختہ جان
جس جگہہ بیٹھہ گئی اگ لگا کی او ٹھے

مین جو کہتا تھا تمہین تاثیر مگر رہا تہ مرے
ضعف کی ہاتھ سی تب وقت دعا کی او ٹھے

سوزش دلسے ہوا کیا ہی مین پانی پانی
وہ جو پہلو سے پسینے مین نہا کی او ٹھے

جمی ہی مانند نشان کف پا بیٹھہ گئی
یاد ن کیا کو جیسے اس ہوش ربا کی او ٹھے

شعر مومن کے پڑہے بیٹھہ کے اوسکے آگے
خوب احوال دل راز سنا کی او ٹھے

غزل سودا

گوہر کو جوہری اور صراف زر کو پرکھے
ایسا کوئی ندیکھا وہ جو بشر کو پرکھے

وہ شخص بار خاطر ہرگز نہو سکیگا
جسکا ندیم ہووے اوسکی نظر کو پرکھے

جوہر نہووے جسمین جوہر شناس کب ہے
جو صاحب ہنر ہے وہ ہی ہنر کو پرکھے

درسخن کے خواہان وہ یار ہین جہانمین
جسمین نہ جھوٹی سچے کوئی گہر کو پرکھے

خاطر مین وہ نلاوے رکھا ہے ابر نیسان
جو قطرہ ہاے اشک مژگان تر کو پرکھے

سمجھے کہ چشم عاشق یاقوت کا ہی معدن
ظالم اگر تو میرے لخت جگر کو پرکھے

درسخن کو اپنے پرکھا لی آدمی ہے
ہرگز نہ کہ تو سودا ہر جانور کو پرکھے

غزل عارف

گر مین شوخی سے کہون ہے تری ہمسر بجلی
تو گری مجھپہ ترے قد کی برابر بجلی

کبھو ہنس ہنس کے وہ باتین جو کیا کرتی ہین
بدگو کہتے ہین برسا ہی ہے گوہر بجلی

تیرا دیدار ہے تسکین وہ مضطر جان
ہوئی بیتاب ترے کان کی کیونکر بجلی

لوٹنے لوٹنے مین فرق ہوا کرتا ہے
اکیدن دیکھہ مرا تو دل مضطر بجلی

ہووے رو نبیسے سوا کیون نہ شرر ریز آہ
جوش بارش مین جمکتی ہے فزونتر بجلی

چین یکدم نہین بیتابی دلسے عارف
کسنے رکھدی ہے مری سینہ کی اندر بجلی

غزل انشا

تب سمجھا عشق ہین ہم سے طفل پریزاد کے
جب سے مکتب مین لگا پڑھنے الف بی تے
یاد آتا ہے وہ حرف نکالو ہٹانا مجھکو
جیم کے پیٹ مین اک نقطہ ہے اور خالی ہے
حے کی پھر شکل جو صل کے سی آتی ہے نظر
نقطہ جو اسپہ لگا دین تو ہوئی پھر وہ خے

تضمین

دال کی کل گرے سے دانا کی مر قد کی اٹکی
ہے سو یک پانچ ہے ہی بین بیٹھی ہے اور بین نقطہ
دال ہی کی چھوٹی بہن اسکی ہے جون آتی
ایک پہلا ایسا ہے ساتھ ہی کہ ہین اسکے
ری ہی خالی وری کی زے پہ ہی جو یک نقطہ
رسن ہے ہی کا پہ جل اسی کا امر سے خوبدار ہی ملے
سین خالی ہی پہ شین نقطے ہین
صاد او ضاد مین بس ایک فرق ہے نقطہ

طو. بی بن طرہ ہے اور توفی پہ ہے یک نقطہ
عین بے عیب ہے اور کافی میان عین ہوئے

فے پہ یک نقطہ ہے اور قاف پہ ہین نقطے دو
کاف بہی خالی ہے اور لام بہی خالی ہے

میم بہی یونہین ہے اور نونکی اندر نقطہ
مفلسا بیگ ہے یہ داد بہی د رچہوٹی ہے

کیا خلیفہ جی یہی ایسی یہین سے نکلے
اگے چہٹی دوا بہی لام الف ہمزہ ہے

گالیان تیری ہی سنتا ہے یہ انشا ورنہ
کسکی طاقت ہی کہی کوئی جو یہ سکولے

غزل خاکسار

اوسکے ملنے کی نہ سوجہی کوئی تدبیر مجہے
آہ دکہلا ویگی کیا دیکہئے تقدیر مجہے

دو جہا نکو مین کرون اوسپہ تصدق یکمین
اوسکی کہلا دے بہلا جو کوئی تصویر مجہے

ایک بو کے سوا کچہ نہین مانگا ہمنے
جسکا جی چاہے اگر دیجئے تعذیر مجہے

آج ہے عید ذرا عید منالو پیارے
شرط اسلام کی ہے کیجئے بغلگیر مجہے

تب تو جہنجلا کے وہ بولا ابت کافر مجہے
آج یہان عید مین کیون کرتی ہو دلگیر مجہے

خاکسار ونکو نہین دولت زر کی خواہش
خاکساری ہے بہت نسخہ اکسیر مجہے

غزل آتش

چمنستان کی گئی نشو و نما پہرتی ہے
رت بدلتی ہے کوئی دمین ہوا پہرتے ہے

خال مشکین کو ترے کرتی ہین فتنے سجدے
عنبرین گیسوؤنکی گرد بلا پہرتی ہے

خاک چہنوا رہی ہے کوچہ قاتل کی تلاش
ساتہہ ساتہہ اپنی خراب اپنی قضا پہرتے ہے

کج نگہ تو نی تو کی ہمسے کہی رکہتے ہین
آنکہہ اپنی بہی صنم سوے خدا پہرتے ہے

ملتجے جو تری درگاہ کی ہین اب محبوب
پہنے تشریف قبول انکی دعا پہرتی ہے

نشہ مے نے نقاب رخ زیبا اولٹا
ٹہوکرین کہاتی ان انکہونکی حیا پہرتی ہے

قتل کسکسکو کرے دیکہئے ہنگام خراب
یہ قدم سے جو لگی انکی حنا پہرتے ہے

پاؤن تک یار کے پہونچیگی لٹک کر سر سے
پہیرنے سے کوئی وہ زلف رسا پہرتی ہے

وہ جنون خیز ہے وہ مایہ سودا ہے زلف
دیکہتے ہی جو پری برہنہ پا پہرتے ہے

اپنے جامی سے ہو نہین میکش مفلس باہر
رہن ہوتے ہوئی دستار و قبا پہرتے ہے

صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین
یہ بلا وہ ہے نہین آتش جو بلا پہرتی ہے

غزل میر تقی

اپنے جانا تہا سخن ہونکے زبان پر کتنے
پر قلم ہاتہ جو آئی لکہے دفتر کتنے

سینے اس قطعہ صناع سے سونپیا ہے
کیا ارسطو کیا یین جسکی تہی ہنروران کتنے

غزل نسیم

کشور عشق کو آباد نہ دیکہا ہمنے
ہر گلی کوچے مین اوجڑے پڑی تہی گہر کتنے

آہ نکلے ہے جو یہ کسکی ہوئین سر بہار
آتے ہین باغ مین آوارہ ہوے پر کتنے

دیکہو یہ پنجہ مژگان کی نک تیر دسی
ہم سحر خاک مین ملتے ہین د رتر کتنے

کب تلک یہ دل صدپارہ نظر مین رکہئے
اسیر آنکہین ہین سدا رکہتے ہین لبر کتنے

عمر گذری کہ نہیں دو دہ آدم کوئے | جس طرح دیکھے عرصہ میں ہیں اب جز کتنے
کب تلک یہ دل صد پارہ نظر میں رکھے | اسیر آنکھیں ہیں سدا رکھتی ہیں دلبر کتنے
عمر گذری کہ نہیں دو دہ آدم کوئے | جسطرح دیکھئے عرصہ میں ہیں اب جز کتنے
تو ہی بیچارہ گدا امیر ترا کیا مذکور | مل گئی خاک میں یہاں صاحب افسر کتنے

غزل ذوق

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے | حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے
دل صاف ہو جائے معنی پرست ہو | آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے
درویش ہے وہی جو ریاضت پسند ہو | تارک نہیں فقیر بھی راحت پرست ہے
جز زلف سوجھتا نہیں اہر وہ دل تجھے | خفاش تو نہیں ہے کہ ظلمت پرست ہے
دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے امید | سو دہی وہ دیگا کیا کہ جو دولت پرست ہے
عنقا نے گم کیا ہے نشاں نام کے لیے | گم گشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست ہے
یہ ذوق مے پرست یا ہے صنم پرست | کچھ ہے بلا سے ایک محبت پرست ہے

غزل ناسخ

آتش عشق وہ ہے جسمیں سمندر جلجائے | اک شرر جائے جو پتھر میں تو پتھر جلجائے
پر پروانہ کیا شمع رخ جانان کو | کہ فرشتہ بھی کوئی آوے تو شہپر جلجائے
تن بدن پھونک دیا ہے شب فرقت نے مرا | کیا عجب ہے جو مرے جسم سے بستر جلجائے
شمع ساں شرح تپ غم سے ہو سوزاں مکتوب | کیوں نہ پروانے کی مانند کبوتر جلجائے
ہو نثار دستے جہاں سوز اگر عکس فگن | ہے یقیں خانہ آئینہ ستم گر جلجائے
شجر طور کی مانند عصائے موسے | دیکھکر کاکل دلدار کا اژدر جلجائے
کھیل سمجھے وہ صنم جان کی آتشباری | سوز غم سے جو کوئی عاشق مضطر جلجائے
جب نہ تب تاب لہ سوزاں سے جلا خانہ دل | نہوا یہ کہ کسی غیر کا بھی گھر جلجائے
ہے وہ پرکالہ آتش قد موزوں تیرا | دیکھئے اس سے جو تشبیہ صنوبر جلجائے
آتشیں چہرہ ہے ہر شاہد مضمون ناسخ | کیا عجب ہے مری اشعار کا دفتر جلجائے

۵

غزل پیمانہ

دکھلائے داغ دل نے گلستان نئے نئے
وحشت دکھا رہی ہے بیابان نئے نئے
جور بتاں سے مجھکو الٰہی نجات ہو
پیدا ہوئے ہیں جان کے خواہان نئے نئے
ہیں اسطرح جنوں ترے ہاتھوں سے تنگ ہوں
لاؤں کہاں سے روز گریبان نئے نئے

تفنن طبع

دیر و حرم میں کوئی نہیں ہے تری راہ پر
کافر نئے نئے ہیں مسلمان نئے نئے
سالک ہو گذر در جاناں پہ ہے بیاباں
ویراں نئے نئے ہیں بیابان نئے نئے

غزل طور

میں وہی جاؤں اجل ہی آ جا بیدل گر پہلے
پہنچا مرا پیام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے

شب وصل صنم میں صبح تک ہمنے دعا مانگی
الٰہی آج نکلے مہر تاباں سے قمر پہلے

عوض بوسہ کے ہمنے گالیاں دی تھیں کس صاحب نے
خدا انصاف تو کیجیے نکالا کس نے شر پہلے

ارے او بے مروت تجھکو دل دینا نہیں لازم
کوئی پیدا تو کر لیوے ہمارا سا جگر پہلے

شب وصل عزیباں ہے تری گردن پہ خوں ہوگا
نہ بول اوٹھنا کہیں زاہد سے ای مرغ سحر پہلے

عجب سرکار ہے اللہ کی ای طور پر صدقے
ہنر مندوں سے پوچھے جاتے ہیں ان کے ہنر پہلے

غزل علی

جبریل امیں جسکی سدا خاک قدم لے
کرتا تھا عجب کحل بصر عرش پہ دم لے

نام اسکا لکھا حق نے ملا نام سے اپنے
نہ پائہ افلاک پہ عزت کا قلم لے

کس شان سے جاویگی محمد کی سواری
عرصات سے جنت میں بھی فوج الم لے

فدوی کو ترے آتش دوزخ سے نہ ڈر ہے
گر کشور ہستی سے گیا راہ عدم لے

ثابت کیا معجز نے ترے فیض کا دعوے
انکار پہ کفار کے اقرار صنم لے

ہمسر نہ ترے حسن کے ہی یوسف کنعان
بیچا ہے جسے مصر میں مالک نے درم لے

آتی ہے عجب فوج ملک عرش بریں سے
بس تحفہ صلوات سدا سوی حرم لے

اے ساقی کوثر ہے ترا فیض عجب عام
مے اپنی محبت کی پلا جام کرم لے

محبوب خدا اور نہ محمد کی سوا ہے
اسبات کی اب مجھ سے خدا ہی کی قسم لے

کرتے ہیں ملک فرش سدا اپنے پر و بال
جس راہ میں چلتی ہے تری فوج علم لے

محروم نہ ہو جائے در فیض نبی سے
کیا فکر میں بیٹھا ہے علی گوشہ غم لے

غزل آصف

یہ اشک چشموں میں اب جم رہی رہی نہ رہے
حباب بحر کوئی دم رہے رہے نہ رہے

تو اپنے شیوۂ جور و جفا سے مت گذرے
تری بلا سے مرا دم رہے رہی نہ رہے

قمر کو ہوتا ہے ہر ماہ میں کمال و زوال
ترے بھی حسن کا عالم رہے رہی نہ رہے

عرق ہے منہ پہ ترے خوشنما صنم لیکن
ہمیشہ گل پہ یہ شبنم رہے رہے نہ رہے

شتاب آکہ تری دید تک میسر ہو
یہ دم لبوں پہ ہے اب تھم رہی رہی نہ رہے

جو وصل میں ہیں ہے جب ان کو بار رہے آصف
یہ اتفاق ہے باہم رہے رہے نہ رہے

غزل بافل

تری الفت میں ہم اوسنے جان و ایماں لیتے
شوق وصل میں ہیں ارے [illegible] بسمل لیتے
ایک اسیری ہی بری ہے نہ [illegible] ہمارے
ہے دل میں ارے حسرت و ارماں لیتے

غزل نظیر

نہیں ملتا ترے ناز کا پتا اے بیلے
جہان مار سے ترے مضمون نے بیاباں کرتے
لعنوں کو کاٹی بادے سے جھکایا تو نے
زلف پیچاں کی [illegible] جن پیچاں کرتے
جس نے دیکھی تری تصویر کہا صل علیٰ
پڑھتے ہیں صلوات ہیں آکے مسلمان کرتے

ایک تہا آئینہ وہ جسکے ہین حیران کتنے
بہرتے ہین لف پریشانکی پریشان کتنے

اوٹھہ کی صحرا سی چلا شہر کیجانب جب مین
لپٹے دامن سے مری خار مغیلان کتنے

مصحف رو مین کہنچی جاتی ہی اسکی تصویر
ایک قران سے لکہے جاتے ہین قران کتنے

کوئی سمجہا نہ تری شعر کا رتبہ غافل
یون تو ہین کہنے کو دنیا مین سخندان کتنے

غزل لطیف

داغ ہجر انکا نجاویگا کبہو دلسے مرے
یہ نشانی تو ملی ہے مجہے قاتل سے مرے

وصف اُس شوخ نگہ کا نہ زبانسے ہو کبہو
حال صیاد کا پوچہون دل بسمل سے مرے

حال کیا پوچہتے ہو ہجر کی بیمار یکا
ظاہر آثار تو ہی یار غمایل سے مرے

شبکو تعویز یہ اوسکی جو کیا دست درازی
بولا چل دور ہو کیا کام حمایل سے مرے

چاہا ہر چند کہ مین دامن لیلی پکڑون
ہاتہہ تو دور ہمیشہ رہے محمل سے مرے

قتل تو اوسنی کیا مجہکو یہ تشہیر کی
اتنی کوتاہی ہوئی صاحب قاتل سی مرے

آگ لگ جاوے نہ دنیا مین مجہے ڈر ہے لطیف
آہ سوزان جو نکلتی ہے نہان دلسے مرے

غزل شہید

کہو اوس برق وش سے آج لازم ساتہہ جانا ہے
جنازی پر ہمارے ابر رحمت شامیانا ہے

چلو نگا سر کے بل شوق شہادت دستگیری کر
جہان تلوار چلتی ہے اوسی کوچےمین جانا ہے

لیا جسنے ہمارا نام مارا بے گنہ اوسکو
نشان جسنی بتایا ہے وہ تیرونکا نشانا ہے

جو شرماؤ پیارے چہوڑ دون مژگانکی چلونکو
تمہارے عین عدی پر ہمین انکہین بچہانا ہے

گریبان پہاڑ کی دست جنون سے کب ہوئی فرصت
ابہی تو دامن صحرا کے بہی پرزے اڑاتا ہے

جو بال اوسکی اوبھجتے ہین تو دل میرا
اولجھتا ہے
یہان ہے درد شانے مین وہان
زلفون مین شانا ہے
مثال نقش پا لاکہون پڑے رہتے
ہین سر یکجا
مگر قائل تراکنج شہیدان
آستانا ہے

تضمین

غزل آبرو

تمہارا اول اگرچہ بیپیرا ہے
بہتر ہے پیار ابہی خدا ہے
تو سے بیچ نہین تقصیر لیکن
ہماری کہین سے بیوفا ہے
سچ ہے مجکو سے بیزار ہے
بوسے ہو سقدر
کہو نہ تمہارا کیا کیا ہے

وہ احمق ہے کہا ہے جسنے تمسے
لو جس سے تمہارا دل ملا ہے

عبث بیدل کر دمت ابرو کو
مسافر ہے شکستہ ہے گدا ہے

غزل بخشش

سا تیر ترے عشق نے جہپر ذرے نہ کی
مین کیا کرون نصیب نے کچہ یاوری نکی

دلبر سمجہہ کے دلمین دیا تیری پاس مین
دل لیگیا مرا مرے کچہ دلبری نکی

ای رشک مشتری ترے خوبی کی سامنے
خورشید نے بہی تجہسے ذرہ ہمسری نکی

نزدیک تہا کہ پہونچی سکندر بہ آب حیات
ای خضر وان تلک بہلا کیون رہبری نکی

بخشش کے پاس گوہر دل تہا بسا میرا
کچہ قیمت اسکی تو نے تو ای جوہری نکی

غزل حاتم

کرون قربان جسکو او سگہڑی او سنوار قت ملکی
کہ جسدن جسگہڑی دلدار آوے گہر مرے چلکے

جہانکی خوبصورت دیکہہ تجہہ مورتکو مجلس مین
رہے خاموش حیرت سے گو با پتلی ہیں سب گلکے

نہ آوی کیونکہ مجہکو خواب راحت بستر غم پر
تصور ترے نقش پا کی گل تکیے ہین مخمل کے

یہ طور ہم ستی بذریب گلو یاد رکہنا تم
کہ اکدن شوق سے انتار ہو جاوگی ہم گلکی

فدا ہونیکو آیا ایک جی کس کس کے اب چلکو
لبونکی یا انکی مسی کے منہ کی تل کے کاجل کی

سجن حاتم کا جی ہر آن پیر قربان جاتا ہے
تمہارے چالکی سجکی اکڑکی زلف کی بل کے

غزل حنا

تصدق و مبدم ہوتا ہی جی میرا ستمگر کے
ادا کے سج کے دہج کے اور انکہونکی جواہر کے

پہر مارے ہوی ہر سو گلے مین اوس جفاجو کے
بہوونکی چشم کے پلک کی نوک خنجر کے

خبر لا شوخ کی جلدی کبوتر مین ہوا صدقے
زبانکی چونچ کے سر کے لبونکی بالکی پر کے

ہوے بیکٹھے مین سارے الصنم اوس شوخ کی اوپر
ختن کے چین کے ایرانکی سندکی بند بندر کے

حنا اتنا نکر شور و فغان لرز اٹہی اتر مین
سما کے شمس کے مہ کے زمین کی بحر کی بر کے

غزل حیرت

خاکباز طفلگی مین گہر بنی او ر لوٹ جاے
اشک آمژ گان سے جون گوہر بنی اور لوٹ جاے

غزل [illegible]

یار تری دوستی مین [illegible] نہ ٹوٹے اسطرح
جسطرح [illegible] فلک [illegible] ٹوٹ جاے
وہ [illegible] اور [illegible] ٹوٹ جاے
اے [illegible] ٹوٹ جاے
اب تصور یار کا [illegible] اور [illegible] ٹوٹ جاے
جسطرح [illegible] اور [illegible] ٹوٹ جاے
لب [illegible] اور [illegible] ٹوٹ جاے
لعل [illegible]

غزل مستان

عرق رخسار نمکین سے جو دریا مین نہنگ نکلے
میا شک شور دریا ہو کہ ماہی بر نمک نکلے

اگر یوسف کی طرح گرم بازاری کری ظالم
خریدار ہو ترا آدم او ر جن حور و ملک نکلے

مجہے کیون قطرہ قطرہ دیکے ترساتا ہی اے ساقی
پیالہ بہر پیالہ تا کہ مری گلگون چھلک نکلے

یہ رنگیں حنائی سرخ کا دیکھو تو پھر خوں میں
شفق ڈوبی ہوئی ہے سر تا پا دل تلک نکلے

مثال خار رہ ہوں حیف یہ کیا زندگانی ہے
لگوں میں جسکی دامن سے تو دامن جھٹک نکلے

پڑی رخسار پر وہ زلف بلتی یوں نظر آئی
کہ جو گلشن سے لہراتی ہوئی ناگن سٹک نکلے

تمہاری بزم میں حاصل ہے عیش رات دن
ہمیں جو غیر ہی سیتری آنکھوں میں کھٹک نکلے

پڑے جو عکس تیری جبیں کا آب دریا میں
تو ایک بھیج اسکی سر کو تھپڑ سے پٹک نکلے

تبسم دیکھکر اس غنچہ لب کا صحن گلشن میں
ہر ایک جا غنچہ گل جوش میں آکر چٹک نکلے

بیاباں سے مو زمیں کی جھلک پہونچی جو گردوں پر
تو بجلی پیرہن سے مضطرب ہو کر چمک نکلے

بس اے خاموش ہو مستان تم مضموں الٰہی ہے
کوئی سنکر تیری حق میں کہیں ناحق نہ بک نکلے

غزل آتش

خوشا وہ دل ہو کہ جس دل میں آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

یقیں ہے اٹکے گی جاں پہنچی آکے گردنیں
سنا ہے جا ہے قریب رگ گلو تیرے

وہ گل ہوں میں کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہے
وہ غنچہ ہوں کہ بغل میں ہے جسکے بو تیری

پھرے ہے مشرق و مغرب سے تا جنوب شمال
تلاش کی ہے صنم ہم نے چارسو تیری

شب فراق میں اکدم نہیں قرار آیا
خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری

دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہے
صبا ہی کے نہیں حصے میں آئی بو تیری

پڑھا ہے ہمنے بھی قرآن قسم ہے قرآنکی
جواب ہی نہیں رکھتی ہے گفتگو تیری

میری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہے بہت پیرہن سے بو تیری

فرشتہ بھی تجھے کہتے ہیں بشر شاعر
یقیں ہوا ملک الموت میں ہے خو تیری

یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف کو کرتی ہے جستجو تیری

شراب جام و صراحی حجاب کھودیگی
دکھائیگا ہمیں کیفیتیں سبو تیری

رہا نہ شبہ ہمیں اسکی حلقہ ہونے سے
یہ عقد ناف نے کھولا کمر ہے مو تیری

جو ہووے دسترس اسکا ہی پا قاتل تک
حنا بہولائیگا شوخی مرا لہو تیری

شب فراق لیے روز وصل تا صبح دم
چراغ ہاتھ میں ہے اور جستجو تیری

تو ابر گریہ کناں ہے تو برق خندہ زبان
کسی میں خو ہے ہماری کسی میں خو تیری

یہ چاک جیب کی حق میں ہے عجوں ہے
نہ ہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری

کسی طرف کو تو نکلیگا آخر اسے نشہ حسن
فقیر دیکھتے ہیں راہ کو بہ کو تیری

چمن میں صبح کو جاکر نہ منہ دکھا ناصف
ہو ننگ آئینہ حیران ہے آب جو تیری

غزل ناظم

زمانے میں ہے کسی لب ہے سفید ...
جو سیکھے ... آبرو تیری

غزل وصل

دیکھو ... سامنے ...
محفل ... نہیں ...
ہاتھ ... قاصد وقت ...
دل ... خبر دل ...

بات کہنے کا کبھی جو وقت پاتا ہی غریب
بھول سب جاتا ہے وہ کچھ دیکھ صورت یار کی

معرکہ میں عشق کے بوالہوس کا کام کیا
دیکھ حالت کیا ہوئی منصور سے سردار کی

اے ولی اس بیوفا کی مہربانی پر نہ بھول
دل کا دشمن ہے اگر کرتا ہے باتیں پیار کی

غزل ذوق

ہوں یہ لاغر جبکہ کسے قامت ایک خس کے بوجھ سے
جوں کہا وہ ہلتا ہے پائے مگس کے بوجھ سے

یہ اسیری میں گراں خاطر ہو نہیں جاتا ہے ٹوٹ
آہنی قلاب بھی میری قفس کے بوجھ سے

زندہ تو ڈوبے ہی اور تیری ہی مردہ آپ ہی میں
بوجھ شاید جسم کا ہے کم نفس کے بوجھ سے

مت لگا اے عشق دل کی آبلے پر نیش غم
ٹوٹ جاویگا یہ گنبد اس خس کے بوجھ سے

باندہ دی ناقہ کی گردن میں دل نالاں قیس
بوجھ کم ہی اسکا ای لیلے جرس کے بوجھ سے

نکلے دنیا سے کہاں احمق اٹھا کر بار حرص
رہگیا یہ تو گدھا دلدل میں پھنسکے بوجھ سے

کیا ہوا دانے یا گر ایک کوہ غم اوٹھا
یہ نہیں اے ذوق دنیا ایسی اسکے بوجھ سے

غزل موج

ڈرتا ہوں جدا مجھسے مرا یار نہو جائے
یہ زندگی میری کہیں دشوار نہو جائے

دفنا یو ہرگز نہ مری لاش کو یارو
جبتک کہ جنازے پہ مرا یار نہ ہو جائے

جلد ایسے پلا ساقی مجھے وصل کی دارو
رخصت کہیں دنیا سے یہ بیمار نہو جائے

ساقی تو اسے جان مجھے مت کیجو مدہوش
ایسا تو نشہ پی کہیں سرشار نہو جائے

ڈرتا ہوں تیری شوخ شرارت سے پری رو
دل نہ کہیں تو سر بازار نہ ہو جائے

اے موج تجھے خوف نہیں کیا دل وحشی
الفت میں کسی بت کی گرفتار نہو جائے

غزل دائم

عاشق کی یاد کیوں نہ کری دلبری پری
باتیں تمہاری بھولی ہیں جادوگری پری

سرسبز ہو نہ سبزہ بھی تیری سامنے
پوشاک سبز پہنکے ہی بیٹھی ہری پری

جلجاوے غم کی آنچ سے آتش پریکا دل
جب دیکھی تیرے بر میں لباس زری پری

دیوانے ہیں جو مرتے ہیں تجھسے پری ہیں ہم
آہن دلوں سے اپنی نہ کرو زرگری پری

ہم آوارگی الفت میں بیشک ہیں ہمیشہ وفادار یار ہیں ہم
جو رعدم سے کوچہ دلدار میں رہے گی تری کا سب دراز کی پری
پچھوڑ کے دل برابر اے سودا
دیوانہ بن کے وہاں ہی کے بازار پری پری

غزل دلبر

بیمار ہوں جیسے عشق میں اس کی زنجیر
کہ میرے دل زار کی اے یار خبر لے

حسین لکھنوی

اے باد تو ہی جا کے ذرا شوخ سے کہنا
مرتا ہے کوئی جا کے پس دیوار خبر لے

اللہ ہی بچا دے تجھے اس آتش غم سے
یا تو ہی ہر کھا کے مری یار خبر لے

کیوں یار بھلا یا ہے رکھو تو یکبار
مرتا ہے ترا طالب دیدار خبر لے

کوچے میں ترے آنے کی طاقت نہیں ہی
مرتا ہے پڑا ابر سر بازار خبر لے

یہ حال مراد دیکھ کے کہتے ہیں طبیبان / بچتا ہے کہیں عشق کا بیمار خبر لے
اے ناز نہیں جو نازو ادا تیری دلبر / پوچھینگے سبھی کوچہ و بازار خبر لے

غزل سراج

خبر تحیر عشق سن نہ جنون رہا نہ پری رہی / نہ تو تو رہا نہ وہ رہا جو رہی سو بیخبری رہی
شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی / نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی
چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا / مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی
نظر تغافل یار کا گلہ کس زبان سے بیان کروں / کہ شراب صد قدح آرزو خم دل میں تھی سو بھری رہی
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق کا / کہ کتاب عقل کی طاق میں جوں دھری تھی تیوں ہی دھری رہی
تیرے جوش حیرت حسن کا اثر اسقدر سوں یہاں ہوا / نہ تو آئینہ میں جلا رہی نہ پری میں جلوہ گری رہی
کیا خاک آتش عشق نے دل بے نوائے سراج کو / نہ حذر رہا نہ خطر رہا مگر ایک بیخطری رہی

غزل قلندر

بے نصیبی تجھے پیدا ہے عبث روتا ہے / جو لکھا کاتب قدرت کا وہی ہوتا ہے
سفر ملک عدم تجھکو ہے آخر درپیش / خواب غفلت سے تو بیدار ہو کیا سوتا ہے
نہیں ممکن کہ مغیلان سے ہووے پیدا / پہل بہی کہاتا ہے وہی جو کوئی کچھ بوتا ہے
کرلے کچھ کام غنیمت ہیں یہ ایام حیات / بازی و لعب میں کیوں عمر کو تو کھوتا ہے
غم کی بخشش ہے قلندر نہ کر دو دل کو بہ تنگ / عشق کا دام بلا ایسا ہی کچھ ہوتا ہے

غزل سودا

جوں غنچہ تو چمن میں بند قبا کو کھولے / پھر گل ہے اے پیارے بلبل کہو تو بولے
آو لگا وہ چمن میں تری ہے میکشی کو / شبنم سے کہہ کہ بلبل پیالی گلوں کی دھولے
باغ جہاں میں آکر کچھ ہمنے پھل نہ پایا / اک دل ملا کہ جسمیں ہیں سیکڑوں پھپھولے
ایسا ہی جاؤں جاؤں کرتی ہے تو سدا رو / اسدل یہ کل جو ہوتی سو آج ہے وہ ہولے
کم بولنا ادا ہے ہر چند پر نہ اتنا / منہ جائے چشم عاشق تو بہی وہ لب نکھولے
چشم پر آب ہو نہیں جوں آئینہ حیرانی / رگ رگ کے پڑ گئی ہیں چھاتی میں سب پھپھولے

کون ایسا ہے کہ جسے یہ سودا گلے میں ڈال سکے / لا تجھکو لے چلیں ہم دل کہو لگ کے رسے

غزل عشرت

شب فراق ہے دلبر قلق ابھی سے ہے / سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے
ابھی لکھا ہے نہیں حال دل کا ای قاصد / ہوا ہے شور تیں اور تا ورق ابھی سے ہے

غزل مصحفی

ہنوز ذوق ہوا ہے نہیں ترا بسمل / کہ زلزلہ میں زمیں کا طبق ابھی سے ہے
ارادہ سیر کا کرتا ہے جبکہ وہ گلرو / چمن میں گل کی جبیں پر عرق ابھی سے ہے
[illegible] / [illegible] شفق ابھی سے ہے

غزل حیدری

باغ محفل مین تری کل تو عجب دہوم رہے | راہ بائی نہ کہین باد صبا کہوم رہے
موتیا اور چنبیلی گل نسترن گلاب | کتیلی مست ہو ڈالی پہ سدا جہوم رہے
پاؤن تو قتل ہوئے یار کے لب سے ملکر | بیکلی تہی سو حنا بر کف پا چوم رہے
قافیہ ٹہیک نہتا کیا کری پر حیدری خاک | عقل ہنیکی طرح اپنی تئین توم رہے

غزل قدرت

ہمصفیران چمن ہمسے چمن چہوٹے ہے | ہای الشام غریبان کہ وطن چہوٹی ہے
غمزہ شوق سے دل دیکہی مین ایسا ہاگا | جیسے صیاد کی ہاتہو نسے ہرن چہوٹی ہے
ابتلک قبر شہید ونکی بن ہر ہوسے | لاکہہ فوارۂ خون زیر کفن چہوٹی ہے
شب ہجر انکی مصیبت مین لکہو کیا قدرت | تن سیجان چہوٹے ہے اور جانسے تن چہوٹی ہے

غزل بلہار

دلکو پالا ہے بہت ہمنے خبردار ایسی | ناز بردار ایسی ہوشیار ایسی غمخوار ایسے
حسن صاحب کی شرافت پر نظر کر بیٹہے | جانکی بوجہہ کے پہچانکی ہوشیار ایسے
ہمسے باطن مین جفا غیر و نسے ظاہر مین جفا | یہ تو امید نہتی شرط وفاداری سے
صاد گی پردہ ستمگار کی دہوکا پایا | اپنا ایمان لرزتا ہے یہ عیاری سے
شکر حق صبر کی دولت کہ شب ہجر کیدن | وصل حاصل ہوا طالع کی مددگاری سے
ناز خط زلف ادا چشم و مژہ اور ابرو | سب کے سب دشمن قاتل ہین مری یاری سے
سو رہین آج لپٹ اپنے صنم سے بلہار | نیند آتی ہے شب ہجر کی بیداری سے

غزل شادان

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے | اللہ کری دل کی یہ امید بر آوے
خورشید خجل ہو کے چہپے ابر کے اندر | محفل مین اگر آج وہ رشک قمر آوے
کرتا ہے نثار اسپہ فلک خوشہ پروین | کانو نمین کرن پہول پہنکر اگر آوے
کسکام کا وہ نخل جسی پہول نہ پہل ہو | ہر شاخ وہی خوب کہ جسمین ثمر آوے
آتا نہین دلدار نظر کس سے کہو نمین | ہین منتظر آنکہین کہ کوئی پل نظر آوے

معشوق جو آغوش مین تیرے اگر آوے | شادان تو خوشی اپنی سی کہہ مطلع ثانی

غزل جرأت

لے آئینہ بانکپن اپنے جو کیا بار نکالے
مطلعات سے کیا راہ ہو ورا نکالے
وہ سرشتہ الفت کو دم نزع مین جو
منہ سے نہ شکایت کبہو اے یار نکالے

غزل نسیم

سو آج ترے کوچے کے باشندونسے ظالم
لاش اوسکی نظامر سر بازار نکالے
نظارہ کا گر شوق نہیں تو اوسکو تو اوسے
کیون بام پہ ہر گہڑی عمر بازار نکالے
ہم یہ سمجہانے لگے سب اپنی گہر و نکو
مین دل لے ایکی آہ شرر بار نکالے

غزل رضا

در گلی کھاتا ہوں زلف سیہ کر سینہ پر
سینہ اب بخیہ گلزار ہوا چاہتا ہے
آج شب وصل کی خفگی سے لگی ہائے نظیر
دن جدائی کا نمودار ہوا چاہتا ہے

غزل قدرت الله

کسکی بیرنگی کے یہ برق دل مانوس ہے
جو شرر دل سے اوٹھا سو جلوہ طاؤس ہے

مخمس جان ظفر

حسن کو اپنے ہوا اور دل کا وہی ہمدم
ہاں شمع سے برق دل فانوس ہے
عاشق یاں جو بیدل گر سمجھو تو یہ جیب الاب
ایک ہی بیدی ہے یا نغمہ ناقوس ہے
گر صدا بانگ سے غیب دیتی ہی مجھ
کل ہوس سے سطوح اور زمیں ملبوس ہے
خوب بلبل ہوس ہے عشرت پیچ زندگی
گر سیر ہو کیا عشرت صدا کوس ہے
اسطرف آواز بلبل اودہر صدا کوس ہے

جب شکر لب نے لب پنے سے سنائی گالی
مجھے میٹھی لگی خوش ہو کے میں کھائی گالی

کیا حلاوت تھی تری ہیں اللہ اللہ
قند مصری سے مگر تھی یہ بنائی گالی

چھیڑ کر تیرے تئیں آپسے ہم کھاتی ہیں
عاشقوں کو تو ہے یہ دودھ ملائی گالی

ترش رو ہو کے شکر لب جو مجھے دیتا ہے
وصف رکھتی ہے کھٹائی میں مٹھائی گالی

اے رضا تیری زبان پر تو نپٹ شیر و شکر
یہ نئی طرح کی اب تو نے بنائی گالی

غزل ظفر

جلوہ جو اُسنے دکھایا مرا جی جانتا ہے
پھر خدا ہی نظر آیا مرا جی جانتا ہے

اُڑھ گئی میری زبان سے تو جہاں کی لذت
جو مزا عشق میں پایا مرا جی جانتا ہے

میں خطا وار ہوں خط کیونکہ لکھوں اے صبا
جیسا لوگوں نے سکھایا مرا جی جانتا ہے

کون کہتا ہے تری عشق سے انجان رہا
جیتے جی تو نے جلایا مرا جی جانتا ہے

اے ظفر اُس گل خنداں کی محبت تجکو
دمبدم اُسنے ستایا مرا جی جانتا ہے

غزل بیدار

کون اب بازار خوبی میں ترا ہم سنگ ہے
حسن کے میزان میں تیرے مہر و مہ پاسنگ ہے

سرمئی آنکھوں کا تیری جو کوئی بیمار ہے
ایک قدم اُسکے تئیں رکھنا قدم فرسنگ ہے

میں جو دیوانہ ہوا سر خیل ارباب جنوں
ہاتھ میں پتھر لئے ہر طفل پیر سنگ ہے

جائے تکیہ عاشقوں کا خانمان سرو قد
زیر سر کوچے میں تیرے خشت ہی پالنگ ہے

سخت زاری ہی مجھے ظالم تری سنگیں دلی
آہ مثل آسیا کے سنگ اوپر سنگ ہے

وہ سدا گر گر کرے ہے آسیا پھر ہر دم
مشت گندم کے لئے چھاتی پہ میری سنگ ہے

اُس جواہر پوش کی دیکھیں جو ہیں یاقوت لب
اُسکی رنگینی کے آگے لعل ہی پاسنگ ہے

غزل نصیر دہلوی

دل کہیں میرا گرفتار ہوا چاہتا ہے
پھر مجھے عشق کا آزار ہوا چاہتا ہے

دیکھ لینے دو مجھے اور بھی یار اسکو
بند اب روزن دیوار ہوا چاہتا ہے

باتیں کرتا ہے رکاوٹ سی خدا خیر کرے
یار و ہمپر ستم یار ہوا چاہتا ہے

صبح سے تا شام جلتا ہو مئی گلگوں کا دور
سنتے ہی غیرت یہ بولی ایک تماشا ہیں تجھے
لیگئی ایکبارگی گور غریباں کی طرف
مرقدیں دو تین بتلا کر لگی کہنے مجھے
پوچھ تو ان سے کہ جاہ و حشمت دنیا ہے آج
کل تو قدرت بانے جم رکھتی تھی تسخیر رہا

شب ہوئی تو ماہرولیوں سے کنار و بوس ہے
چلنے کھاؤں تو جو قید آز کا محبوس ہے
جس جگہہ جان تمنا سب طرح مایوس ہے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
کچھ بھی انکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے
آج رہن جام مے ہیں خرقہ سالوس ہے

غزل مولائی

دل ہوا پائے بزنجیر خدا خیر کرے
کس کی آمد ہے صبا آج جو گلشن کیطرف
سرخ پوشاک پہن بیٹھے ہو جا تخت اوپر
شب بسمل مجھے بستر پہ تڑپتے دیکھا
کل عیادت کو جو آیا تو یوں کہتے ہیں

دام ہے زلف گرہ گیر خدا خیر کرے
کہتی ہے بلبل دلگیر خدا خیر کرے
کسکی ہے قتل کی تدبیر خدا خیر کرے
ہنسکے بولا مہ تنویر خدا خیر کرے
ہوئی مولائی کی تو قیر خدا خیر کرے

غزل فدوی

آہو بھی خجل ہووے منصور ذرا دم لے
دیکھا نہیں تو احمد مختار کا لشکر
گرمی سے عرق ہو گئی جلتے ہوئی یہ اشک
ہم دل کو گنوا بیٹھے تصور میں اسی کے
اسبات کی پرسش کے لیے شیخ ہوئے تم
یہ بارگہہ شیر خدا جائے ادب ہے
ناحق کی یہ تہمت ہے مجھے خیر کی صاحب
ساتو نکے تئیں چونک پڑے نیند میں ستم
فدوی تو عبث اپنا گریباں سے پکڑے

تصویر کھی جاتی ہے نرگس کا قلم لے
جبرئیل بھی جس فوج میں چلتا ہی علم لے
اس سایہ مژگاں کے تلے بیٹھ کے دم لے
اور پھر تغافل سے چلے راہ عدم لے
کہنے کو چلے نام خدا نام صنم لے
مجنوں کو صدا آئی کچھی ہی تو اس سے نقم لے
گر تیری سوا خیر کو چاہیں تو قسم لے
گر خواب میں دیکھے اسد اللہ کے حلے
لیتا ہے تو دامان علی مستحکم لے

غزل فراق

مخمس

چمن میں سرکو جیب جاناں سے صدا آتی ہے
نازکی تو بھی جو بادصبا آتی ہے
کدن [illegible] دم سرد جو دا لو لسیم مہم
[illegible] سے صدا آتی ہے
[illegible] ہوں زخمی یارب
کسکی ہے [illegible] خدا آتی ہے
جو ہزار [illegible] بن سرے دل
اتنی بار کی [illegible] سر پہ بلا آتی ہے
رات [illegible] آتی ہے

مخمس نظم

چھوڑ جاتا ہے جو وہ مجھکو اکیلا گھر میں
در و دیوار سے رونے کی صدا آتی ہے
دو دن سے [illegible] تا یار سے
جو نہیں [illegible] زلف دو تا آتی ہے
جی میں آتا ہے مسیحا سے میں پوچھوں جاکر
مرض عشق کی کچھ تم کو دوا آتی ہے
صبح [illegible] ہوگئی شب تاریک فراق
نہ نیند آتی ہے مجکو نہ قضا آتی ہے

غزل وحشت

نگاہ یار ہمسے آج بی تقصیر پہرتی ہے
کسیلئے کچہ نہین چلتی ہے جب تقدیر پہرتی ہے

کبہی تو کہینچ لاوے گی ہاسی کو زغیر ساں تک
کہ مدت سے ہمارے خاک دامن گیر پہرتی ہے

تری تلوار کا منہ ہمسے پہر جاوے تو پہر جاوے
ہمارے آنکہہ کب قاتل تہ شمشیر پہرتی ہے

مین اس لیلے کا دیوانہ ہون غافل جو صحرا مین
بغل مین اپنے مجنونکی لئے تصویر پہرتی ہے

مقام عشق مین شاہ و گدا کا ایک رتبہ ہے
زلیخا ہر گلی کوچیمین بے توقیر پہرتی ہے

ترا دیوانہ جب سے اوٹہہ گیا صحرا و حشت سے
بگولی کیطرح سے ہوا مین زنجیر پہرتی ہے

غزل جرات

درد غم عشق نے مارا مجہے
اب نہین دم لینے کا یارا مجہے

بات مین کسسے کرون پہر ہان
دہیان تو رہتا ہے تمہارا مجہے

ڈوب گیا پہر نہ وہ پایا ہے یار
بحر محبت کا کنارا مجہے

چونک پڑا سنتی ہی آواز یار
مین بہی سمجہا کہ پکارا مجہے

ہجر کی شب دیکہی لب کیا دکہاے
دن تو گیا روتے ہی سارا مجہے

اُف نکرون نام کا جرأت ہون مین
چیرے اگر عشق کا آرا مجہے

غزل الضیا

بال لقضیار کی رخسار تک آنی لگی
چشمۂ خورشید مین بہی سانپ لہرانے لگے

آفتاب حسن کو مہتاب مینا دیکہکر
خانۂ خورشید مین ہم سنگ پہکانے لگے

دیدۂ یار سحر جس کو کار دا کی شب نے آہ
جون بگولا ہر طرف جنگل مین بہکانے لگے

عشق بہی سبقت کری ہے تیغ خوبی یار کا
جوکہ جوہر تہی زبان رصاف دکہلانے لگے

غزل شاہ ظفر

مرغ دل مت رو یہان آنسو بہانا منع ہے
اس قفس کی قیدیونکو آب و دانہ منع ہے

تیرے ہی دیوار سے اب ہمنے سر ٹکرا کیا
روزن دیوار تک آنکہین لڑانا منع ہے

قتل کرکے مجہکو اب سنگین دلو نے یون کہا
قتل ہو جانا ولیکن تڑپ پھڑانا منع ہے

مرغ بسمل سا مت دیکہنا خنجر تلے ایصید دل
عشق کے مقتل مین دست و پا ہلانا منع ہے

ایظفر تمکو ہمیشہ چاہئے عزت مدام
اب تمہین چالیس مین مہندی لگانا منع ہے

غزل دیگر

وہ صنم حال میرا کیا جانے
ہون مین کس فکر مین خدا جانے

غزل مضمون

اوسکے ملنے کی مجہکو تہمت ہے
وہ کہان مین کہان خدا جانے

ہمتو روتے ہین ہنستے ہین اغیار
قدر بلبل کی زاغ کیا جانے

ہو نہ جاے چاک کرکے وہ سارے غم
لب شیرین سے کا جو مزا جانے

سنکے احوال میرا سینے
ایک جبکہ طرح سی ہلا جانے

ایسے سفاک سے ڈرو یارو | خون عاشق کا جو حنا جانے
بخدا ایت کسی کے دوست نہین | انکو دشمن ہے جان کا جانے

غزل نظیر

ہمسو عاشق ہین تیرے ناز اٹھانیوالے | تمسے کم دیکھے ہین محبوب ستانیوالے
بند کر قید محبت مین خبر لے نہ مرے | دام مین جسکے پھنسے دام چھڑانیوالے
کل شب وصل مین کیا جلد کٹی تہین گھڑیان | آج کیا مرگئی گھڑیال بجانیوالے
کل جو رستی مین ملاقات ہوئی تو یہ کہا | کہان جاتے ہو طرحدار جلانیوالے
گذری مدت کہ مری سات لپٹنے نہین آئے | کیا ہوئے یار گلے ہمکو لگانے والے
دن تو اوقات گذرتی ہے مزیدار بڑے | نکلے جین مزیدار د کہانیوالے
آب کہ ملنا ہو نظیر یار سے کہنا جاکے | کیا بہلا ہم نہ ہے یار و بلانیوالے

غزل بادشاہ

یہ کس مست کی آنی کی آرزو ہے | کہ ساقی لیے ساغر مشکبو ہے
سمایا ہے جب سے تو آنکھون مین میرے | جدہر دیکھتا ہون ادہر تو ہی تو ہے
جتاؤن مین کیا اپنا حال پریشان | عیان زلف دلدار کی مو بمو ہے
چلو قبر فرہاد پر فاتحہ کو | مگر آب شیرین سے لازم وضو ہے
نکلجاوے دم تیرے قدمونکے نیچے | یہی دلکی حسرت یہی آرزو ہے
گلستان مین جاکر ہر ایک گلکو دیکھا | نہ تیری سے رنگت نہ تیری سی بو ہے
ستایا ہے ناحق ہمین تونے ظالم | یہ انصاف اللہ کے روبرو ہے
کیا چاک وحشت نے ایسا گریبان | نہ سینے کی قابل نہ جای رفو ہے
شفق بن کے گردون پہ ہوتا ہی ظاہر | یہ کشتہ بے گنہ کا لہو ہے
عبث مجہکو ہنس ہنس کے دیتی ہو گالی | زبانکو سنبھالو یہ کیا گفتگو ہے
اگر اب کی باری شب وصل بولا | چھری اور مرغ سحر کا گلو ہے
رہی سایہ بختین بادشاہ کا | خداوند عالم نگہبان تو ہے

غزل غریب

عقدہ
ستقل ہین جو گردون [illegible]
عقل حیران ہے [illegible]
آفرین کیجئی بیان [illegible]
جب اس خوبی سے تصویر [illegible]
کیا ہوں [illegible]
سخت مشکل ہے [illegible]

غزل [illegible]

یہ جدائی جو جہان بیچ نہ ہوتی پیدا | کیا خدا خالی بھی رہتی یہ خدائی [illegible]
روز محشر کے خدا لوہیگا [illegible] | تو ہی من ایلدوست [illegible]
یا محمد [illegible] کہان جاؤن [illegible] | بادشاہی [illegible] گدائی [illegible]

غزل

مجھکو چاہ ذقن دکھاتا ہے | میرا یوسف کنوئیں جھکاتا ہے
دیکھیے کس کے پاس بجھتی ہے | خنجر آب دار لاتا ہے
ساتھ پینا شراب لے لے کے | ساقیا مجھکو یاد آتا ہے
ترش ہو کر کے منہ بھر آتا ہے | زہر قاتل مجھے پلاتا ہے
شب کو مہ رو جو وہ نہاتا ہے | چاند غیرت سے ڈوب جاتا ہے
دل مرا ہے مثال شیشہ کے | کس لیئے خاک میں ملاتا ہے
شمع محفل کا مجھکو سمجھا ہے | شاید اسواسطے جلاتا ہے
دید بازی کی چشم رکھتے نہیں | لن ترانی کسے سناتا ہے
نہیں ملتے تو خوش رہو پیارے | بندہ ہی تسے ہاتھ اٹھاتا ہے

غزل فیض

کر دیئے باغ کے در بند قدر دانوں نے | آخرش کھولدیے آکے مہربانوں نے
تاب آئی نہ مجھے بھر کے نظر دیکھے سے | کر دیئے مات پریزادوں نہ انسانوں نے
دن کو ہے چین نہ مجھ رات کو آتی ہے نیند | تجھ پہ گل کھائے پری ہمنے وفاداروں نے
طعنہ سب دیتے ہیں اب مونس غمخوار مرے | فیض کیا پائے میاں شمع سے پروانوں نے

غزل طور

بزم میں رونے لگے یاروں کے سمجھانے سے | راز دل چھپ نہ سکا اشکوں کے بھر آنے سے
دل بیتاب شب تار میں کیا ہی الجھا | یہ ہی وہ زلف کہ سلجھی نہ کبھو شانے سے
ہاتھ گردن میں نہ ڈالو نہ طوم ہو وہی | جو خفا ہو گئی تھے غیروں کی بہکانے سے
محتسب جاوے الٰہی کہیں میخانے سے | دلکو شیشے سے ملوں آنکھوں کو پیمانے سے
اے مسیحا تیری جانے سے میں مر جاتا ہوں | جان آجاتی ہے تن میں تیری آجانے سے
طور مذہب تیرا کیا ہے کہ تجھے کہتے ہیں | کبھی مسجد سے نکلے کبھی میخانے سے

غزل

لیکے گل تیر اور کمان تو نے | ہر سے خاطر کیا نشان تو نے

کس لیئے روتا ہے جو کوکب سے
ذرہ بیٹھے ہے آسمان تو نے
بال کر دیا میان کس نے
او میاں تو نے او میاں تو نے
دل میں جان میں جگر میں آکے الفت
آگ دی بیچ میں کہاں کہاں تو نے
چیز یہ تھی بس اسے تصور یار
کبھی دکھایا ہمیں سمال تو نے

چمن بے نظیر

جان کس واسطے نہ دے اے فلک
کہ بیلے سے استخوان تو نے
اسلئے سیکھو اسے حرارت عشق
کر دیا شکل زعفران تو نے

غزل سودا

کس کی جھپکے ہے ادھر کو بکی طرف نگاہ بھی
اے خانہ برانداز چمن ... نور ... بھی

کیا ضد ہے خدا جانیئے مجھ ساتھ وگرنہ
کافی ہے تسلی کو مری ایک نظر بھی

اے ابر قسم ہے تجھے رونیکی ہمارے
تجھ چشم سے ٹپکا تھا کبھو لخت جگر بھی

اے نالہ صد افسوس جواں مرنے پہ میرے
پایا نہ تنک دیکھنے میں تیرے اثر بھی

کس موہوم پہ نازاں ہے تو اے یار
کچھ اپنی شب و روز کی ہے تجھکو خبر بھی

تنہا ترے ماتم میں نہیں شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

سودا تری فریاد سے آنکھوں میں کٹی رات
آئی ہے سحر ہونے کو ٹک تو کہیں مر بھی

غزل درد

اے چشم مرے موتیونکا ہار نہ ٹوٹے
سب اشک مسلسل رہیں اور تار نہ ٹوٹے

ہم پائے برہنہ چلی صحرا کو نکل کر
ہر چوب پکاری کہ مرا خار نہ ٹوٹے

صیاد سے بلبل نے کہا رو کے قفس میں
میں ہوؤں بلا سے پہ یہ گلزار نہ ٹوٹے

کل رات صراحی نے لی میخانہ میں ہچکی
کہنے لگی پیالے ستی خمار نہ ٹوٹے

دل درد کی باتیں نکر وہم سیتی جانی
یہ رشتہ نازک ہے میاں تار نہ ٹوٹے

غزل مصحفی

لاف خوبی تری عارض پہ جو گلشن مارے
آتش رخ پہ صبا طیش سے دامن مارے

کیا غضب ہے جو تو غرفہ میں کھلے بال بکھیر
اور نظارہ ترا دیدۂ روزن مارے

ہے یہ خوش حال انہونکا جو تری کوچہ میں
خاک پنڈے پہ ملے بیٹھے ہیں آسن مارے

دشمن و دوست کو الفت نے تری ایک کیا
ہاتھ پر ہاتھ نہ کیوں شیخ و برہمن مارے

ہم ترے واسطے اے غیرت لیلے کبتک
قیس کی طرح پڑے پھرتے ہیں بن بن مارے

وہ جو آنکھیں ہیں تری رہزن و خونی کافر
قافلے لوٹ لیے سیکڑوں رہزن مارے

ضبط سے مصحفی اب کام مرا در گذرا
کب تلک غم میں کسیکے کوئی تن من مارے

غزل نور

موا جاتا ہوں تری ہجر کے ماری آرے
میرے جانی میرے دلبر میرے پیارے آرے

آرہ تو سر پہ چلا ہے ولیکن میں تو
شوقمیں تیرے کہو جاؤنگا آرے آرے

نہیں ہو سکیں [illegible] ہوئی اغیاروں میں
ایکدن رات کو مہمان ہمارے آرے
یاد کر کے وہ ترا ماہ [illegible]
بیٹھا گنتا ہوں فلک پر [illegible] ستارے
نور بیتاب ہے [illegible] صبر [illegible]
ایک خورشید [illegible] اے ماہ [illegible]

غزل [illegible]

کس کو دکھلاؤں آبلے دل کے
زخم آرے ہوئے ہیں چھل چھل کے

اس کی بے رنگی پر فدا ہوں میں
گل بنائے ہیں اُسنے اس گل کے

زلف ناگن نے آپ کی صاحب
دل لیا ہے ہمارا بل بل کے

مجھ سوا باغ کا یہی احوال
پھول کمہلا گئے ہیں کھل کھل کے

اس خطا اپنے کے کرین توبہ | رنج کھینچے ہین تمسے مل مل کے

غزل عاجز

عرق جب اس کی چہرہ پر نور سے ٹپکے | خجل ہو گل کے شبنم جون لہو ناسور سے ٹپکے
مری آنکھون سے خونی اشک یون گرتے ہین پلکون پر | لہو سولی کی اوپر جون سر منصور سے ٹپکے
اگر کیفی سخن میرا نہال تاک کو پہونچے | صراحی شاخ بنجاوے شراب انگور سے ٹپکے
اگر اس لف مشک آمیز سے چینی مین آ دے | عجب عطر و عنبر کاسہ فغفور سے ٹپکے
کرون فریاد رو رو یار کو جب یاد کر عاجز | دم اسرافیل کا لو ہو بانگ صور سے ٹپکے

غزل عاقل

اس نگیلی نے جو ہاتھون کو لگائی مہندی | کون سے باغ کی سچ کہو منگائی مہندی
رشک گلگون سے ہوا تھا تر و تازہ وہ جنت | جسکے ڈالی سے سجن تمنے تڑائی مہندی
رشک عناب کہا دست حنائی کی تئین | پور پور اپنے پہ جسو مت رچائے مہندی
اڑ گیا دیکھتے ہی رنگ شفق کا ناگاہ | ایک ذرہ جو ہتیلی کے دکھائی مہندی
ہاتھہ مین خنجر نہ سمجھے کوئی عاقل اسکے | کسی عشاق کا دل مٹھی مین لائی مہندی

غزل

جو ہے کب آلودہ ہے شمشیر کسو کے | پر قتل کے محضر یہ ہے تحریر کسو کی
بیرحم ہزارون کو کیا قتل جو تونے | ثابت نہ ہوئی ایک بھی تقصیر کسو کے
کل مین نے چمن مین جو لب غنچہ کو دیکھا | آنکھون کی تلے پھر گئی تصویر کسو کی
آتا ہی جو اس پیڑ کی جھنکار کا عالم | پر قید مین تھی ہل گئی زنجیر کسو کی
حاصل تجھے کیا ہے مری بجھانیسے اسکی | کب مانتا ہے وہ بت بے پیر کسو کی
داماں نسیم سحری وقت نشان ہے | شاید یہ کھلی زلف گرہ گیر کسو کی

غزل نظیر

تاب اسکی دیکھنے کی نہ لائی چلی گئے | کیا کیا جوان پر تھی کہ آئی چلے گئے
دارا رہا نہ جم نہ سکندر سا بادشاہ | تخت زمین پہ سیکڑون آئے چلے گئے

آدم رہا نہ کوئی پیمبر رہا نہین
وہ ہی اسی زمین مین سماکے چلے گئے
عالم تہا پہ زلیخا کا یوسف کے چاہ مین
رفتی ہزار پارہ کے آئے چلے گئے
دیکھا نظیر مینے چمن مین جواب کو
مہندی بھرے جو ہاتھ دکھائی چلی گئی
دردمندون نے بہو چہو کے گہر بیٹہ گئے
تیری مجلس مین غنیمت ہے جلد بیٹہ گئے

[illegible]

اے عرض دیدہ بیان کا مر تکلف سے ہین
خواہ اودو بیٹہ گئے خواہ اودر بیٹہ گئے
مفت او بیچ کی نہین یار سے کوئی وفا
ایک جو [illegible] بابندہ کے ان بیٹہ گئے
[illegible]
جب [illegible] جو معشوق [illegible]
سیکڑون مرغ ہوا بابندہ کی [illegible] بیٹہ گئے

غزل صبا

مرتے دم آئے بیوفا دیکھا تجھے	ایک نظر دیکھا تو کیا دیکھا تجھے
ای پری رو مین دیوانہ کیون نہون	بال کہولی بارہا دیکھا تجھے
گریہ بلبل سے اوسنی ہنس دیا	جسنے اے گلگون قبا دیکھا تجھے
مارے غیرت کی نہ نکلا آفتاب	بام پر چڑہتے صنم دیکھا تجھے
دید مین ہر چند ہی نقصان جان	فایدہ اتنا ہوا دیکھا تجھے
بوی گلشن بہی لائی تا قفس	بس ہوا ہوائے صبا دیکھا تجھے

غزل رضی

فندق پہ تری دیکہی کسشان کے سرخی	پہونچی نہ جسے پنجہ مرجانکی سرخی
تعریف کرون چہرہ کی یا لب کے نزاکت	مسی کی اودا ہٹ کہون یا پانکی سرخی
الماس نظر آتی ہین یاقوت کی مانند	پڑتی ہے کرن پہول پہ جب کانکی سرخی
قاتل مجہے ڈر ہے کوئی پہچان نہ لیوے	دہو ڈال ذرا گوشہ داماںکی سرخی
گردن پہ ترے خون ہے فرہاد کا شیرین	دیتی ہے گواہی یہ گریبانکی سرخی
سنئی یہ غزل مجہہ ستی اب تازہ رضی کے	دکہلاؤن تمہین صاف گلستانکی سرخی

غزل الضیا

قاصد آلاد ہے خبر یار کے آجانے کی	جان جاتی ہے چلی ہجر مین دیوانیکی
آپ آئے نہ کبہی خط نہ کتابت بہیجی	سیکڑون راہ دکہائین ہین ترسانیکی
چشم گریان ہے سدا سینہ بریان ہے مدام	آرزو جی مین ہے بس جی سی گذر جانیکی
تو ملی غیر وسے مین آنکہونسی اپنے دیکہون	حیف صد حیف کہ بس جائے ہے مرجانے کی
الصبا بہر خدا کچہ مجہے تدبیر بتا	یا اوسے لاکے ملا یا مجہے لیجانیکے
گریہ زار ہے یہ مری رحم نہین آئے گا	جب تلک چشم مری خون نہین برسانیکے

غزل

اسقدر ہمپہ ناتوانی ہے	موے سر تک بہی سر گرانی ہے

میرے قاتل کس زخمون ... مت کہو ہم
ملوسے چیر چیرے کس یرنی ہے
بنے صحرا سے نکل ہوتی عریان
حال دل لوچہ لو طبیبو ان سے
سیون مرا ... عفرانی ہے
بنے زخم دل ... جانین
پہنچی بلونٹ اوسنی دیوانی ہے

غزل نظیر

غزل سودا

ساون کے بادلونکی طرح سے بہرے ہوئے
یہ وہ نین ہین جس سے کہ جنگل ہرے ہوئے
اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک
لخت جگر کی نعش کو آگے دہرے ہوئے
پلکین تیرے کہان نہ صف آرا ہوئین کہ یان
افواج قاہرہ کی نہ برہم پرے ہوئے

آنکھوں کو تیری کیونکہ میں نازہ ہوتی غزال
یوں نہ کیجے جدھر دل سے یہ پھرتے ہیں بگڑ کر
انصاف کسکو سونپئے اپنا بجز خدا
نزدیک اپنے رہنے سے مت کر ہمیں تو منع
مجلس میں چھوکروں کی جو جرئے سے شیخ جی
سودا اگل نہ گھر ہے کہ اب تجکو ڈھونڈھئے

جلتے ہیں اب امیر دلکی زراعت چرے ہوئے
لڑکے مجھ آنسوؤں کے نہیٹ ننگرے ہوئے
مصنف جو بولتے ہیں تجھسے ڈرے ہوئے
ہیں لاکھ کوس حب تری دلسے پرے ہوئے
آئے تو پھر خدا نے کہا سجرے ہوئے
لڑکے ہیں پھرتے تجھ دل سے ہو بھرے ہوئے

غزل تاباں

عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہیئے
کیا تڑپنے میں مزا ہے قتل ہو بیاپکے ہاتھ
جسنے اسکا زخم کھایا ہے اُسے معلوم ہے
یار کے ملنے کی ہم کوئی طرح پاتے نہیں
آہ و نالہ کی حقیقت دیکھتا ہوں ہجر میں

کسطرح جاتا ہے دل بیدل سے پوچھا چاہیئے
اسکی لذت کو کسی بسمل سے پوچھا چاہیئے
تیغ ابرو کی صفت گھایل سے پوچھا چاہیئے
طرح ملنے کی کسی واصل سے پوچھا چاہیئے
کیا گذرتی ہوگی تاباں دل سے پوچھا چاہیئے

غزل افسوں

صدقے میں تری زلف کی اور تار تار کے
بلبل نے وقت قید کی رو رو کے یوں کہا
بیچوگے تو سہی ذرا اتنا تو کیجئیو
یہ ہے وطن ہمارا کہ تم پوچھتے ہو کیا
افسوں تو شاد رہیو زمانہ کریگا کیا

دستار گل انار قبا بوٹے دار کے
صیاد واسطے ترے پروردگار کے
دیکھو تو ہاتھوں ہاتھ کسی نو بہار کے
ہم رہنے والے ہیں اسی باغ و بہار کے
ہم ہیں غلام اُس شہ دلدل سوار کے

غزل معین الدین

راضی ہیں ہم اوسی میں جو کچھ دلربا کرے
دل ہمارا رفیق جسکا جدا ہو گیا ہو یار
جس نے ہمارے دوست کو ہمسے جدا کیا
کہتا معین الدین تمہیں ہے بیر دوستان

چاہے جفا و جور کرے یا وفا کرے
وہ اپنی بیکسی کو نہ روی تو کیا کرے
وہ بھی مراد اپنی نہ پائے خدا کرے
آسان سبھوں کی مشکلیں مشکلکشا کرے

غزل نگین

بنے تو تم پردہ نشین خانہ نشین کیوں ہو گئے
تھا تو پردہ کا مکاں دیکھ کے مکین کیوں ہو گئے
وہ جو چلتا ہے زمیں پر بھی آتی ہے ہوس
ہائے افسوس کہ ہم فرش زمیں کیوں نہ ہو گئے
پھر عاشق پہ چلا تو وہ لگے یوں کہنے
ہائے ہم کے دن زیر زمیں کیوں نہ ہو گئے

مخمس خاطر

تیرہ جب شخص پہ ہم لطف و کرم کرتے ہیں
حسرت آتی ہے کہ وہ شخص ہے کیسوں ہو
جب سے دیکھا ہے تجھے تاب نہیں سے اور
خون ہوتا ہے یہ دل ہم بہ تمکیں کیسوں ہے

غزل

چاک دامن کیئے جاناں نے دیوانوں نے
قید خانے بنیئے آباد پرستانوں نے

نیم لسبل یہ تڑپتے مجھے دیکھا قاتل
بل بے اُس کاکل مشکیں کے شب تار پہ آئی
فخران خاک کے پتلوں کا نہو کیونکہ بھلا
میرے دلدار پہ دلبر شب معراجکی رات
شور عالم میں کیا ہے تری ہجیانوں نے
دل دیئے زلف پریشانکے پریشانوں نے
ڈہونڈھا ہے عالم بالا میں یہ انسانوں نے
عشق کی حور و پری قدسی غلمانوں نے

غزل

عمارہ جیو

میں وہ نہیں ہوں کہ تجھ سے دام الجھ جائے
یقین ہے کہ جدھر کو وہ دلربا پھر جائے
الٰہی وہ نہ پھرے جسکے غم میں مرتا ہوں
پھرے زمانہ پھرے آسماں ہوا پھر جائے
بکھیر دیوے جو بالوں کو اپنے مکھڑے پر
پھرو نہیں تجھسے تو مجھسے مرا خدا پھر جائے
مثال قبلہ نما دل ہیں مرا پھر جائے
بلا سے حلق پہ گو خنجر جفا پھر جائے
بتوں سے ہم نہ پھریں ہمسے گر خدا پھر جائے
تو کیا عجب ہے کہ آئی ہوئی گھٹا پھر جائے

غزل

دیوانہ کیا بزم میں شب آکے کسی نے
تکرار جو کی بوسے کے لینے میں بہت سی
کچھ دست درازی کا کیا قصد تو ہی ہے
رکھ ہاتھ مرے سینہ پہ گلدستہ نرگس
سمجھا مجھے دیوانہ سا اُس شوخ نے ایکبار
بیہوش کیا چہرے کو دکھلا کے کسی نے
دی گالیاں آخر مجھے جھنجلا کے کسی نے
جھٹکا کے مرے ہاتھ کو شرما کے کسی نے
مارا مجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے
دل چھین لیا مفت میں بہلا کے کسی نے

غزل نیاز

صنم ہے گلبدن ہے مہ جبین ہے
وہ سب جا ہے وہ کس جا کہہ نہیں ہے
گیا اودھر کو پھر ایدھر نہ آیا
مرے اشکو نکا اور نالوں کا شاید
نہو جسکے مقابل حور و غلماں
بھلا کہیئے وہ کیا کیا کچھ نہیں ہے
غرض اسکو جہاں دیکھو وہیں ہے
عجب کوچے کی تیرے سرزمیں ہے
زمین و آسمان عرش بریں ہے
صنم نام خدا اوہ نازنیں ہے

غزل خلیق

[illegible] زبان فصل [illegible] نغمہ سرائی
کیا فصل بہاری کی [illegible] چمن میں [illegible] آئی
عاشق کو [illegible] لب [illegible] آئی
[illegible] کر بیان [illegible] بھی [illegible]
[illegible] پھول [illegible] آئی
[illegible] چمن [illegible] آئی
خال جو بنگال دیکھا [illegible] آئی

[illegible]

بہار کی لے جلد خبر [illegible] مسیحا
کیا فائدہ جو اس [illegible] اہل کلام کرائی
گلشن میں کسی شخص کا [illegible] بلبل
منقار میں لیجا کے وہاں پھول [illegible]
ایسا کوئی رسوا ہوا [illegible] جہاں میں
آفت جو خلیق [illegible] پہ آئی

غزل ذوق

سر بوقت ذبح اپنا اوسکے زیر پاے ہے | یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہے
رخصت اے زندان جنون زنجیر در کہڑکاے ہے | مژدہ خار دشت پہر تلوا مرا کہجلاے ہے
ہان مدد طاقت کہ ہے ضعف سینہ مین دم | دیکہیی لب تک اسی کیونکر خدا پہونچاے ہے
واہ واہ شور محبت خوب ہے چہرکا نمک | استخوان میرے ہما کس مزے سے کہاے ہے
بس کراے سوز درون بہن جاینگے اوراق | رحم جوش گریہ چہپاے یہ ابہی بہر آئے ہے
بل بی استغنا کہ وہ تو آتی آتی رہ گئی | اف رے بیتابی کہ یہان تو دم ہی اکہڑا جاے ہے
ذوق کو تو نزع مین ہے ہیگا ترا انتظار | جانب در دیکہ لے ہے جسکہ ہوش آجاے ہے

غزل ناسخ

پہر بہار آئے چمن مین خم اٹہائے ہوئے | پہر مرے داغ جگر آتش کے پرکالے ہوئے
پاے ہاے نازک جب کہا اوسنے ہمارا قبر پر | پارہ ہاے سنگ مرمر رو نکلے گالے ہوئے
سبحہ گردانی ہوے عمال شب مین اسقدر | دانو نکی مانند ہاتہون مین مرے چہالے ہوئے
ای پری پیکر اگر نرگس تری بیمار ہے | باغمین لالے کو ہے زیست کی لالے ہوئے
جب شب تاریک مین ہم کوے جانانکو چلے | آگی آگے جاے مشعل آتشین نالے ہوئے
کسطرح چہوڑ دین لکایک اوسکے زلفون کا خیال | ایکمدت کی یہ کالی ناگ ہین پالے ہوئے
واہ کیا تاثیر ہے اوس روے آتشناک کے | شعلہ جوالہ اوسکے کان کی بالے ہوئے
یاد جب آیا چمن مین وہ نہالے حسرت | یکقلم لبریز اشکون سے مری تہالی ہوئے
وہ پری پیکر کہا کرتا ہے اکثر فخر سے | اتبو ناسخ بہی ہمارے چاہنے والے ہوئے

غزل رمز

ہمین منظور آج اونکو بلانا ہی بلانا ہے | بلا کر داغ دل اپنا دکہانا ہے دکہانا ہے
ہجوم داغ دل کیا پوچہتی ہو میرے سینہ مین | خزانا ہے خزانا ہے خزانا ہے خزانا ہے
جگر میرا ہے تیر نگہ کا ایکمدت سے | نشانا ہے نشانا ہے نشانا ہے نشانا ہے
کہین کیا اوس پری وش سے وہ مجہکو کہنے نہین دیتا | دیوانا ہے دیوانا ہے دیوانا ہے دیوانا ہے
ہنسو کیونکر نہ غیرون سے کہ منظور آپکو میرا | رلانا ہے رلانا ہے رلانا ہے رلانا ہے

شہادت سے مری ابتک زبان تیغ قاتل پر | فسانا ہے فسانا ہے فسانا ہے فسانا ہے
نہ بیٹہے کیون بلین مزا لے کیون انسو بہا رہے | کہ شیوہ وان رقیبونکا لگانا ہے لگانا ہے

غزل حکیم

خفا ہمسے وہ سیمبر ہو گیا ہے | تو خون غم سے دل اور جگر ہو گیا ہے

ملا ہے جو کسی کو رنج وہ مجہے ملا ہے
مرے آہ کا [illegible] اثر ہو گیا ہے
کہ اے [illegible] جو بلبل پہ [illegible]
خزان اے کہین [illegible] جب ہو گیا ہے
ذرا لے خبر او مسیحا [illegible]
مرض اب چراغ سحر ہو گیا ہے
سمجہ کون تیرا پیام [illegible]
حکیم اس [illegible] سب کو خط ہو گیا ہے

غزل فانی

عشق ہے دام بلا زلف پریشان مردے — راہ بہولا ہے یہ دل خضر بیابان مردے
بحر مین یار کے پہرتا ہے مجہے کوہ و دشت — پا برہنہ ہے مرا خار مغیلان مردے
تیغ ابرو نے تری مجہکو کیا ہے گہایل — نیم بسمل نہ ہون خنجر مژگان مردے
سرخ چہرے پہ جو کہا یان وہ آیا قاتل — خون کرنیکو مری خاک شہیدان مردے
جوش دیوانگی ہے مجہہ سراپا فانی — ہاتہ کہنے مین نہین چاک گریبان مردے

غزل علی

ہم دلسے ہوے احمد مختار کے بردے — لیتے ہین سکندر کے ابا قبالکی زردے
تعریف لکہی جاوے کب اوس نور خدا کے — یوسف سی کئی بکتے ہین خرگاہ مین بردے
آیا ہون ترے در پہ اے محبوب خدا کے — مشکل مری حل پہر خدا آپ ہی کردے
تو شافع امت ہی مین ہون عاصی جہانین — امید ترے سے ہے ہر کار و ہر مردے
ہم دلسے ہین مشتاق در ختم رسالت — پروا نہین جنت کی ہے زاہد کو خبردے
ہے کون سواے تیرے شفاعت سی جہانکو — آزاد کری امت امان روز حشر دے
بس فیض ترا عام ہے اے ساقی کوثر — اک جام محبت کا طلبگار کو بہردے
چہیتا ہے اگر افسر اقبال علی تو — سر اپنا محبت سی اسی خاک پہ دہردے

غزل شرر

کیا نکلے سخن عاشق دلگیر کے منہ سی — کوئی بات سنی ہوگی نہ تصویر کے منہ سے
کسکے نگہ چشم نے مارا ہے طمانچہ — بہتا ہے لہو خنجر و شمشیر کے منہ سے
یوسف کو کیا قید جو زندان خوش ہو — آتی ہے صدا کانین زنجیر کے منہ سے
طفلی مین ترے حسن کا مین وصف کہو کیا — ہین منہ کے جوانو نکلی ہر اک پیر کے منہ سے
دیتا ہی دعا تجہکو ثنا خوان یہ شرر جب — آمین کی صدا نکلے ہے تاثیر کی منہ سے

غزل تاثیر

زلف سیہ فام گلوگیر ہے — وحشی دل کے لئے زنجیر ہے

دام تیرے زلف کا مین چہوڑ کر
جاؤن کہان کون سے جا کر بے
نو کس طرح ان اس دل بیتاب کا
حال میرا صورت تصویر ہے
مرنے سے ورنہ نہین جینے سے کام
عشق عجب کیا تری تاثیر ہے

غزل عشاق

غزل تسکین

معجزہ اسقدر اپنے لب تقریر مین ہے
جو بہری سحر بیان ہے وہی تحریر مین ہے
نمرظہور دیکو نگر ہو عیان تجہسے تیغ مین ہے
عالم صاعقہ قاتل ترے شمشیر مین ہے
یار کی زلف مسلسل کا تصور ہے جسمین
اپنا آئینہ دل خانہ زنجیر مین ہے
جسکے لگتے ہی اوڑ جاتی ہین مرغ بسمل
کیا یہ اعجاز مسیحائی ترے تیر مین ہے

گرمی بیٹی کیونکر ہو موافق عشاق
خانہ خلد مرا ثانی کشمیر ہیں ہے

غزل تسخیر

کچھ نہیں درکار مجکو ہے نشانی آپکی
ایک بوسہ دیجیے ہو مہربانی آپ کی

ہاں کروں تعریف کس منہ سے میں جانی آپکی
خلق میں ہوگا نہ لیکن کوئی ثانی آپکی

جب سنہری بال کبھوں ہوں کسی گلبدن
یاد آجاتی ہے فوراً نوجوانی آپکی

بس نہیں ہو لینگے پیارے چیلک ہر دم دم
ہر جگہ کہتے پھرینگے بس کہانی آپ کی

کیوں نہ ہر جائی عبداللہ بیٹھے ہی رہو
دی خدا نے چاند سے تصویر خالی آپ کی

مرحبا جوش جنوں تسخیر کہتے ہیں اُسے
کھینچ لائی اس کو آخر جانفشانی آپ کی

غزل اخلاص

یاد چہرے کی زبان صبح و سا کرتی ہے
بس تری آنکھوں میں تصویر پھرا کرتی ہے

فرق نزدیکی و دوری کا بھلا کیا ہو وہاں
کار قاصد کا جہاں باد صبا کرتی ہے

اس گل خوبی کا رہتا ہے تصور ہر دم
سیر گلزار کے اب میری بلا کرتی ہے

شکوہ تقدیر سے کیا کیجیے اے قسمت
ورنہ اس طور کسیکو ہی جدا کرتی ہے

حال تو رنج فراق کا ہوا ہمکو نصیب
آگے تقدیر بھلا دیکھیے کیا کرتی ہے

حسن وہ ہے کہ پری دیکھ کے غش ہوتی ہے
سب ادا اپنی ترے آگے قضا کرتی ہے

کیوں تو دیتا نہیں تشبیہ ہمارے رخ سے
حور فردوس سے آ آکے کہا کرتی ہے

درد سر اُسکو ہے کیا عود ہے کیا یہ صندل
مہ جبیں آکے جبیں در پہ رکھا کرتی ہے

ہوتی ہے تجھکو تو اخلاص سائی ہر دم
واہ کیا کام ترے طبع رسا کرتی ہے

غزل اخلاص

آپ اگر مہتاب ہو پھر تجھکو تارا چاہیے
ہے پری تسخیر شیشہ میں اتارا چاہیے

قتل کرتی ہے جوانوں کو نظر کے تیر سے
اب زبان تیغ سے اس کو بھی مارا چاہیے

وصل کا وعدہ کیا ہے آج رشک حور نے
مثل جنت کے مکاں اپنا سنوارا چاہیے

عشق زلف عنبریں کالی بلا ظلمات ہے
بحر ہستی کی شناور کو کنارا چاہیے

پادشاہی تجھکو لب بھی ہے ملک حسن کی
سکہ ہر دل پر درم کے اب بٹھارا چاہیے

دفتر عالم سے رنگ اوڑ جانے بس بہزاد کا
ایسی اک تصویر کا نقشہ اوتارا چاہیے

بوستان دہر میں ہونگے قدم ودگل سے
بال سے مژگان کے رستہ کو جھاڑا چاہیے

دیکھکر چلون سے کیوں مجھکو پکارا کرتے ہو
عاشقوں کو تیرے آنکھوں کا اشارا چاہیے

[illegible]

اشتیاق غیر کی تصویر سے لائق نہیں
ہاں طرح سے دیکھنا نقشہ تمہارا چاہیے

سب مزے دیدار کے [illegible] بوسہ دیا چاہیے
اوج [illegible] بخت دارا چاہیے

[illegible] اخلاص کے [illegible]
اب بھلا کیا اوج پر اس سے ستارا چاہیے

غزل تقصیر

حقنے بخشی ہے نبی کو دو جہانکی سروری
باعث ذات مقدس کل نہوتا گر یہ درحز
اوج گردون پر قمر انکا غلام داغدار
ناب کی گرمی نہووے اس مبارک چشم پر
پیشتر دنیا مین آنیکی شجاعی داب سے
کل جماعت انبیا سے نور ذات پاک نے
ابتدای حضرت آدم سی اپنے وقت تک
بعد اوسکے نوح کے طوفان مین آ کرکی مدد
اور موسے سے بصد اشفاق کوہ طور پر
غارت فرعون و بلغم قتل بن اوج عنق
حضرت داؤد کی ہاتہو نسی ٹوٹا سخت کفر
ابن مریم حضرت عیسے کے تئین ہیان ہین
نیم شب دولت سرا مین آ مہانی کے رسول
پا سوار و قدسی براق زرین حلہ پوش
چہا انگشت مبارک نے لب سے ہو سعید
ہو سوار او سوقت پہر جا پہونچا قصی کو حضرت
کی منازل کر گئی ہے منتہا تک پاک ذات
رہ گئی اپنی مکان پر حضرت روح الامین
لیگیا اعلی مکان پر جس جگہہ کوئی نہتا
اٹہہ گیا پردہ حجاب خاص کا حاصل مراد
اس نشانی پر کہین ہین قطب عالم مصرعہ ایک
گلشن اسلام کو اوس روز سے آئے بہار
صبحدم مسجد مین آ اصحاب پر ظاہر کیا

رمز معنے خدائی ظاہری پیغمبرے
خلعت پیغمبری کی کوئی نہ پاتا اسرے
پہٹ گیا اہل زمین کرتے اشارا سر سرے
خوف سے خورشید خاور کے ہے تن مین تہرتہر
سرنگون تہی خاک ذلت مین بتان آذرے
منزل صغری سے تا کبری ہلاک کی رہبرے
تہا ہویدا نور احمد جون فلک پر مشترے
بخشدی حفظ و امان کے اسکی تئین کشتی گری
بنبہ سا جلکر رہے جب آپ کی جلوہ گری
غرق قارونان و قبطیان سحر سامرے
قصہ طالوت اور جالوت مین گے داورے
چرخ گردون پر بٹہا کر دی مقام برترے
خوابمین بستر پہ آسودہ ہوے تہی اک گہڑے
کر ادب ناموس اکبر نے وہان سے حاضرے
اور منگا کر رو برد معراجکی خلعت دہرے
کی امامت آپ نے نبیونکی پیچہے صف کہڑے
قدسیون نے کی زیارت پہن کر ستو ہرے
نور سے پہر آ گی انکی کو دنی رفرف لگی
نور رب العالمین دیکہی بچشم انوری
عاقبت واللہ اعلم کیون کہا پردہ درے
خود خدائی میکنے خود می کنی پیغمبرے
اور درخت کفر کو پہونچی ہوا سے تہرتہرے
لیکے ادنی سے دہ اعلے تک تمام عسکرے

حضرت صدیق نے سنکر کہا صدق رسول
مصطفی کی تہی ہی بہ نصرت وہ حبا ... البری
دوسری فاروق عادل دارہ دار شرع ہے
گلشن اسلام پر جس ذات سے صیقل ہے
جامع القرآن وے النورین عثمان باحیا
رشک انوار انکی تہی جون شہادت سے عیان
شیر رب العالمین جان رسول بو تراب
حضرت نورا علمبردار ذوالفقار حیدر ہے

خاتمہ

حضرت خاتون محشر اور دو نور عین
جنکے تئین پہونچا الٰہی سے خطاب صابرہ
نعمت پیغمبر مین رکہتا ہے نفحہ دولت عظیم
از مناقب سرور کہتر نہین ہے شاعری

مستزاد شاہ ظفر
عفی اللہ عنہ

مین ہون عاشق مجہے غم کہانے کی نکالا بنہیں
کہ ہے غم میرے غذا

تو ہے معشوق تجھے غم سے سروکار نہین
کہان غم تیری بلا
دل و دین تیری حوالے کیئے کرتی ہے طلب
اور جو کچھ کہا سب
پھر جو بیزار ہے تو مجھکو بتا اس کا سبب
میری تقصیر ہے کیا
بھیجے خط سیکڑون لکھکر تمہین ہشیار ایسے
بڑی دشواری سے
تمنے بھیجا نہ جواب ایک بھی عیاری سے
یہ ہے قسمت کا لکھا
طلب بوسہ پہ کیون اتنا برا مانتے ہو
ہمین پہچانتے ہو
دیکھو ہم ہین وہی جانباز ہمین جانتے ہو
کرتے ہین جان فدا
ہے حیات ابدی گر ہو شہادت حاصل
تیری ہاتھون قاتل
تیری آب دم شمشیر کو تیرا بسمل
سمجھے ہے آب بقا
کیا کہون تیری مین انداز و ادا کا عالم
ہے ستم ہای ستم
دیکھکر ہوش رہین کیا کہ نکل جاے ہی دم
ای بت ہوش ربا
نہ تو تقریر سے ہو کام نہ تحریر سے ہو
اور نہ تدبیر سے ہو
ہم تو کہتے ہین ظفر جو کہ ہو تقدیر سے ہو
ہے یہی بات بجا

مستزاد معزز

مین نے اجتک تو ترا عشق بنایا آہا
کہاں کے سوطر جلے غم
ولے افسوس مجھے تو نے نہ چاہا آہا
بانی ظلم و ستم
خود بخود شب کو یکایک مین کہو نکلا کیا تجھے
تیری بن گذرا جو کچھ
دل پڑ در دیہ پہلو مین گراہا آہا
یاد کر تجھکو صنم
کاہی رس کہاے کی تم روس رہے ہو یتیم
آو کریا کرو جے
جای ہے جان مرے منتی کرآہا آہا
پاپ ہو جاو دہرم
سانو گہایل کیتے تقصیر کیتی کے تیندڑے
مینڈی تو جان لبندے
چھنڈری جاوان مین تیری ترچھی نکاہا آہا
کچھ نہین تیر دندے کم
ہوٹی بوٹی درسے ہین سمم لسٹل دیٹ ہر
کسکو مارے ڈ بیر

ہیر کو ابی دیر لو فارا آہا آہا
مائی ہوس ایور دی کم
اتنا کو ایم نا میرہ
ایڈی ایم ان اینڈہ کو بیسٹو
نربہو کہٹ گئی سے ماتر کو نڈی کا آہا
سو سی تو مینڈی کم
ایسی کالی چولی زنانی سانگ سیکیا ہم
پیو مئا اماجی ان

ٹھمری جھنجوٹ

جان و دہین و دو گور دو نے فارا آہا آہا
ہائے زور اتر کا ظاہر
زاروی زاروی زور خودی زور دو
زاروی وجہے وہیل و دل
ونچہ وجہی معشوق ونشا بیچہ ادہا آہا
ونچہ نہین مٹہ ہیسر
سجیا میسی جو نہین حیلہ جیر حیرا در ہونگیم
وقتہ ... پیو امید وصال

دیدہ ام از تو صنم چند ادا ہا اہا
صرف العمر و فے الجہز بقا یا صنمی
غم ہا غم ہا اے غم ا ہا ا ہا اہا
حیف صد حیف ہے افسوس افسوس
چھٹ گیا زخم جگر سے مرے بہا ہا آ ہا
ہین معزز تری سبب شعر مسلسل موزون
یہ غزل جسنی سنی اوسنی سرا ہا آ ہا

کشتۂ ناز توام
غم بالید کہ من
لیس بے مثل صنم
آیا پیغام اجل
اب نکل جاویگا دم
شک نہین اسمین ذرا
تازہ تر تازہ رقم

مستزاد ہمایون

جا پہنسا طائر دل میرا بصد شوق پرے
تو نہ آزار کسی ڈہب کا اسے دے نہ ذری
ہجر کے جور کی اب تاب نہین ہے مجہین
دلبری بہر خدا اب تو ذری کر تو میری
تیری مسی کی دہڑی پان کی سرخی نے میان
دیکہہ تو خنجر مژگان نے کیا کیسا ہرے
اے زلیخا مین تری چاہ پہ برباد ہوا
مثل سیماب کی بیتاب ہون فرقت مین ترے
دل و دین دونون دیے دولت و ایمان بہی ساتہہ
دلبری اسپہ بہی تو نے نہ ذری اسکی کری

تری کاکل مین صنم
لطف کر اور کرم
سچ یہ کہتا ہون بہلا
جان من کر نہ ستم
قتل کر ڈالا مجہے
آرہا ہونٹہہ پہ دم
یہ گلا کس سے کرون
تجہکو یوسف کی قسم
اس ہمایون نے ترے
یہ ہی سینہ پہ الم

مستزاد اکبر

اس عشق نے یارو مجہے دنیا سے اوٹہایا
زلفون مین پریرو کے گرفتار پہر آیا
پہر شوق کے شیشہ مین شراب عشق کی اپنے
پہر میرا تماشا سارے عالم کو دکہایا

دیوانہ بنا کے
پہر شانہ بنا کے
پہر بہر کے پلایا
مستانہ بنا کے

یہ دختر رز لگتی ہے برا ایک منہ کو
افسوس اے ساقی
کیا تیرا کیا تو نے ملایا
کیا با مرا
میخانہ بنا لے
بیدل کیا دلبر نے عبث لیکے مرا دل
[illegible] کو ہنر سے
پہر اپنے لگا کان کی بالی مین چہپایا
دو دانہ بنا کے

غزل نمکین

نزدیک رقیبون سے صنم رات کو بیٹہا
مجلس کیا روشن
پہر اپنے شمع و کے اوپر مجہکو جلایا
پروانہ بنا کے
غیرون کو بلا کر وہ لگا پاس بٹہلانے
مدت سے کے گویا دوست
ہم دوست بیگانی سے کہین دور بٹہایا
بیگانہ بنا کے

اکبر کے یہ عرض ہے اب حق سے شب و روز	کر اپنا تو طالب
دنیا مین اگر کہتا ہے تو کہہ لے خدا یا	مردانہ بنا کے

مستزاد موج

اس کلکل پیچان مغیر کا ترے یار	ہمسے نہ کبہو بل گیا
خوشبو ستے بالون کے معطر ہوا گہر بار	جون غنچہ سمن کہل گیا
ہیگا دل رنجور ترے زلفون مین جانان	مت کیجو شانہ
بس گر کہی پڑیگا نہین سنبہلیگا وہ بیمار	گر بال کہین ہلگیا
نعرہ کرون جسوقت اگر کوہ کو پاؤن	اوسی جاسے ہلادون
بس دیکہہ کے نازک بدنی حسن کے سردار	وہ آپ ستی ٹل گیا
یہ زندگی لائی ہتی عدم سے ہمین اوسجا	یان آکے جو دیکہا
سب قافلے کے قافلے مین اودہر کو تیار	بس دیکہہ کے جی جل گیا
در پر مجہے آدیکہہ کے دہر قبضہ او پر ہاتہہ	کہنے یہ لگا بات
گر خون مین لوٹیگا ترے حسن کا سردار	گر ہاتہہ کبہی چل گیا
اکبر عرض ہے جو موج کے اب شیر خدا سے	کہتا ہون لگا سے
حل کیجیو مشکل مرے اے حیدر کرار	تجہہ نام کی مین بل گیا

مستزاد سراج

تجہہ زلف کی یہ باس گئے مشک ختن مین	اہی ناز آہو پر مشک خطا سی
ہر غنچہ دل تنگ ہوا پہول چمن مین	اے شوخ سمن بو تجہہ دیکہ کے ہوے
ہر خار سے ہر اس ہلک تجہہ کف پاکو	ہے تجہہ مین نزاکت از بسکہ سراپا
جسوقت رکہے پاؤن تو ملبلکے مین ہین	اہی دلبر گلرو اس ناز و ادا سے
اعراب خط و خال نقطہ چشم ہی مطلق	مصحف ہی ترا منہ ہے آیت خوبی
ہے سورہ اخلاص کے خواہش مرے من مین	بسم اللہ [illegible] ابرو ہے بدر رسا سے
ایک روز کہا مینے صنم سی ہے مناسب	مشتاق ہے او پرسش بات ہماری

بیتاب ہین تجہہ عشق سے ہو کے بعد کفن مین
گر رحم سے آ خوش تجہہ تو لا کر بلا سے
سوگند مری اسحال پریشانی کہو مین
مانو تو کہین مین کہون زلف پہ لیے
جمعیت دل بند ہے ہر ایک شکن مین
کہیو تم گیسو اب مہر و وفا سے
یکبار تلطف سے بلا شربت دیدار
اے شوخ شفا دے بیمار ہون غم کا

اے مجہکو بہ درد جگر مین نہ بہین
حاجت نہین دارو کیا کام مرد وا سے
دیکہہ شوق غم عشق و بہین حرف شعر کون سخن
[illegible] اب تمامی مین پرو
دیکہہ اس [illegible] ہر ایک سخن مین
[illegible] طبع رسا ہے

مستزاد [illegible]

لینے جو بلائین لگے ہم اپ کے چٹ چٹ
چل جا بے رے داو زیر رو ہو پرے ہٹ
ان انکہو نمین اب حلقہ زنجیر کرون گا
چہوڑون نہ کہین آپکی دروازیکی چوکہٹ
مر جائین لہو چہاٹ نہ کونگا ہو وہ کیونکر
سرخی ترے آنکہونکی اور ابرو کی کہچاوٹ
کیا پہبتی ہے اب نام خدا وا چہرے آہا
اک بوسے کے صدمے سے دہولی جہار نلاہٹ
انی واہے ری بالیدگی اور چنپئی رنگت
اور جامۂ شبنم کی وہ چولی کی نباوٹ
مت چہیڑ مجہے دیکہو ابہی کہنے لگو گے
چولی مری ٹکڑے ہوئی دامن بہی گیا پہٹ
ای عشق ادہر آو ہمارا جون کے راجا
گر بیٹہے ہو تم لاکہون کے ٹڑرونکی ہے سرچٹ
وہ سیج پڑی پہولونکی مخمل کے وہ تکئے
پردے وہ تمامی کے وہ سونیکا چہپرکہٹ
پہرتا ہے سما انکہو نمین اب تک وہی انٹا
باہم جو لپٹ سوتے مین آجاوے رکاوٹ

تو بول اوٹہی جہٹ
ہے سب یہہ بناوٹ
ایساہی بلا ہون
جبتک نہ کہلین ہٹ
جو شخص کہ دی کہے
سر نیکے کہلاوٹ
ہونٹو نپہ تمہارے
مسی کی اوداہٹ
یہ گات یہ سیج دیج
بازو کی گلاوٹ
اچہا کیا تمنے
لگجادی گی پہر رٹ
ڈنڈوت ہے تمکو
اک آن مین جہٹ پٹ
کمخواب کی توشک
اور اوسکی سجاوٹ
ہے ظالم ارے کیون
وہ پیار کی کروٹ

مستزاد مین

سوتا ہے گلی لگ کی جب وہ یار پلنگ پر
کیا ناز و ادا سے
آتی ہے لپٹ پہولونکی مہکار پلنگ پر
اوس بند قبا سے
ہے سرخ جو پوشاک تو اوس گورے بدن پر
سجتے ہے سجاوٹ
رکہتا ہے عجب طرح کا گلزار پلنگ پر
انچل کے جلا سے

ساقی مین تیرے صدقے ذرا جام کو بہر دے
جو شوق خدا ہو
جو ساتہہ رہون یار کے سرہانے پلنگ پر
سرمست نہ رہ سکے
جو وہ آغوش مین آوے
یہ آرزو دل کی ہے مری یہ
خدا سے یہ ہے تمنا کہ وہین بہار پلنگ پر
سو جاؤ تو جاوین
منت یہ خدا سے

مخمس

اپنی ترسے تیرے آگے جو سنکے حسن اب
مشتاق ہوا دل
تو خوش رہے اور ہو دلدار پلنگ پر
ہم روز رضا سے

مستزاد معلم

یہ عرض اور سنو باشنہ زمین و زمن
یا مجہے عاجز کے بہلا

مجلس میں محبت کے ہوا نشہ دوبالا
تجہہ جام میں ?? کا
نسبت سی ترے حسن کے ہوتی ہے پہر گلمشت
تو سب میں ہزارا
تجہہ یک کے نزاکت کہیں کہ جہاں کا بالا
بات سمن زا
دیدار کی محرم تجہہ انکھوں میں سراج آج
پس کیوں نہ پہر آوین

مخمس

انکھوں سے پالے کی نہین ... بالا
انسو سے زمین کا ...

نعت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبی محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

... بیان اوس رخ روشن ... کیا انوار ...
ہے شمع ... کا پرتوہ جلوہ محمد کا

رکھو آفات بلایوں ستی مجھکو بہ امن — پھر شہ کربلا
دنیا و دین میں مری شرم و حیا رکھہ لیجو — اور عزت دیجیو
اور مکافات عمل سے مجھے رکھنا احسن — ای شہ روز جزا
الغرض میری جو ہر بات میں آسانی ہو — اور نہ حیرانی ہو
کہو لدو کلمہ شہادت ستی میرا یہ دہن — تم مری ہو رہنما
قبر کے بیچ میں آوینگے وہ منکر و نکیر — نہ کریں مجھکو ذلیل
گرز اونکے سے بچا لیجیو میرے جان و تن — یا امام الانبیا
جب کہ ہو جاوے سوال اور جواب — منکرین مجھپہ عذاب
فضل رب کے ستی ہو جاوے مری گور چمن — یا محمد مصطفے
جبکہ ہو روز حشر کیونکہ گرا وقت ہے وہ — اور بہت سخت ہے وہ
یا نبی لیجیو مجھے پھر حسین اور حسن — اسکی آفت سے بچا
تمہاری آل کے صدقے یہ معلم ہے غلام — ہے غلامان غلام
حشر میں پاس بلا لیجیو با تخت عدن — کیا کہوں اسکی سوا

مستزاد سراج

ہر صبح ملک بر فلک عالم بالا — تہ دیکھہ سجن کا
تسبیح کریں سلمہ اللہ تعالے — منکا لئے من کا
تجہہ چہرۂ زرتار کے تاروں کی جھلک کے — آنکھوں نہیں نہیں تاب
شاید کہ نمودار ہوا جگ میں اوجالا — سورج کی کرن کا
اے سرو سہی داغ جدائی کی خبر لے — رکھہ عزم تماشا
پھولا ہے عجایب یہہ ہزارا گل لالہ — مجھہ دل کے چمن کا
تجہہ ابروی خونریز کی شمشیر کی ادجھڑ — ہے جسکے جگر پر
کہتے ہیں اوسے جگ کی جوانمرد جوالا — تجہہ عشق کے رنگ کا
ہر جا ہے اگر ہوش سی بیہوش ہوا ہوں — الساقی گل رد

سراپا نور تھا اسواسطے سایہ نتھا قد کا | طلوع روشنی جیسے نشان ہو شمع کی مد کا

ظہور حق کی حجت ہے جہانمین نور احمد کا

اسی کے فیض سے کل دفتر عالم ہوا پیدا | اسی کے نور کا پرتو عقول عشرہ مین دیکھا
نہین جز بندہ فیاض کوئی ہاسبق اوسکا | دبستان ازل مین وہ معلم عقل کل کا تہا

نتہا نام و نشان جس روز اوس لوح زبرجد کا

چمن بند قضا نقاش اسکی بزم رنگین مین | قدر اک بندہ کی ہمتاش اوسکی بزم رنگین مین
ہر اک عرشی ہے حاضر باش اوسکے بزم رنگین مین | چمن پیرا ہے اک فراش اوسکے بزم رنگین مین

بہار آفرینش ایک بوٹہ اوسکے مسند کا

نبی ہان تہرتہرائی خوف سے شیطان بہی گہبرایا | ہوا اسار جہانکی کافرنمین تہلکہ برپا
تہ و بالا ہوئی کعبہ مین لیکن لات اور عزا | عجم مین زلزلہ نوشیروانکی قصر مین آیا

عرب مین شور اوٹہا جسوقت اسکی آمد آمد کا

محمد مصطفے باعث ہوئے ایجاد عالم کے | تمامی انبیا کو اسکی خلقت سے ملی رتبے
بڑہی اسکی سبب سے نوح و اسماعیل کے درجے | شرم حاصل ہوا آدم اور ابراہیم کو اوس سے

نتہا فخر دو عالم فخر تہا اپنے اب و جد کا

بہانہ اوسکے انیکا نزول وحی قران تہا | فرشتہ تہا مگر ظاہر مین بتا شکل انسان تہا
غلاموکی طرح آٹہون پہر دونو نیہ قربان تہا | شب و روز اوسکے صلحزادونکا گہوارہ جنبان تہا

عجب ڈہب یاد تہا روح الامین کو بہی خوشامد کا

نہ تہا بو بلبل و گل پر ہوا صیاد گل چین کو | رکہا آباد و شادان گلشن دنیا کو اور دین کو
بنا تہا جسم اطہر دو جہانکے زیب تزئین کو | وہ اس عالم مین رونق بخش تہا حور و ملکی تسکین کو

گیا جنت مین طوبی نبکی سایہ اوس سہی قد کا

در مقصود لیکر حق سے شاہ بحر و بر آیا | عجب دریا دلی سے جاکی بیخوف و خطر آیا
جو اوسکی ہمت عالی کا دریا موج پر آیا | شب معراج پر چڑہکر عرش پر دم مین اوتر آیا

بیان اوس قلزم معنی کے کیا ہو جذر اور مد کا

تہا نو فرق اک نقطہ کا احمد و احد مین جو
سراپا منظہر حق ظاہر و باطن مین ہے وہ
وہ خود مفتاح ہے مفتاح کل کیا اوسکو فانا حق ہو
کشود و عقدہ باطن مین کافی نام حق اوسکا
کہلا کر دیا ہے غنچہ ہمیشہ قفل ابجد کا
مکان لا مکان نے ہے ترا عرش عالیشان
ہے اور نے فرش پا امداد ترا
ستارے ہین ترے پا بوس

[illegible]

تری پا بوس سے ہفتم فلک کی منزل ایوان
تری بجلی سے ہے ہشتم آسمان پر فرق فرقد کا
ہمین دونون جہانمین نعمت وعظ کا در کیون ہو
تجہے بہیجا خدا نے رحمۃ للعالمین ہے تو
تری انعام بے پایان کا کیا ہو شکر الحمد
خدا سے مانگی کیا کیا نعمتین دیتا ہی نہ ونکو
ترا دست عطا ضامن ہے ہر اک کے مقصد کا

جو عاشق ہین وصال حق سے وہ ہوونگے نزہت مین
جو عابد ہین وہ حوران جہانسے ہونگے خلوت مین
زہی قسمت کہ سب جاوینگے کیا کیا ناز و نعمت مین
نشیلے عبکہہری عشرت کی ساماں بزم جنت مین
کہیلیگا مال امت کو تری انعام بجد کا

شفیع المذنبین جب یاد فرماوینگی امت کو
خوشی کے مارے ہم سب بہول جاوینگی مصیبت کو
جو رونے ہونگی ہنستی کہیلتے جاوینگی جنت کو
لب گوہر فشان وا ہونگی جب عرض شفاعت کو
تماشا گاہ محشر مین تکینگے نیک منہ مد کا

تری محراب ابرو کا ہی طاق کعبہ شیدائی
تری خال سیہ کا سنگ اسود بہی ہے سودائی
ہے دلمین اسکی داغ حسرت شوق جبین سائی
رہا کعبہ مین تیرے روضہ کے ور یرنہ جا پائی
اسی اندوہ سے ہے رنگ تیرہ سنگ اسود کا

وعید کبریائی تا کہ صادق ہو قیامت مین
یہود و نصرانی رہی تیرے عداوت مین
محبونکو تری اقرار ہے تیری نبوت مین
عدو کو حشر تک انکار ہو تیری رسالت مین
محل باقی رہے اللہ کے قول مؤکد کا

تری خاطر سے خالق نے کئی ہین خلق انس و جان
ہوا معمور تیرے نور سے یہ عالم امکان
کیا پیدا نہ پیدا ہو کبہی ایسا کوئی انسان
ہوا تجہسا نہ ہو سکتا ہے تیرا ہے یہی ایمان
نہ مانون مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مرتد کا

عجب کیا لال کردے گو زبان ترکی و تازی
کہ شعر آبدار اپنا ہی رشک تیغ فولادی
گئے اس تیغ ہندی سے کیون صیف و صفاہانی
تری تعریف سی میری زبانمین آئی ہی تیزی
صفاہان تک مسخر ہو گا اس تیغ مہند کا

یہان ہر حرف موزون گوہر ناسفتہ ہے
فصاحت اور بلاغت مین ہے بہتر سو بولے کیا
دُرّے ہو جاوینگے صد پاضین سیکرون نسخے
ہٹینگے مثل تقویم کہن دیوان ہزارون کے
ہوا عالم مین شہرہ میرے اشعار مجدد کا

طبیعان شوق زیارت مین ہے ادسکے روح اور قالب
مرا ہادی ہے رہبر ہے علی ابن ابیطالب
جناب آسمان رفعت پہ پہونچو نگا یہی غالب
ہوئی ہے ہمت عالی مرے معراج کی طالب

میسر ہو طواف الکاش مجہکو ترے مرقد کا
تا کبہی یہ مردم دیدہ سواد ترے دیکہین
کبہی یہ صحن روضۂ قدس کو وقت نظر دیکہین
کبہی درگاہ مین ترے کرون جاروب پلکون سے
کبہی نزدیک جا کر آستانی پر ملون آنکہین
کبہی پہنچ و درمیان اوسکے کرون نظارہ گنبد کا
میری کو چین جا کر اب بہلا فردوس مین کیا ہے
کہ بہتر سدرہ و طوبے سی دیوار و نکی ہین سایے

تضمین جا...

بجز خلد برین ایک عیش عشرت سے ہو ہویگا
فزون دلمیں گردان زندگانی کا کوئی دم گذر
حسد ہو تو جعفر طیب کو مرے عیش مخلد کا
الٰہی پہونچون تیرے در پر مین ہی مقصود کا ہیرا
اگر مر جاون مین پہونچ کر وہان تو اس کا ہہترنا
وہانکی دشت مین ہو جاون مین طعمہ درندون کا
مرا مدفن کہین ہے گر نہ لائق ہو مرا لاشہ
کسی صحرا مین رکہین پس چوتہین ہوون میں مرادون کا

خرابی آشیان عنصری کی ہیگی جب آوے | کبوتر بنکی روح پاک میری روضہ پہونچے
جو ہو آزاد مرغ جان تو پای شوق سے اوڑکے | تمنا ہی یہ خوتو نیر تری روضہ کی جا بیٹھے
قفس جسوقت ٹوٹی طایر روح مقید کا

مذاق اس مسئلے کی ہے خبر ثابت روایت سے | کہ خالق نے درود افضل کیا ہی عبادت سے
وہین صل علی فرماکی بس لیتا ہی رحمت سی | خدا منہ چوم لیتا ہی شہید کشتہ محبت سے
زبان پر میرے جسدم نام آتا ہے محمد کا

مخمس فی نعت محمد مصطفی احمد مجتبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم از جرأت شاعر

تمام امت ہی اور مداح تہا ہارون بہائیکا | ازل اک عالم کری تہا وصف عیسی کے دوائیکا
نبی موصوف گزرا ہے ہر اک لوح خدائیکا | محمد ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا
کرے بندہ جو اوسکی مدح دعویٰ ہے خدائیگا

اسی کے نور سی جاتی رہی ہے کفر کی ظلمت | اسی کے شان مین نازل ہوئے شمس الضحیٰ آیات
اسی کے حقنے کی کونین مین بدر الدجیٰ خلقت | سپہر معرفت حقا ہی وہ مہر الوہیت
کہ جسکا دین روشن آئینہ ہے حق نمائیکا

اسی کی ذات ہے کون و مکان کے باعث خلقت | اسی کی شان مین لولاک نازل ہے بہ صورت
جب ایسی ذات بابرکات کا ہووے یہ قربت | منور کیون نہ اسکی نور سے ہو خانہ طاعت
کہ روشن کرنیوالا ہے وہ شمع پارسائی کا

مقرر جو کئی ہین اوسنے اپنی شرع کی رستے | بغیر از اسکی کوئی منزل مقصود کو پہونچے
نہین ممکن فرشتہ ہووے وہ اور کیا ہووے | بلند اسکا وہ ایوان مراتب ہے کہ بن آسکے
نہین ہے ساکنان عرش کو پایہ رسائی کا

اگرچہ لاکھ پیغمبر اوسے کا آفریدہ ہے | موافق مرتبے اپنے کی ہر اک حق رسیدہ ہے
محمد مصطفے لیکن باوصاف حمیدہ ہے | گروہ انبیا مین وہ ہی حق کا برگزیدہ ہے
سوا اسکی لقب کسکو ملا ہے مصطفائے کا

سلیمان و سکندر اور کسریٰ کیقباد و جم | ور یغانہ مین اسکے بارک پاتے رہین ہر دم

فرشتہ ہی ہی جہان شہنشہ ہے کہ ہر ازل دم
کہ جسکی منزلت وہ آسمان سرور عالم
کروہ سلطنت ہی مرتبہ وانکے گدائی کا
کیا کلمہ نے اسکے نفی اور اثبات سے عالم
وہی روز قیامت سے شفیع کا شافع عالم
نصیحت جسکو سن ہا ہون ہے جسکی کرو سے بڑی دم
اسی عشق مین پابند لفت ہون والا دم

تضمین

کہ ہو ویگا وہی روز جزا موجب رہائی کا
فرشتے اور بشر سے ہے خطا نسبت او سکو وہ
نہین خیر البشر ہے بلکہ فخر انبیا ہے وہ
بہلا ہے میم احمد اور عرب ہے عین ہو سکے جو
سراپا نور حق نام خدا کہے نہ کیون اوسکو
کہ جسکا نقش پا ہو جبہہ سا سر خدائیکا

فرشتے اور بشر کی حقنر کی ہو آپ سے خلقت | وہی خالق نے کی ہر جنس کے کونین میں کثرت
محمد مصطفیٰ اخلاق کے اک خاص ہے خلعت | دلیل اوسکی ہے یکتائی کی بیلا ریب احجرت

کہ تہا سایہ نہ اوس محبوب ذات کبریائی کا

مخمس معروف بر غزل حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

عشق لیسے ظاہر سر بسر ہے جلوہ حور و پری | غمزی ہیں تیرے موبمو پنہان ہے فن جادوگری
جتنی کہ خوبی چاہئے ہے ترے صورت میں بھری | ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آذری

ہر چند وصفت میکنم در حسن زان بالاتری

نقاش قدرت نے تجھے جسدم بنایا سربسر | جتنے کہ اگلی نقش تھے بی رد سب آئی نظر
سارا مرقع دہر کا ہر چند دیکھا غور کر | ہرگز نیامد در نظر نقشے زرویت خوبتر

شمشی ندانم یا قمر یا زہرہ ویا مشتری

مشق خرام ناز سی تو جلوہ کرتا ہی جہان | جون سایہ رہتی ہین ہر عشاق ہیتاب و تپان
چاہیں کہ اوٹہیں خاک سے ہم طاقت کہاں | ای راحت و آرام جان با قد چون سرو روان

زان سو مرو در من کشان کارام جان ہر بری

رہتی تہی عاشق سے تجھے یہ کسقدر بیگانگی | مانند نور سایہ کی کچھ اور آمیزش نہی
برانتہائی عشق ہین دیکھا کہ یہ صورت ہوئے | من تن شدم تو جان شدی من تو شدم تو من شدی

تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

مانا کہ مانی آج ہے تیرا قلم حسن آفرین | کھینچے ہین تونی عمر بہر نقش بتان نازنین
کو رنگ لاوی لاکھہ تو پر ہم ہے تر قایل نہیں | صورتگر زیبای چین و صورت آیینہ بین

یا صورتے کش ہمچنین یا ترک کن صورتگری

در پیر جوانی دیکھکر مجھکو وہ شوخ بیحیا | ہوکر غضب کہنی لگا تو کون ہے اوٹہہ یانسے جا
معروف مینی رو دیا اور رکے یہ مقطع پڑہا | خسرو غریب ست و گدا افتادہ در شہر شما

باشد کہ از بہر خدا سوی غریبان بنگری

مخمس معروف بر غزل خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

لکھا نہیں مرے تقدیر میں سوا ئے فراق
مباد کس چو من خستہ مبتلای فراق
نہو جیسہ مجھے غم و درد صدمہ ہا ئے فراق
ازل سے مجھکو بنایا ہے آشنای فراق
کہ داد من بستاند و بد سزای فراق
غم فراق سے از بسکہ ہون سدا بیدم
ہر ایک غم ہی مرا میرے حق میں تیغ دودم
طرف فلک کے یہ کہتا ہون دیکھکر ہردم

مخمس

کیا روم کہ نیم حال دل کرا گویم
من ہمہ بلند بخت و بلای فراق
کہ عمر من بہمہ ہے کہ دل و جان بین ہے کہاں ہیم
بنا ہے چشمہ خون جگر سے دیدہ نم
جو بس چلے تو بتقریب انتقام ہیم
فراق را بفراق تو مبتلا سازم
چنانکہ خون بچکانم ز دیدہ ہای فراق

کئے ہین ہجر نے ازبسکہ مجھپہ جور و ستم — تو بن رہا ہے یہ غصہ سے اب مرا عالم
کہ دل ہی دل مین یہ سوچا کرون ہون مین ہر دم — اگر بدست من افتد فراق را بکشم

کہ آب دیدہ دہم باز خونبہاے فراق

تمام عمر رہا دوستو نمین اس سے جدا — اور اوسپہ کہتی ہو قسمت کا تو نکر شکوا
ذرا سمجھکے کہو بات ازبراے خدا — من از کجا و فراق از کجا و غم ز کجا

مگر بزاد مرا مادر از براے فراق

اسیر بند بلا ہین یہ ناتوان شب و روز — سبب یہ ہے کہ وہ آنکھونسے ہین نہان شب و روز
سنا کئے مین جو معروف کی فغان شب و روز — ازین سبب من و حافظ چو بیدلان شب و روز

چو بلبل سحری میزنم نواے فراق

این مخمس از حیدر علی آتش است

پھر کی عشق کے سارے بدن مین آگ لگی — یہ شعلہ آہ کا نکلا دہن مین آگ لگی
تری تو آتش رخ سے چمن مین آگ لگی — مری تو جان و جگر اور من مین آگ لگی

یہ روز کہتی تھی بلبل وطن مین آگ لگی

یہ کیا حنا تھی منگائی چمن سے شیرین نے — اور اسکی خلق مین شہرت اورائی شیرین نے
ادہر تو ہاتھون مین مہندی لگائی شیرین نے — مگر یہ سیر عجائب دیکھائی شیرین نے

پھر اسطرف کو دل کو ہکن مین آگ لگی

کیا علاج اطبا نے نارسائی سے — نہ آخرش ہوئے صحت کسی دوائے سے
یہ رنگ جسم کا ہی تیری آشنائی سے — جلی ہے لاش مرے آتش جدائی سے

مدد کو پہونچو صنم اب کفن مین آگ لگی

تمہارے حب سے مری جب زبان ہے بولو تو — لبونکو دیکھکے حیران جہان ہے بولو تو
مری تو دلمین کچھ اور ہی گمان ہے بولو تو — یہ مسی ہونٹونپہ ہی یا دہوان ہے بولو تو

یہ سرخی پانکی ہے یا دہن مین آگ لگی

بھرے تھے قمقمے ہر ایک گل کے جھولی مین — گلون نے گھیر لیا تھا اسی ٹھٹھولی مین

چیم گئی جا تو نچے جس جس کے گل جولی مین
کمال زلفون مین الجھا دیا مولی مین
تو لالہ و لالہ کرشتک صحن مین اک لگی
ارمہ جو جسین گل ارا بازار غصہ مین
چمن مین بلبل پکی دہن دیکھا لگالا غصہ مین
یہ واسطے گل کی بہ ہی ہی بن مین ادراز غصہ مین
یہ وصف نجیبہ جی رہے چہرہ یار غصہ مین
ہوا جو سرخ ترا چہرہ یار غصہ مین

مخمس

تو بلبلون نے سمجھا چمن مین آگ لگی
ہوا اثر کشش دل کا دل مین تب دیکھی
تو خود بخود وہ لگا دور کر کے بیر سے
یہ سیر جب نہ دیکھی ہوا ان کو دیکھے
طلب جو کیا من نے اون میں ہوں کے
زبان تو تیغ کی اور دہن مین اگ لگی

ملا ہے نام خدا مجھکو اک صنم ایسا | کہ جسکے دیکھنے سے ہوتے ہین سیکڑون شیدا
مین بہولے باتونکا اسکی بیان کرون کیا کیا | شفق کو دیکھ کے کہتا ہے نوجوان میرا
عجب تماشا ہے چرخ کہن مین آگ لگے

ہذا مخمس معروف بر غزل محمد ابراہیم ذوق ا

جو کوئی عاشق بت سفاک بہر ہو جاے ہے | خنجر بیداد سے آخر شہادت پای ہے
لیکن ایسی موت کب ہر ایک کے ہاتہ آی ہے | سر بوقت ذبح اپنا اوسکی زیر پاے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہے

مین پڑا ہون قید مین اور موسم گل آی ہے | شوق کو موج صبا بیتابیان سکھلای ہے
سخت تنگ آیا ہون بیٹھے بیٹھے جی گھبرای ہے | رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکای ہے
مژدہ خار دشت پہر تلوا مرا کھجلای ہے

ضعف سی مشکل ہے اب گان کا بہی نالہ بہم | زور اگر چلتا تو مر جاتے کہین جلدی سی ہم
ناتوان ہین کسطرح طی کر سکین راہ عدم | تان مدطاقت کہے ہی ضعف سی سینے مین دم
دیکھیے لب تک خدا کیونکر مجہے پہونچای ہے

تجہر تے پہر چکا ہون زخم مین کتنا نمک | کیا عجب گر خاک سے بہی میرے پیدا ہو نمک
لذت بیداد قاتل مین ہے ہر کیسا نمک | واہ وا شور محبت خوب ہے جہرکا نمک
استخوان میرے ہما کس مزے سے کہای ہے

ہر نفس چہڑتے ہین آہ گرم سے میرے شرر | خون دل ہر دم بہاتی ہے رگ مژگان تر
کون ہے اسوقت مین ہر آے جو میرے خبر | بسکہ ای سوز درون پہنچ جائینگے دل اور جگر
رحم جوش گریہ پہر تہام چہاتی ابہی بہر آے ہے

بسکہ در حسرت دیدار سے تہا بیقرار | کہو دیا بیچارہ نے ہستی کا رنگ اعتبار
کشمکش مین رگ کی بخود پڑا معروف داد | نزع مین بہی ذوق کو تیرا ہے اب انتظار
جانب در دیکہتا ہے جبکہ ہوش اجای ہے

ہذا مخمس تالیف مرزا محمد سلطان فتح الملک ولیعہد شاہ بہادر دہلی

مخلص برمز

پرتو پڑے جو اوسکے رخ بی حجاب کا
پیدا ہو ازنگ سنگ مین لعل خوشاب کا
پردے مین تو یہ جلوہ ہے اس خلقی تابکا
جب پردہ رخ سے دور کری وہ نقاب کا
جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہو آفتاب کا

مخلص جان

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جب دیکھا خوب محو تحیر مجھے بہ طنز ۔۔۔ کہنے لگا زراہ تبختر مجھے بہ طنز

معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا

جب سنبطرح سے پند و نصیحت وہ کر چکا ۔۔۔ مین بیٹھا چپکا سنتا رہا وہ کہے گئے
جانا یہ مین نے یون کہ چپکی ہو ونگے ۔۔۔ مین نے کہا کہ ہم بہی ہین ہان خوب جانتے

پر کیا کرین کہ ہے ابہی عالم شباب کا

جو کچہ کہ آپ کہتے ہین سب سچ ہی ہے تو یون ۔۔۔ لیکن تمہارا زہد ہے یہ مکر اور فسون
دعوے جو آپ کرتے ہین ہے باطل و جنون ۔۔۔ گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون

مجکو اگر نہ کیجے مورد عتاب کا

جو طعن بیکسو نپہ کرو تم بجا درست ۔۔۔ ایسا ہی ظاہر آپ نے اپنا کیا درست
پیر پر صلاح و زہد کا دعوے ہے نادرست ۔۔۔ تقوی ہمارے آگے ہو جب آپکا درست

اور تب یقین ہو آپکے پاس اجتناب کا

جسدن کہ روز ابر ہو اور سارے بادہ کش ۔۔۔ پیالے پکارین ہاتہ سے ساقی کے العطش
اوسدن چلے سبب ہو تو کر جاؤ تم بہی عشق ۔۔۔ مے اور کنج باغ ہو ساقی ہو بادہ کش

اور ہو نہ وان مخل کوئی باعث حجاب کا

مدہوش کر دے با تو مین تمکو لگا کے منہ ۔۔۔ پہیر دیکھین بیٹہتی ہو کدہر تم چہپا کے منہ
اور جب زرد طرز ہنسے گا بنا کے منہ ۔۔۔ کہینچے ہنسے سے اسکو وہ منہ سے لگا کے منہ

یہ ریش حسین جلوہ ہے رنگ خضاب کا

اک مست نازحور شمائل پری لقا ۔۔۔ مستی مین جسکو پاس نہ کچہ بہی شرم کا
از روے لطف بوسہ کرے یون تمہین عطا ۔۔۔ گردن مین ہاتہ ڈالکے وہ شوخ بیحیا

دے ذائقہ زبانکو دہن کے لعاب کا

پہر دیکھین کیونکہ بنتی ہے بن جی مین آ گئے ۔۔۔ جب وہ حریف ہاتہ مین جام مے لئے
گر تمنے جی کے پینے مین کچہ عذر بہی کئے ۔۔۔ منت سے یون کہی کہ ہمارا لہو پئے

گر پے نجائے جلد یہ پیالہ شراب کا

جسوقت اسطرح سے مرو سامان میتن ہو
اور اسکے چلانے والا ہی یار ایسا ہوجو
اور یہی بقصد ہو سکے گری ایسی گفتگو
اوسوقت ہم سلام کرین قبلہ آپکو
گر آپ جو ون کیجئے اور جناب کا
اور یون تو ہین بہی جانتا ہوں بادہ ہے حرام
اور اسکو تو بادہ سے انکار ہے مدام

خاتمہ نظم

پر اعتقاد ہو گا اوسیوقت لا کلام
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام
قایل نہین ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا
کرنے مین مومنان کیلئے مومنان پاک
کیا کیا دعائین دی اوقت امید بار کی
ان رحم تو یہی کہہ دیگاہ درد ناک
یارب سلیم حسین مین آخر ہو جبکہ خاک

سایہ سے ملے قدم بو تراب کا

مخمس معروف بہ غزل میر نظام الدین المتخلص بہ ممنون

ہے داد خواہ تجھسے وفا اور وفا سے ہم
راضی ہے تجھسے تیری جفا اور جفا سے ہم
کیا لگ چلی ہے تجھسے ہوا اور ہوا سے ہم
نکہت کو تجھسے لے ہے صبا اور صبا سے ہم
لے عطر تیری تن سے قبا اور قبا سے ہم

کرنی ہے ہمکو عمر بسر راہ عشق مین
ہے جسکو جان و تن کی خبر راہ عشق مین
لیئے گئی ہین سر سے گذر راہ عشق مین
دنیا ہر ایک گام پہ سر راہ عشق مین
الفت سے سیکھتے ہین وفا اور وفا سے ہم

رہتے ہین روز رات کو روتے سحر تلک
ہچکی سی ایک لگتی ہے دو دو پہر تلک
پائی نہ پھر دعا کی رسائی اثر تلک
پہونچی نہ ایکبار اجابت کی در تلک
تنگ آئی ہے اثر سے دعا اور دعا سے ہم

لازم ہے دوستونکو رہا ہمدلسی عمر بھر
احسان مند خوبی اخلاق تک دگر
ہین ہم بھی فیض گلشن ہستی سی بہرہ ور
دامان بھر لیتے ہین نکہت سی ہر سحر
گل سے چمن چمن سے ہوا اور ہوا سے ہم

دلمین بھرے ہین بسکہ محبت کی شوخیان
ہر غنچہ گل کا اپنے گمانمین ہے گلستان
نیرنگ کارخانہ دل کیا کرون بیان
ہر ایک تازہ رنگ ہے خون پر بن بہان
خون تیرے ہاتھ سے ہے حنا اور حنا سے ہم

راہ طلب مین کسکو میسر ہے بازگشت
ہان ہر قدم ہی صورت خورشید تیغ و طشت
دیوانگان شوق کے مت پوچھ سرگذشت
سرگرم جستجو ہین تیرے بسکہ دشت دشت
منت پذیر ہمسے ہین پا اور پا سے ہم

یون اب کوئی بڑہا دی کسو سے ہزار ربط
پر بے مناسبت کا نہو استوار ربط
ہوتا ہے اپنی جنس سے بے اختیار ربط
آشفتہ سے رکھی ہے سیہ روزگار ربط
شانہ سے مو نہ مو سے بلا اور بلا سے ہم

اچھا کا گرچہ معجزہ اوروں سے ہے برا ہے ہیچ
لیکن مریض عشق کے ترمائی ہے ہیچ
معروف درد عشق کو لب یار سے ہے ہیچ
ممنون نکا درد دیکھ کے فرمائی ہے ہیچ
عاجز ہے جا اس مرض سے دوا اور دوا سے ہم

مخمس معروف بہ غزل نواب اسد اللہ خان بہادر المتخلص بہ اسد ملقب بہ غالب

متضمن بہ

شرح درد دل افگار کہون یا نہ کہون
ہے مجھے رخصت گفتار کہون یا نہ کہون
سبب تو کہہ ہے ابت عیار کہون یا نہ کہون
اپنا احوال دل زار کہون یا نہ کہون
ہے حیا مانع اظہار کہون یا نہ کہون
ہے دل وحشت زدہ کس سے ہے بابہم
سیہ بختی من بین نہ ابدا کسی سبب بابہم

حرف بیجا نہین آتا مری لب سے باہر | نہین کرنیکا مین تقریر ادب سے باہر

مین بہی ہون واقف اسرار کہون یا نکہون

باب پنجم کی گلستا نکی حکایت سمجھو | مرثیہ کی اسی یا کوئی روایت سمجھو

خیر جو سمجھو سو سمجھو یہہ نہایت سمجھو | شکوہ سمجھو اسے یا کوئی شکایت سمجھو

اپنی ہستی سے ہون بیزار کہون یا نہ کہون

دیکھکر بیکسی عاشق و بیکس دل | ہے سویدا بہی سیہ پوش عزادار دل

ٹکڑے ہوتا ہے جگر دیکھکے ناچار دل | اپنے دل ہی سے ہین احوال گرفتار دل

جب نہ پاون کوئی غمخوار کہون یا نہ کہون

جو کوئی کرتا گلہ ہے جو کسو اپنے کا | لوگ باور نہین کرتے ہین پہر اسکو اصلا

ہے یہ مشکل کہ نہین اور سے مجہکو شکوا | دلکی ہاتہونسے کہ ہے دشمن جانی اپنا

ہون اک آفت مین گرفتار کہون یا نہ کہون

یعنے پردے ہے مین اکڑ ہب کا نہان ہے غماز | اشک بیتابی وہ فریاد و فغان ہے غماز

پہلے تو عاشق غمگین کے زبان ہے غماز | مین تو دیوانہ ہون اور ایک جہان ہے غماز

گو مین اب ریش دل زار کہون یا نہ کہون

ہے سخن والد ہی دلکی جہی معروف مدد | ہون بزندان سخن صورت قفل ابجد

دلمین باتین ہین بہرے بسکہ زیادہ از حد | آپسے وہ مرا احوال نپوچہی تو اسد

حسب حال اپنے پہر اشعار کہون یا نہ کہون

نالہ ہاے بے اثر بے فایدہ | دیگر زار ہے شام و سحر بے فایدہ

کیجے کیون جی کا ضرر بے فایدہ | گریہ ام اے سیمبر بے فایدہ

رنگ زرد ہمچو زر بے فایدہ

نے تو نقش مدعا کی ہے نشست | نے صفت غم ہی کو ملتی ہے شکست

خوب دیکہا او دل الفت پرست | نالہ من سر بسر بیجا صل ست

گریۂ من سر بسر بے فایدہ

دوکرے ہے کیا خیال بوسہ کا سوال
کب برا تی ہے عاشق کو نہال
اے صنم اب ہے تمنا ہے وصال
اب تو امید تمہارے سرو بستان جمال
نزع کی حالت مین کیا ہوتا ہے فایدہ
دیکھیے جا بجا تو بیچ ہر ایک نظر

تضمین نظم

دہے حسرت اے بت بیدادگر
جان بلب دارم نمیداری خبر
ہے تو مردن بیخبر بے فایدہ
ہمدگر ڈری تو یہ جو کرتا ہے بیان
دل لگا مت ہمین ہے جیکا زبان
تو کوی قاضی ہے تجہکو کیا بیان
ناصحا من دائم و عشق بتان

فائدہ گر ہست در بے فایدہ

کہتے ہین معروف ہے گو کیا زبون | ہر کو بہی کہتے ہین مرد فنون
کرتے ہین سودا تلک ثابت جنون | قدر شعر احسان کہ میداند کنون

میخورم خون جگر بے فایدہ

مخمس بر غزل محمد ابراہیم صاحب المتخلص بذوق

جوش مین طوفان کو لانا کوئی ہمسے سیکھہ جاے | اضطراب دل دکہانا کوئی ہمسے سیکھہ جاے
خاک مین گوہر ملانا کوئی ہمسے سیکھہ جاے | ابر تر آنسو بہانا کوئی ہمسے سیکھہ جاے

برق مضطر تلملانا کوئی ہمسے سیکھہ جاے

تہا یقین ہمکو کہ بس ہوتی ہین یہ دلکو قتل | کونسا مشکل ہے کرنا عاشق پرغم کو قتل
کرچکا ہی تو اسی انداز سے عالم کو قتل | ہمنے پہلے ہی کہا تہا تو کریگا ہمکو قتل

تیور دنکا تاڑ جانا کوئی سیکھہ جاے

یہ تو ظاہر ہے کہ دشمن کو ہی بیشک مجہسے سیر | دیکہیے کیا ہو بیٹہے دیکہتے ہین ہم بہی سیر
یار ہو سکی ہے کہتے ہین تو ہے بہی بخیر | جو سکہایا اپنی قسمت نے وگرنہ اوسکو غیر

کیا سکہائیگا سکہانا کوئی ہمسے سیکھہ جاے

کیا ہی پچہتاتی ہین اب یہ دیکہکر دنکا یہ حال | سچ کہا ہے قدر نعمت ہوتی ہے بعد زوال
سینہ کاوی حقیقت مین ہوا نقصان کمال | تیر و پیکان جتنی تہے دلمین دیے ہمنے نکال

اپنے ہاتہون گہر لٹانا کوئی ہمسے سیکھہ جاے

شور الفت کا بیان احوال کہین سے کرون | آہ اور بہرنے لگا تازہ ہرا کر زخم درون
کیا خوشی کا ذکر پائے عشق کا ہے یہ فسون | دیکہکر قاتل کو بہر لائے ہے خواہش دلمین خون

سچ تو یہ ہے مسکرانا کوئی ہمسے سیکھہ جای

خوب ہے اگر تو بجاے ایسی جا نبیسے وہان | یعنی کچہ حاصل نہین ہے سر کٹانے مین یہان
ہے سوا ظلم وستم ساز زمانی سے وہان | کہدو قاصد سے کہ جاوے کچہ بہانے سے وہان

گر نہین آتا بہانا کوئی ہمسے سیکھہ جاے

ایسے غم مین گر جئے ہے کام بے ہمدرد کا
حال لکہتا لکہو تکہ انکو رنگ رخ زرد کا
قصہ سنواتی ہین انکو اپنی دم سرد کا
خط مین لکہوا کر اونہین بہیجا تو مطلع درد کا
درد دل اپنا جتانا کوئی ہمسے سیکھہ جاے
کردیا گردون کو اوسکو ساتھ زخم جگر کے
سطح دستہ دی ہے کوئی مرہم [illegible]

تضمین

خوش ہوتا ہے جا بجا وہ تو عالم [illegible]
تیغ تو بہی بڑی کی آرتی [illegible]
دلکو قاتل سے بڑہانا کوئی ہمسے سیکھہ جاے
[illegible] منہ سے کہتا جاتا مین [illegible]
سطح کا [illegible] ہوتے [illegible]
ہاتون [illegible]
[illegible]

جھوٹھہ کو سچ کر دکھانا کوئی ہم سے سیکھ لے

گو نہ کھینچے ظاہرا دشمن عالم فی تیغ
اب انبے پر لگائی عاشق پر غم نے تیغ
ہاتھ مین ہے دیر خیال ابر دبہ برخم نی تیغ
وان ہے ابرو یہان گرد بہ پہیر ہیں ہمنے تیغ
بات کا ایما بہی پاتا کوئی ہم سے سیکھ جائے

اونکو جب پاتی ہین تو اپنے کو کب پاتی ہین ہم
شوقکی حیرنگ سازی اونکو دکھلاتے ہین ہم
سامانہ اپنے شوقکی ہمدم تو اور جاتے ہین ہم
سنکے آمد اونکی از خود رفتہ ہو جاتے ہین ہم
بیشیوا لینے کو جاتا کوئی ہم سے سیکھ جائے

گو سیکاری سے ہے رمز حال دل تباہ
رہنمای راہ الفت ہو گئی اپنی گناہ
یہ طلب ہے لیکن اسکے دل مین گہر کرنیلے راہ
کیا ہوا ذوق ہین جو مرد نیکی روسیاہ
لیکن انکھو مین سمانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

تخمیس شاہ ہاشلی المتخلص بہ ظفر غفر اللہ بر غزل مر

تمہارے وضع سی صاحب نبا نکیا تہا ہو کیا ہے
تمہارا قول ہم سے میری جان کیا تہا ہوا کیا ہے
ہمین تمسے محبت کا گمان کیا تہا ہوا کیا ہے
کیا وہ آپ نے ہم سے بیان کیا تہا ہوا
گر تم یاد اقرار زبان کیا تہا ہوا کیا ہے

محبت ہو تہی پہلی لوگی مہر وفا تونے
ہمارا لیکے دل ہمپر آخر کی دغا تونے
ستم ہمپر جو کرتا ہی وہ کیا دیکہے خطا تونے
یہ جانا تہا کریگا تو وفا پر کی جفا تونے
ارے ظالم ہمین تجہسے گمان کیا تہا ہوا کیا ہے

ہمیشہ سی ترا جان حزین کو یہ مقولہ تہا
وہ پہونچا اپنی گہر اور تو نہین کرتی وہی ملا
کہ اس قالب مین ابن اسکی نہین رہنے کی ہین اصلا
تجہے تہا ساتہ جانا وہ گیا تو رہگئی تنہا
ارادہ تیرا جان ناتوان کیا تہا ہو کیا ہے

جو عہدہ قاصد لگائے وہ مر پر کمر باندہے
ہوا کیا اور خیال افسوس نے آپے دلمین کیا کیا ہے
کہ خط کو ہاتہ مین لیکر ہتیلے پر وہ سر رکہے
تمنا تہی جواب خط کی قاصد ہو گئے پرزے

ستم ہے مطلب دل امر یکان کیا تہا ہو کیا ہے
زلف و دستار ارجہ آیا ہو دشمن شاد ہو
فلک سے ظالم سے سخن سوین کوئی ہو زیادہ
اور ہی کیا کام جسکو فید دنیا سے ہو آبادی
حال تہا کا مین کون ورا جہاں کیا تہا ہوا کیا ہے
نہین معلوم مر آسمان کیا تہا ہوا کیا
مرا سمجہہ ہے کیا اب وہ لکہتا ہیگا جا اب سو ہو گیا
نیا ایسی ہی جو منتی اور نہ تاب لفظ کو ایک

زنبیلہ

ہمین معلوم ہے احوال تیرا ہو تیا ایک
سراپا اندنون فکر مین گم ہے تو ایک
کہان تہیلکی ہین تہا کیا تہا بیان کیا تہا ہوا کیا ہے
کرے جیکو فدا دل کے جو کوئی پیاہ کر اوسکو
نصیب نے ملا گر اوسکے تہ نکتہ ور اوسکو
سنا جسے حال اسکے رمز اپنا شعر گو اوسکو
اگر ہم جانتے ایسا نہ دیتے دل ظفر اوسکو

کہین کیا ہمنے تمسے جادو دان کیا تہا ہوا کیا ہے

مخمس معروف بر غزل عبد الرحمن خان المتخلص بہ احسان

نہ ہے چشمہ خون چشم اشکبار دریغ
ہزار حسرت و صد حیف و صد ہزار دریغ
بچا نہ قطرہ خون جگر نگار دریغ
ہوا ہے نہ رد ہرا غم ہی جسم زار دریغ
بسنت پہولی ہے لیکن نہین ہے یار دریغ

ملا جو تجہسے سر راہ مین بیابان گرد
ہنسا بزیر لب اکیہر کی ناز سے دم سرد
تو دیکہہ دیکہہ مرا حال زار چہرہ زرد
کرا ہاہی دیکہہ کے تو اسطرح دم بیدرد
نہان زبان یہ ہے الحمد آشکار دریغ

تجہے ہین پہول گلستان کی ہر شمین مین
بہرے ہین لخت جگر غنچہ گل کے دامن مین
ہر ایک جا یہ ہین عیان باغ شیون مین
گذار ہوا تہا یہ کس شک گل کا گلشن مین
کہ بلبلاتی ہین یون بلبلین ہزار دریغ

نہین کوئی مرا دلدار آشنائی الحال
اوسے کو سینہ پہ دہرتا ہو خوب بکر کرلال
ہر ایک تیرا جو چہلا ہے یادگار وصال
جو گل مین کہائی لکہون کسطرح تجہے احوال
نہین ہے پاس کبوتر بہی اے نگار دریغ

کرم ہے تو نے جو مقتل مین جلوہ فرمایا
تو سب کو قتل کیا اور مجہکو ترسایا
زبسکہ مجہکو تمنائے مرگ مین پایا
گلوی تشنہ پہ میرے نہ تجہکو رحم آیا
دریغ تو نے رکہی تیغ آبدار دریغ

نہ آپ مین ہے یہ معروف بی سر و سامان
نہ باز رونی سے ہووے یہ دیدہ گریان
نہ پاس شرم و حیا ہے نہ ضبط آہ و فغان
نہ دلکو تاب ہے فرقت مین کیا کرون احسان
نہ چین دیتی ہے جانکو اضطرار دریغ

مخمس مرزا رفیع السودا بر مصرع یقین

مخمس جرأت

اوس شوخ سے اس دل کی لگی جانیکو کیا کہئے
ناحق تسکے اونپٹ سو دکھہ پانیکو کیا کہئے
احوال مرا یان تلک ہو بجائی تو کیا کہئے
یون مفت مین اس جی کے ہی جانیکو کیا کہئے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

اس دل نے مین کہتا تہا وہ تجہکو بہاتا تہا
کیون اس لب شیرین سے بات تو تیز جاتا تہا

کوئی ہیر تو ہو بیٹھا لیکن کوئی کہتا ہے
یون دیدہ و دل دار ستہ جی کو کوئی کہوتا ہے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے
نزر سکو اوسے دیکھے نہ زور کی ہے طاقت
دیکھے سے جب تک کہ حاصل نہ کام مرا ہے میت
اسطرح سے کاٹون مین سختی نہین یہ جیت
کیا فلک سے رون یارو لا حول ولا قوت

کیا کام کیا دل نے دیوانی کو کیا کہئے	
اس جینے سے بہتر ہے اب موت پہ دل دہرے کسطور کٹین راتین کسطرح سے دن بہرے	جل بجہئے کہین جاکر یا ڈوب کہین مرئے کچہ بن نہین آتی ہے حیران ہین کیا کرئے
کیا کام کیا دلنے دیوانے کو کیا کہئے	
مصرع کو یقین تیرے سودائی سنا ہوا کل ہے رعد نمط نالان بجلے کیطرح بیکل	روتا ہے وہ تب سے یون جیسے کہ گویا بادل پہر پہرکے وہ پڑہتا ہے ہاتہو نکی تئین ململکے
دیگر کیا کام کیا دلنے دیوانے کو کیا کہئے	
غم فراق سے سینہ تو شق ابہی سے ہے جو جاؤن جا دنگا تجہکو سبق ابہی سے ہے	سپید چہرہ برنگ افق ابہی سے ہے شب فراق مین دلبر قلق ابہی سے ہے
سحر ہے دور مرا رنگ فق ابہی سے ہے	
دماغ دوستو میری جو کج کلاہ کا ہے ہر اس دلمین سمایا جو اوسکی راہ کا ہے	نہ حور کا نہ پری کا نہ بادشاہ کا ہے چلا نہین یہ ارادہ تو سیر ماہ کا ہے
یہہ ناز کے کہ جبین پر عرق ابہی سے ہے	
روان ہو جیسے کہ نیسان کا قطرہ سوے صدف کہ جیسے پرچۂ کاغذ پہ ہووے خالی گت	کمان سے جون ہو گریزندہ تیر سمت ہدف مین لکہہ چکا ہی نہین جان لکا اسکی طرف
ہوا سے شوق مین اوڑہتا ورق ابہی سے ہے	
نگاہ تیرے نے جسکے تئین کیا گہایل خدا کیواسطے چل دیکہہ تو ارے قاتل	وہ آج مرگیا ظالم اوٹہا کی صندل ہنوز دفن ہوا ہی نہین ترا بسمل
کہ زلزلہ مین زمین کا طبق ابہی سے ہے	
ہوے ہم اسکے جو مایل تو دکہہ سہا عشرت صبح سے شام تلک تہے وہ خوش رہا عشرت	ہمارا انکہونسے دن رات خون بہا عشرت کسے نی شام کے انکو کیا کہا عشرت
کہ پہولے آپ کی منہ پر شفق ابہی کے ہے	
ہذا مخمس ارشاد است	

اس لگاوٹ پن فلاک سے خوف اپنے سپاہ لے
دنیا کے محبت سے حرب دلکو نکالے
یہ قوم دغا باز جفا جو سے ارادے
رکتی ہیں برابر سے باہین کیا جلے وا
سچ ہے کہ خدا پیر کسی سے کام نہ ڈالے
افسوس عجب طرح کا آیا ہے زمانہ
جو دوست یگانہ تہا ہوا ہے وہ بیگانہ

ضمیمہ زنانہ

جاتا ہوں ہر ایک کام کو ہیں خانہ بخانہ
کوئی مجھکو نہ پوچھے کہ یہ ہے کون فلانا
سچ ہے کہ خدا کچھ کسی سے کام نہ ڈالے
پوچھے ہیں اوسے جو کہ ہو زردار تو نگر
مفلس کو نہ پوچھے وہ اگر ہووے برادر
اظہار محبت کا نہیں روے زمین پر
کیا غدر زمانہ ہے یہ اللہ اکبر

سچ ہے کہ خدا کچہ کسی سے کام نہ ڈالے	
جو کچہ کہ بزرگون نے کہا ہے سو بجا ہے	دلکو نہ لگائی جو کسی سے تو بہلا ہے
دنیا مین ذرا چشم مروت نہ حیا ہے	جو تجہکو ملا اپنے غرض کا ہے ملا ہے
سچ ہے کہ خدا کچہ کسی سے کام نہ ڈالے	
اسوقت توقع نہین مادر و پدر سے	احمق ہین جو امید رکہین غیر سے
یہ مصرع عجب کس نے لکہا خون جگر سے	لایق ہے جو ہم اوسکو لکہین آب گہر سے
سچ ہے کہ خدا کچہ کسی سے کام نہ ڈالے	
ارشاد تو عاقل ہے پر اک خوف خدا کر	جو دوست نظر آوے دل و جان تو فدا کر
مقدور سے اپنی نہ گذر کام روا کر	کوئی طعنہ نہ مارے تجہے یہ مصرع سنا کر
سچ ہے کہ خدا کچہ کسی سے کام نہ ڈالے	

ہذا مخمس از کنور است

سودای یار سے ہی نپٹ بیقرار دل	مدت سے اک نگاہ کا ہے انتظار دل
شوق وصال یار ہوا خار خار دل	کیا کہئے کسقدر ہے سدا اضطرار دل
ہر طرف سے خراب ہے اب کاروبار دل	
آشفتگی ہے دلکو نپٹ اور پیچ و تاب	آزردگی و خستگی رہتی ہے بیحساب
بیطرح روز و شب ہے اسی راہ اضطراب	ہے قید زلف یار دل خستہ کو عذاب
چاہ ذقن مین پہنس کے ہے اب شرمسار دل	
سنگ جفا سے شیشہ دل چور ہو گیا	زخمون سے سینہ خانہ زنبور ہو گیا
کر عشق ہر طرح سے مین مجبور ہو گیا	دیوانگی مین نام ہی مشہور ہو گیا
بار گران سے عشق کے ہی زیر بار دل	
چاہت نے اے کنور مجہے بی خانمان کیا	بار الم سے پشت دوتا جون کمان کیا
ہر طرح اس جہان سے مجہے خستہ جان کیا	لے لی کے دلکو قید سے زلف بتان کیا

تڑپے ہے سینہ مین ہر یک کے بیقرار دل

منقولست از خان عالیشان فصاحت بیان حکیم محمد مومن خان رحمۃ الرحمان

لذت افزاست در دل شکل ریشن
خوش نما در خورست حسن طوبیٰ گرین

مثمن

پنہان بلبل لب اودن ہیر اگر ریشن
مست بیحجاب ہو تو نہ ہون جہان بلبل ہو
اے دیدہ وا ایسا کہ مقبول عشق ہو
رسوا نگاہ کرون اور رسوا کر ریشن
منظور ہے کسی کو اور کرے تو انکا طلب
من سیم کرے بجا مرے سند ولے
اے زیب رنگین نسلا کر ریشن

ہین خونفشانیاں عبث ای چشم پر ملال | گر کام دل بگریہ میسر شدے وصال

صد سال میتوان بتمنا گریستن

حیران ہے نگہہ ربط گل و شبنم ہے ہزار | بیدرد را بہ صحبت ارباب دل چہ کار

خندیدن آشنا نبود با گریستن

اس طرف ہای رونے ہین مگس بد تو ترسے خون | غم مر بگریہ ہای ہوس صرف شد کنون

غم مر بتازہ بایدم دوا گریستن

ای شیخ میر بندہ و خلد برین پرست | گاہی بیاد سرو قد گریہ ہم خوش ست

ما کے بشوق سدرہ و طوبی گریستن

لاکھون تباہ حال ہین اور اشکبار یک | ہر کس غمیست گریہ بجا لش روا ست یک

نتوان بعالم تن تنہا گریستن

مومن یہ کہدے جا کی کہیی گرچہ بیشتر ہی شاد | عرفی ز گریہ دست ندار کہ در فراق

دردت ز دل نمی برد الا گریستن

مسدس فدوی

سنو ذرا یہ گفتگو شب کو ہر دو آ بجو | پیتے تھی می سبو سبو ملکی صنم سے دو بدو

مشغلہ یہ تھی روبرو ہم تھی یار تہا خو | لیکن ہوے وہ سبز تو آخر شب من و او

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

ہنسنے کی تھی واہ واہ شبکو مزے عجب عجب | بزم شراب راگ و رنگ اور بغلمین غنچہ لب

سینہ بسینہ لب بلب یونہین کٹے تمام شب | جین خوشی بین کیا ہوا دیکھو تو یار رو بہ غضب

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

یار کے تھی رو نشستے صحن چمن مین ہر طرف | نہر و نکے لب کے وار پار جنکے چراغ صف صف

[illegible]

ضمیمہ

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

لذت عشق و زندگی ہائے یہ تھا صبح تلک
بزم و شراب راگ و رنگ بادہ کباب اور ایک
سوتے تھے پلنگ پر ملکی صنم سے بزرگ
نیند سی آنکہ کہل گئی دیکھون کیا ہر ایک بیک

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

کل گہر مین بیٹھے تہے سراسیمہ و حیران
اوس حال کو دیکہے سی ہوا حال پریشان
غصہ کے سبب چہپ سکے رنجش پنہان
سمجہا مین کہ یون ہی تو ہی یا وہ ہی حرمان
انصاف کرو صبر کرے کب تلک انسان
ناچار کہا طیش سے تپتے کہ مرے جان
کس سوچ مین بیٹھے ہو ذرا سر تو اوٹہا لو
گو دل نہین ملتا ہے پر انکہین تو ملا لو

مستزاد

دیکہو تو اوس [illegible] کو کسی یا دیتی ہم ہی
[illegible] ہے ہم ہی
[illegible] نظر صورت اغیار ہے ہم ہی
[illegible] عنایت کی [illegible] ہے ہم ہی
اوس چشم [illegible] حیرت دیدار ہے ہم ہی
[illegible] ہے ہم ہی
[illegible] نہین دیکہا
[illegible] نہین دیکہا
[illegible] بیچارہ [illegible]

شب کو وہ شوخ دلربا صبر کے لیگیا متاع	اوسکے ہی عشق مین فقرا اوسکے سخن مین اختراع
قدر نے اوس سے یک فرا پایا نکچہ ہی انتفاع	با تو مین شب گذر گئی اور پکارے الوداع

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روی سحر سیہ کنید یار بایں بہانہ رفت

ہذا مخمس از کلام فصاحت و بلاغت شعار حکیم محمد مومن خان سلمہ الغفار

ای چارہ گر آ چپک کہ دم چارہ گری ہے	مین جان لیے مرتا ہون تجہے بیخبری ہے
کیون بیٹہے ہی درمان سے یقین بے اثری ہے	اپنی سے تو کر دیکہہ عجب نسخہ دری ہے
ہو جاو نہین جان بر تو تری ماموری ہے	یون جو عوی نے صرفہ تو بیہودہ سری ہے
گر ہے مریضونکی دوا ہووے تو جانین	بیمار محبت کو شفا ہووے تو جانین
ہر چند کہ درمان نہین عشق بتا نکا	زخم دل مجروح پہ لگتا نہین ٹانکا
مرنا متعلق ہجر مین بچنا ہے یہان	پر شکر ہوا سہل علاج اپنی تو جانکا
وہ حال نہین ہے دل بیتاب تو انکا	تہمتا نظر آتا ہے لہو زخم نہان کا
تاثیر دوا اب ترے کر جاے تو کر جاے	ہر چند کہ ناسور ہے بہر جاے تو بہر جاے
لیکن کہ دل اس دشمن جانی سے پہرا اب	گو تہا مرض الموت پہ ممکن ہے شفا اب
بیطاقتی جان نہین آزار قضا اب	سینہ سی مرے ناتہ جدا ہونے لگا اب
وہ عشق کیخاطر ہے نہ وہ پاس وفا اب	وہ فتنہ کی الفت ہے نہ وہ شوق [illegible] اب
کچہ کام نہین بجز خم زلف دو تا سے	کہا یا کرے بل سکیڑ دن اب ہمیں بلا سے

یک عمر تلک زیست سے بیزار رہا مین
ہر مشق غم و وقف صد آزار رہا مین

معشوق کے پرہیز سے بیمار رہا مین	بیجرم سزا اونکا سزاوار رہا مین
کیا کیا نہ مصیبت مین گرفتار رہا مین	افسردہ دل گرمی اغیار رہا مین

آخر طپش اس آتش خاموش مین آئی
جان گرمی غیرت سے غضب جوش مین آئی

کہئے تو یہ کیا بات ہے قربان تمہارے
ہے ناز نہ ایما نہ ادائیں نہ اشارے
ای کبھی بر سو نہیں تو ائی ہے سدھارے

کچھ طور نظر آتی ہیں بگڑے ہوے سارے
اب کس لئے رہتے نہیں تم گھر میں ہمارے
بیٹھے بھی اگر پاس تو جیسے شرم کی مارے

پھر کس لئے گھونگٹ رخ روشن پہ لیا ہے
پھر کیوں نئے سر سے وہی پہلے سی حیا ہے

وہ یا تو ہوں نہیں ہمدم و دمساز تمہارا
وہ جسکے سوا صرف سب انداز تمہارا
وہ محرم ہر غمزہ و غماز تمہارا

مد نظر چشم نظر باز تمہارا
اک عمر تلک جسپہ نہ تھا ناز تمہارا
پوشیدہ نہ تھا جس سے کوئی راز تمہارا

حسن آئینہ دیدۂ دیدار طلب تھا
سر حلقۂ عشاق وفادار لقب تھا

وہ مہر وہ الفت وہ محبت ہی نہیں ہے
بیہودہ سدا ابروے خمدار میں چلن ہے

یا طبع میں الطاف تھی یا بر سر کین ہے
بیوجہ شب و روز شکن زیب جبین ہے

آتی ہے یہاں بس چلے جاینگے یقین ہے
اب ہوش کہاں اب کہیں وہ یہاں کہین ہے

فرق آہ پڑا طرز ملاقات میں کیسا
وہ پیچ خم و طرۂ طرار کہاں ہے

غصہ ہے چلا آتا ہے ہر بات میں کیسا
وہ کشمکش کاکل خمدار کہاں ہے

وہ ناز کے نرگس بیمار کہاں ہے
وہ تازگی رونق رخسار کہاں ہے

وہ بوے تن رشک سمن زار کہاں ہے
گلگونہ سے چہرے پہ کدورت ہی نہیں ہے

وہ رنگ رخ غیرت گلزار کہاں ہے
بدلے گی کچھ تم وہ صورت ہی نہیں ہے

ہے طبع میں ہر روز فزون رنج فزا ہے
اپنے میں سماتی نہیں کیا دل میں سمائے

یہ تندی خو تو نہیں کچھ کرم ادائی
اس شعلہ مزاجی نے مری جان جلائی

ہر ایک سے ہر بات پہ ہوتی ہے لڑائی
کیوں خصلت مذموم پسند آپکو آئی
کس واسطے بے وجہ غضبناک ہوے ہو
سو طرح میں تنہا عیب کہ بیباک بڑے ہو
کچھ شرم میں تنہا سے اگر آ گیا غضب آیا
گھر میں کہاں آ ... گیا غضب آیا
کوئی ہو جہاں سامنے آیا غضب آیا

[illegible]

کچھ خبر تو ہے آپکا نکلا غضب آیا
پھر اٹھ کے چلے جاتے ہو یہ کیا غضب آیا
سمجھو تو ذرا بات کہ بیجا غضب آیا
گھر (...) سے کہاں جاؤں یہ کیا غضب آیا

بیوجہ عداوت کا سزاوار تو میں ہوں
[illegible] ہے کیوں ظالم گنہگار تو میں ہوں

ہر اک سے بگڑ کر مرے دم پر نہ بن آو
کیون ہاتہ سے جاتی ہو تم اتنا بہی نہ آو
دل سرد ہوا تمسے مرا جی نہ جلاو
دن رات جہان رہتے ہو اب بہی وہین جاو
جو تمکو سنایا کرین تم اونکو سناو
اس گرمی الفت کو بس اب آگ لگاو

کب تک جلی کوئی یہ طپش خاک مین ملجانے
ٹہنڈا ہو کلیجہ جو کہین سوزش دل جانے

افسوس مرے غم نے نکلی تجہسے سرایت
آئی وہی درپیش جو تہی عشق کی غایت
بہرے سے جو ملجاتی ہو یہ ہے عنایت
بیفائدہ سی آئی نظر حرف و حکایت
بیجا ہین گلی سب ترے بیہودہ شکایت
لیتے ہون سبب پوچہہ کے شرمندہ نہایت

ہے رنج بجا بات یہ بہائی مری جی کو
سچ کہتے ہو دل مین نے دیا اور کسیکو

مین ہے تا تو رہا ہون کہین شبکو خوش و خرم
میرے ہی نظر سے ہی عیان نیند کا عالم
انگڑائیان لیتا ہون جو پڑا ہین ہے تو پیتم
مینے ہے تو کی بادہ کشی غیر سے باہم
آتی ہے جمائی یہ جمائی مجہے ہر دم
میرے ہے تو گردن ہین پڑا جا ہے کچہ خم

میرے ہے تو آنکہونمین غضب نیند بہرے ہے
میری ہے جبین ہے یہ جو گہٹنے پہ دہرے ہے

مین بہی تو کہین راتکو بیدار رہا ہون
مین ہے تو مے وصل سے سرشار رہا ہون
ملک ہوس تازہ خریدار رہا ہون
مین ہی ہم آغوش طلبگار رہا ہون
مین ہے تو کف غیر سے میخوار رہا ہون
لذت وہ او باش ہوس کار رہا ہون

بد مستیان میرے ہے تو آنکہونسے عیان ہے
میرے ہی یہ ہونٹونپہ یہ دانتونکی نشان ہین

کوئی نکہی ہے کہ سکہایا ہی کسی نے
بے جرم یہ طوفان اوٹہایا ہے کسی نے
یہ جہوٹ ہے نہین سچ ہے جتایا ہے کسی نے
تجہکو مرے جانب سے لگایا ہی کسی نے
ایسا مجہے دیوانہ بنایا ہے کسی نے
کیا کیا نہین آنکہونسے دکہایا ہی کسی نے

یون مانے ایسا کوئی نادان نہین ہے
تم غیر سے ملتے ہو یہ طوفان نہین ہے
کیون لوگ لگی آپ پر بہتان لگانے
یہ بات تم اوس نے کہی جو بات کو مانے
مین نے نہین جانا کوئی جانی ذرا لگانے
سب عذر ہین بیفائدہ بیہودہ بہانے

مخمس

معلوم ہے سب مجہے جو کچھ سکہاتی ہین بنانے
اب کہتے ہو تو ایک ایک کا ہین نام گنا دون
یہ پردہ ناموس کا ابہی کہتا اوسکو اوٹہا دون
یہ بات تو ہے ایسی کہ گفتار سے نکالے
یہ حال تو ہے ایسے کہ رفتار سے نکالے

اقرار ہے صاف آپکے انکار سے ظاہر
عالم ہے خزان کا گل رخسار سے ظاہر
ہے مستی شب نرگس مے خوار سی ظاہر
بدطوری دوشینہ ہی اطوار سے ظاہر

کیا شکل بگاڑی ہے بس اب منہ نہ بناؤ
آئینہ دکھا دیوین تو صورت نہ دکھاؤ

کیا قہر ہے کیونکر نہ اٹھی درد جگر مین
اک آن بہی مجھسے نہ ملو آٹھ پہر مین
سنتا ہون شب و روز تمہین بزم دگر مین
میرے تو بغل خالی ہے آپ اور کے بر مین
گھر چھوڑ کے اپنا رہو اور کے گھر مین
کیونکر نہو تاریک جہان میری نظر مین

ہر روز تو اے مہر درخشان ہے کہین اور
ہر رات تو اے شمع شبستان ہے کہین اور

ہے وقت اگر دلمین سمجھ جاؤ تو بہتر
بلبل کے سیرت سے شرماؤ تو بہتر
اغیار کے ملنے کی قسم کھاؤ تو بہتر
اندیشہ انجام سے پچھتاؤ تو بہتر
جو دلمین ٹھہرتی نہین ٹھہراؤ تو بہتر
اب بہی جوان اطوار سے باز آؤ تو بہتر

پہر ورنہ مری طرح سے پچھتاؤ گے دیکھو
اپنے کئے کی تم بہی سزا پاؤ گے دیکھو

کچھ تم ہے تو دلبر نہین اے یار جہان مین
باقی ہین ابہی دل کے طلبگار جہان مین
نکلینگے بہت آپکی اغیار جہان مین
تمسے تو زیادہ ہین طرحدار جہان مین
اس جنس کے ہے گرمی بازار جہان مین
میرے بہی ہزارون ہین خریدار جہان مین

معشوق مجھے گر تمہین عشاق بہت ہین
یہہ یاد رہے میرے بہی مشتاق بہت ہین

کیا ایسی بنی مجھپہ کہ پامال ہوا ہون
تم چھوڑ دو یون اور مین پابند وفا ہون
یہ چاہتی مجھکو بہی کہ اب اور کو چاہون
تم اتنے بگڑ جاؤ مین سیر بہی نباہون
تمسے ہون آزردہ مین کوچی سی خفا ہون
ایسے کسے معشوقہ دلجو پہ فدا ہون

ہر دم جو سوے عاشق مضطر نگران ہون
فکر ستم اسکے دل نازک پہ گران ہون

لیکن وہ ان لٹکے عاشق جانباز ہووے
جون دور زمان کا وہ نہ بیزار ہووے
یا ان کا سب محرم اسرار ہووے
ان بوالہوسون سے بھی و مسان ہووے
بازاری نظر قدر اسرار ہووے
بیصبر فدا ادا وانے کوئی باز ہووے

کیا دیکھ کر لبیبے بولے وہ پیچوری سی
کچھ بات کی وہ بات کی اور ای

رباعی

لازم ہے کہ ضد سے تری ہر بزم مین جاؤن
دیکھے کہ ندیکھے کوئی احوال دکھاؤن
ہر ایک کو افسانۂ دلچسپ سناؤن
یہ تری جفا اور سبکی وفا سکو جتاؤن

اس شعلہ زبانی سے مین کیا کیا ہی جلاؤن
شاعر ہی تو ہون شکوہ شکایت پہ جو آؤن

مشہور ہو تو اور بہ مجھے بدنام کردین
بدنام کیجئے اور اوسی خود کام کردین

[illegible] نام جو بہر تابع فرمان کردنین
مومن ہون تو تجھکو ہی مسلمان کردنین

واسوخت میان قلندر بخش صاحب المتخلص بہ جرأت

[illegible]

[illegible]

غیرونکو ملامت سے تری ندر نہ آوے
یون غیر کی بن آئے تو کیا کیا نہ بن آوے
تو بیٹھہ رہے شرم سے اور وہ نہ بلاوے

ہر کوئی بہانہ سے مرا قصہ سناوے
طعنے تجھے دے دے کی جو دم ناک مین آوے
پر وا نگری کچہ بہی تو جاوے کہ نجاوے

ہرگز سبب ترک ملاقات نہو پوچھے
لگ جاوے تجھے چپ یہ کوئی بات نہو پوچھے

یہ نالہ ہو لب پر کہ خداوند دو عالم
کس جرم کی تعبیر مین یون خوار ہین ہم
وہ عیش جو یاد آئین تو کیا کیا ہنو ماتم

ہم بہی کبہی رہتے تہی جہان مین جو ترو خرم
جتنے کہ ہوئی تہی خوشی اوتنا ہی ہو غم
دلمین کہے سو حسرت و افسوس سے ہر دم

جلتا ہون تو مین انجمن افروز کہان ہے
دل داغ ہے تو اے مرے دل سوز کہان ہے

ہو ان حرکا تو نسے ندامت مجہے کیا کیا
قسمت ہی بری ہو تو کرے کوئی بہلا کیا
ہر وقت ہو افسوس کہ ہے ہے یہ کیا کیا

رہ رہکی خیال آئی کہ یہ مین نے کیا کیا
الزام دون کیونکر اسی مین اسکی خطا کیا
عاشق سے ہا کوئی تو معشوق رہا کیا

ہر ایک سے کہے کچہ مجہے تدبیر بتا دو
اس وحشی رم خوردہ کے تسخیر بتا دو

ہر ایک بہانہ سے مجہے جلوہ دکہا جاے
ہر لحظہ مرے سامنے سے ہنس کے چلا جاے
ہر شوخ اشارت سے مری دلکو لبہا جاے

ہر آن نئی ان کسے وہ روبرو آجاے
ہر وقت شرارت سے نئی اگ لگا جاے
یہ شعر سدا میرے سنانی کو پڑہا جاے

کیا کیجیے ہمین ناز اوٹہانا نہین آتا
روٹہے کو منانے یہ منانا نہین آتا

پہر دل نہ لگی بات ہی گو بات کو پالون
ناچار ہو پہر آپ ہی مین تجہکو منالون
پہر دلکی نئی سر سے سب ارمان نکالون

پہر جاون نہ سنبہلے مری ہر چند سنبہالون
بیتاب ہو بس دوڑ کی چہاتی سے لگالون
تجہکو بہی مین اپنا سا وفادار بنالون

آشنا اصل صدف ہو کوئی تجہسے کیا خاک
حاصل ربط یہی ہے کہ جگر ہووے چاک

تجہسے جون موج رواں جسکا پڑا او جہگڑا
نہ ملا پر نہ ملا اوسکو کہین ہاتہہ پڑا

دلکو ہر چند مین سمجہایا کہ او خانہ خراب
جان اس ہستی موہوم کو تو نقش بر آب

جی لگا کر کسی بیرحم سے مت ہو بیتاب
اب جو دیکہا تو دم آنکہوں مین ہے مانند حباب

کوئی دم کا جو یہ مہمان نظر آتا ہے
ایک دریا مری آنکہوں سے بہا جاتا ہے

جس ستمگر نے کیا آہ یہ حال دل زار
جی مین آتا ہے کہ روکش ہو نہیں او سے یکبار

اور کہوں صاف کہ اب سن تو ای ظلم شعار
واقف اس راز سے ہے ایک سے لیتا بہزار

محو نظارہ ترا تا کہ یہ دل تہا نہ مرا
تازگی پر گل رخسار کب ایسا تہا ترا

آئینہ دیدہ حیران نے دکہایا تجہکو
جس سے آگاہ نہ تہا تو وہ جتایا تجہکو

دل کی بیتابی نے کیا کیا نہ سجہایا تجہکو
اپنی وحشت مین پریزاد بنایا تجہکو

آنکہہ ہر ایک سے ورنہ تری شرماتی تہی
کل کی ہی بات تجہے بات نکرنی آتی تہی

تجہہ مین یہ خوبی گفتار کہان تہی تو بہ
ایسے اٹہکیلے کی رفتار کہان تہی توبہ

طبع عالم کی طلبگار کہان تہی تو یہ
اسقدر گرمی بازار کہان تہی توبہ

اپنے ہی چاہنے سے تو یہ نمودار ہوا
کہ ترے حسن کا ہر ایک طلبگار ہوا

آشنا آنکہہ نہ غمزے سے ذرا تہی دلخواہ
دلبری کے نکچہ انداز سے آگاہ

تہا نہ یہ تازہ کرشمہ نہ یہ شوخی کی نگاہ
مین تعجب سے حیران ہون تجہے دیکہکے سبحان اللہ

ہو خفا ایسے بہی ہوتے ہین جہان مین محبوب
اپنے اس خوبی پہ مغرور ہوا تو کیا خوب

جامہ زیبی سے کہان زیب بدن تہا یہ لباس
اتنی محمل سے بدن میں تہے کب گل کے باس

مخمس نظیم

جار سو ہو م ہو خوباں جہان نہین جسکیلیے
ناز بیجا ہے جو آزردہ کرے دل کبہی

قد قیامت ہو رخ آفت ہو بلا زلف سیاہ
چہتونون مین یہ شرارت ہو کہ اللہ اللہ

سر لیے پاؤن تلک کوئی ہو ایسی جا
ہو اک حسن کے تصویر کہنچی سر تا پا
حسن خوبی کے مبصر کہین جسکو برا
جای دل جسپہ کہ نقاش ازل کا ہی کہنچا

جبکہ ہنس ہنس لعل سے وہ تجہسے مقابل ہووے
سو جگر دلمین تو تجہ اپنے کئے کو رو دے

بال بکہرے ہوے پر دیکہی جو اوسکا مکہرا
اور نظر آئی جو اوس ماہ جبین کا ماتہا
جی بکہرنے لگی ہو حال پریشان تیرا
عقل و دین کہو کی تو سر دہن بیجہ بیتن جہنکا

تیغ ابرو کی جو دریافت کرے بڑا نے
پڑے تو ایسا ہی مارا کہ نہ مانگے پانی

انکہین وہ جادو بہرے مجکو اگر آئین نظر
اور خمار بہرے ایسے ہی ہون شکل قمر
شکل نرگس نہ ہے انکہون مین جنکے نظر
بجان ہے دیکہہ جنہین سانس تو ٹہنڈے بہر

تیرے جو سامنی اوس غیرت خورشید کو لاے
تو خجالت سے کبہی منہ نہ کسیکو دکہلاے

گال وہ کان ملاحت ہون کہ دیکہے تو اگر
رنگ وہ یہ ہو بہو کا ساکہ تو دیکہے اگر
صورت گل نہ ہنسے کچہ نہ رہی اپنی خبر
سبکو رخ آئی ترا جون گل پژمردہ نظر

ہو یہین بالیکی ایسی اہے کہ جو دیکہی تو
غم خدا جانے ہو کتنا ترے بالی جیکو

بنی ایسی ہو کہ دیکہی تو یہ ہو حال ترا
تس پہ تہنونکی پہڑک سی یہ ہو حالت بدلی
لوگ کیا جانیں لالا کی سو دہنگیا کیا کیا
کہ تجہو آنی سے بہی جائے نہ دلکا دہڑکا

اوسکے لب پاس ہین لونگ وہ بدلا نسو نکہے مرا
تجہکو دکہلاو نین اور ناک بن دم لادن تیرا

غضب اور جاہ ذقن کا ہے نظر تجکو جو آئی
غوطے تو بحر تفکر مین پڑا لاکہون کہائی
گردن ایسی کہ صفا اوسکی کوئی کیا پاوے
دیکہکر جسکے صفا صبح کی تو ہیبت جاوے
حق تو یہ ہے کہ لگا تجکو دکہا وہ جو دو
خون ناحق کوئی گردن پہ جو اپنے لیوے
دیکہہ گال وسکے تجہے کہنے لگی اہل نظر
دیکہتا کیا ہی کہ یکسان ہین یہ دونو قمر

مخمس

[illegible]

سیر تب ہو کہ جو گلشن میں ہو دست گلرو		ہاتھ میں اپنے ہو اور ہاتھ ملی بیٹھا تو
سخت اوبہر ہوئی ایسی ہو وہ کافر ستان		نکلیں جس شکل ہم ہو دو انا صفہان
ہون ترنج چمن سیب ہی اوپر حیران		دیکہکر دست بدل ہون جنہیں خوبان
پہر گریاتہ مرے امکی جو منڈوا لو سے		مار بحسرت کی تو بیٹہا ہوا چہاتی کوٹے
شکم اک بید کی لوئی سا ہو ایسا شفاف		بیچ سیمین کوئی جسطور بنالا وے صاف
دیکہئے غور سے اوسکو جو بچشم انصاف		صورت چشمہ نے دیکہنے کو اوسکے تا ناف
گورا گورا وہ شکم دیکہیے جو مہتاب سا تو	۲	پیٹ پکڑی ہوئے پہرتا پہرے بیتاب سا تو
وہ کمر جس سے کہ وابستہ رہی تار نفس		ہو میں گول کہرے اینٹہ ہون ایسی اکہ بس
دیدہ حسن کو بہی دید کی جنکی ہو ہوس		ساق یا ہو یہ بلور میں جو اہیں کچہ مس
بیٹھکر دست محبت کو دباؤن کیا کیا	۲	تجہکو دکہلاؤں میں جون شمع جلاؤں کیا کیا
پاؤن وہ پاؤن ہون ایسی جب انکو پاؤن		کبہی سہلاؤن کہت پا کبہی انکہوں سی لگاؤں
اور جو ہاتہوں میں کہ ہاؤن تو عجب لطف اوٹہاؤں		پہیرہ لطف اوٹہانا تجہی بہلاکی دکہاؤن
حسرت وصل دم کہانی تجہی دن ایسی کرے	۲	جنکہی ہی نام سنی اونکی تو آپادن میں کرے
گفتگو ایسی کہ ہر بات پہ اوسکی اعجاز		گرمی عشوہ و انداز و ادا ہو اور ناز
گدگدی دیکہئے سی لیں ہو بدن ہو یہ گداز		ہوئے اک حسن کی تصویر کہنچی خوش انداز
نگاہیں وہ مست ہی حسن سے مدہوش کرے		اپنی گہر اک کو تو صاف فراموش کرے
اوس سے ہو گرم سخن تجہکو جلاؤں ظالم		ظالم جو تو نی دکہایا ہے دکہاؤں ظالم
اپنا دل شاد کرون تجہکو کڑہاؤن ظالم		چاہی اب تجہے ایسا ہی بہلاؤن ظالم
کہ مرے یاد میں دن رات تو فریاد کرے	۳	ایسے یاد اپنی دلاؤں کہ بہت یاد کرے
سارے عالم سے ترے واسطے منہ موڑا ہے		رشتہ ربط ہر اک شخص سے میں نے توڑا ہے
تجہہ سوا اور کسی سے نہ تا گنہہ جوڑا ہے		تو نے ناحق کا دیا مجہکو بیک توڑا ہے
کیا کہوں دل نے مرے کو فت اوٹہائی کیسے		ہٹ تری تفرقہ انداز کی ایسی تیسے

ونے سیجا کر [illegible] ہی اس شخص کو کام
جملہ خوبان جہان ملی جسے [illegible] ہیں مشتاق مدام
حور و پری [illegible] ہے اس ناز کا [illegible] انجام
ہو وفا [illegible] صبر و دل [illegible]
ظاہر [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] سب [illegible] وہ [illegible]

مخمس [illegible]

یہ غم درد جدائی میں ہون میں زار و نزار
تری نظروں میں نہیں گرچہ مرا عز و وقار
پر کہون پر تر کہون تجہسے محبت میں کبہی
تری مغرور تو ہون نام کو حسرت میں

واسوخت شیخ ولی محمد اکبرآبادی المتخلص بہ نظیر ادام اللہ فیضہ

زنہار آتش دور کر میسوز دل و جان را
نمودہ بنفش من بر آبلہ دست طبیبان را
بڑہ گئی آگ تن مین لگی جلن لگو سب کہاٹ
نار سے چہوٹ بید سے بڑی پہپہولے ہاتہ
کہا تنگ کہا دن اوس غم کو کراب کیا یا نہین جاتا
دل بیتاب کو با تو نے سمجہا یا نہین جاتا
قدم رکہتا ہون جس جا پر تو سرکا یا نہین جاتا

مخمس جان

جہان بیٹہا ہون وان سے پہر اوٹہا یا نہین جاتا
جو چاہون بہاگ جاؤن بہاگ ہی جاتا یا نہین جاتا
اور اپنے کو فرقت مین اپنے تئین پایا نہین جاتا
مکان یار دور و دشمن ہر دم طاقت و دل
عجب مشکل مین ہون سامع ہر اینسان
بتا کہون کس سے کہون لیکن پیارہ دور
اور نہ سکون اگر کہون ان بہولا اوسکا ہوں

مجہے امید است تیرا ہجر اب الیسا ستاتا ہے
یہ بیتابی یہ بیخوابی یہ جینے دکہاتا ہے
اگر کچہ منہ سے کہتا ہون مزا الفت کا جاتا ہے
عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
چو مین الیسا جانتی کہ بیت کی دکہہ ہوی
نہیں معلوم الفت مین کہ غم کہانا ہی ہوتا ہے
سسکنا آہ کرنا اشک بہر لانا ہی ہوتا ہے
کئے پر اپنے آخر کو یہ غم کہانا ہی ہوتا ہے
اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
کوک کرون تو جگ ہنسے آہ رہی لاگہاو
صبح کے شام تک صحرا مین پہرتا دلکو بہرمار
لبو پر آہ دل پر داغ جون آتش کی انگار
جو اوسکی ہی یہی مرضی تو ہم ناچار ہین بیار
زحال من چہ گویم چون مریدی خبر یارا
آدمی کیسی بہی اچہا ہست کی سنگ
غضب ہے ایک تو دلتنگ ہو اور جی گہبراوے
نہو وین دل لگی کیون ٹکڑے جی کسطرح گہبراوے
لگی ہو آگ لیکن پہر وہ بجہے کسطرح یاد آوے
چو درد دل آتش ہجران فتاد اور آگ بہڑکائے
ہر دم ہمدردون لگی دہوان اٹہہ گیت ہوئے
کبہی ہوکر گریبان چاک صحرا کو نکلتا ہون
لگے ہے آگ لیکن شمع سان جلکر پگہلتا ہون
بدن مین دیکہکر شعلے بہر کے ہاتہ ملتا ہون

کہ دشمن بہی مرا حال پر آنسو بہاتا ہے
مگر مین دل ہی دل مین کہ جو صحرا مجہکو بہاتا ہے
دگر چپکا مین رہتا ہون کلیجہ منہ کو آتا ہے
دگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
مگر ڈہونڈہ کر ایہر تی کہ بیت کری نا کوی
جگر کی بیکلی اور دلکا گہبرانا ہی ہوتا ہے
تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا ہی ہوتا ہے
کف افسوس کو ململ کے پچہتانا ہی ہوتا ہے
نمیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را
ایسے کٹہن سینہ کو کہہ بدہ کرون اپاو
لگا کی شام سے تا صبح گنتا رات کی تار
جسے دل چاہتا ہے اوسکو پہر دا کچہ نہین یار
مگر اوسکی تصور مین کہینچے ہین یہان آزار
دل من سوخت انجو بان شماد در دل اثر یارا
دیکہ کے یہا تو نہین جلحل ہے ستینگ
تس او پر گہڑی اس دلربا کی شکل یاد آوے
در و دیوار سے کیونکر نہ سر اپنے کو ٹکراوے
مگر جسنے لگائی ہو وہی آکر بجہا جاوے
مگر انکس کہ آتش زد ہمون آید بہ بنشاند
جاتن لاگے سو جانے دہ جانے نہ کوی
کبہی گہبرا کے پہر گہر کیطرف لاچار چلتا ہون
دہوان اوٹہتا ہے آہون کا ہرنگ موم جلتا ہون
پہپہولے تن مین اوٹہتی ہین ستی کیطرح جلتا ہون

ادہر دل مجھسے کہتا ہی کہ چل تو یار کی ڈیرے	ادہر تن مجھکو کہتا ہے کہ تو دکھ مجکو مت دیرے
جو کہنا دلکا سنتا ہون تو وہ رہتا ہی گہر تیرے	اگر تن کے سنو باتین تو پہر کہہ دے وہ بہیرے
بندہ دل آنمی رنت تن ہانی ہر ایک اپنے طرف بہیرے	کردن کیا ای نظیر ایسی جو مشکل آن کر گہیرے
دلم دلدار می جوید تنم آرام میخواہد	عجائب کشمکش دارم کہ جانم مفت میکاہد
دل چاہی دلدار کو تن چاہے آرام	دو بدہا مین دو نو گئی مایا ملے نہ رام

ترجیع بند حکیم محمد مومن خان سلمہ الرحمان

جان غیرت ہی مرا حال پریشان یارو	اس تو ڑے ہی پہ مایوسی حرمان یارو
دل لگا کر ہوا مین سخت پریشان یارو	ہای افسوس نہ نکلا کوئی ارمان یارو

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونی پائی
ایک بہی اوس سے ملاقات نہونے پائے

دل نہ دیتی اگر اوسکو تو نہو تی بدنام	کیا خبر تہی کہ اس آغاز کا یہ ہی انجام
رنج بہی ہوتے ہین الفت مین پس بعد از آرام	کبہی دنیا مین نہو گا کوئی ہمسا نا کام

جیکی جی ہی مین رہی بات نہونی پائے
ایک بہی اوس سے ملاقات نہونی پائی

جذبہ عشق سے ہے کہینچ کے لایا نہ کبہی	اثر اس نالہ دلکش مین بہی پایا نہ کبہی
ماجرائے الم و درد سنایا نہ کبہی	سخن شوق عرض لب تلک آیا نہ کبہی

جیکی جی ہی مین رہی بات نہونی پائی
ایک بہی اوس سے ملاقات نہونے پائی

ایکدم صحبت دلدار میسر نہوئی	نظر لطف و عنایت کبہی ہم پر نہوئی
عشرت و عیش سے فرصت اوسی دم بہر نہوئی	اپنے ملنے کو کوئی جا مقرر نہوئی

جیکے جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بہی اوس سے ملاقات نہونی پائی

ایکدم صحبت اعدا سے کنارا نہوا	یہ مقرب ہوئے کچھ پاس ہمارا نہوا

غرض ہمکو قلق و رنج کا یارا نہوا
ہائے اس بزم مین یک بار گذارا نہوا
جیکے جی کی جی ہی مین رہی بات نہونی پائی
ایک بہی اوس سے ملاقات نہونی پائی
کیا سبب روز ہی ہیں یار سے ہم آرام و شکیب
گہر سے جلوہ کہیں یار سدا بزم رقیب
میرے گہر آئے نہ بہرانہ ہی نہ پائی تقریب
ایکدن بہی نہوئی یہان کی شب وصل نصیب

حکیم

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونی پائی
ایک بہی اوس سے ملاقات نہونے پائی
تیرہ روزی کی رہی جلوہ فزائی ہمسے
نہوئی صبح کبہی شام جدائی ہمسے
کیون کیا اپنے نصیبو نکی برائی ہمسے
طالع بد کی یہ خوبی نظر آئی ہمسے
جیکی جی ہی مین رہی بات نہونی پائی
ایک بہی اوس سے ملاقات نہونی پائی

کہو دیا مفت میں دل ہم نے کہ دیکہے تہے پایا
پردہ پر فن نہ ملا یو نہیں مجہے ترسایا
جی کی جی ہی مین رہے بات نہونی پائے
یان نہ آیا وہ عباد تکو بہی یکبار افسوس
کر سکا ولولۂ شوق نہ اظہار افسوس
جی کی جی مین رہی بات نہونی پائی
تہو اشق مین اس شوخ کی آرام کبہی
لب شیرین سے سنا ایک نہ دشنام کبہی
جی کی جی ہے مین رہے بات نہونی پائے
مین بہی حاضر تہا ہوئے جب طرف کعبہ روان
بے ادب بنستی تہی کیا لوگ تہی بیہودہ گمان
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونی پائی

قلق ہجر نے کیا کیا نہ مجہے گھبرایا
نہ وہان مجہکو بلایا نہ یہان آپ ایا
ایک بہی اوس سے ملاقات نہونی پائی
مرتی مرتی نہ گئی حسرت دیدار افسوس
نہوئی نزع تلک لب گفتار افسوس
ایک بہی اوس سے ملاقات نہونی پائی
نہ دئی دست نگارین سے مجہے جام کبہی
نہ ملی لذت عارض سے ہم کام کبہی
ایک بہی اوس سے ملاقات نہونی پائی
حضرت مومن تقوی روش شیخ زمان
طرہ کی یہ درد سے مطلع جو ہوئے اشک فشان
ایک بہی اوس سے ملاقات نہونی پائے

ترکیب بند افصح الفصحا اشعر الشعرا ابلغ البلغا سخنور عالی مقام محمد تقی نام المتخلص بہ میر

عمر گذری ہو چکیا آسودگی کار دنگار
معرکہ ہے یک طرف دونو ہوے ہین سامنے
مجہلہ ہے کہ نہائے ہین ملطرف کتنی جو یہ
عاشقی جب کیے تہی مین نے تب تہین خواریان
سینہ دیکہو چاک منہ ناخن سے سب نوچا ہوا
ایکہ گفتی عشق را درمان آہ ہجران کردہ اند
اک کنارے رو ہی تو جو ہین گے زمین کے زیر بان
دو قدم پر ہے یہ ہنگامہ تہ کوئی ہیچ

رنج و محنت کی تئین آرام ہے ننگ و عار
زخم دل کی بیہ ہنسی وہ گریہ بے اختیار
صبر بے طاقتی دل اور درد بے شمار
کیا کہون کیا کچہ دکہاتا ہی مجہے اب بجر یار
انکہین ڈوبی خون میں اور جیکو دیکہو بیقرار
کاش میگفتی کہ ہجران را چہ درمان کردہ اند
خاک پر بسمل پڑے ہین کیسی کیسی غمیز بان
اشنائی کچہ نہین لگتے کہ تجہکو دیر بان

مکتوب پر کہانی ہوئے تلوار دیکہی ہو گئے مر تک
سیکڑون بیکہا ہین وے سب جینے سے جو تہی بیزار
ویٹر نہین مگر پڑا بر جو نہین تو دہڑی ہے
مین زیارت کرونی عہد گذشتہ پیش نظر یار
بے صبر ہے خانمان بہار کی بلکی عید
دہنو کی امن سے منیر ہو ترا ہی مین پیٹر یار
گو تو ہم آ ہے کی طرف شہیدان دور نیست
گرچہ می آید در بخارا چندان دور نیست

مخمس

لے گئیں آگ کان مین دوستی ساری ہار
خاک اوڑاتا ہی ہے سر ہی مین ابلہ و رنج عبار
نیو ہی کی قاتل مر کو دور سے آواز ہ مون و ملک
تیر سے پار دیتن کو ہو ناز نین نہ تہ جاتیں
یہ کبہی بازار ان سکلا سیاہ کر ہو بی چنانچہ سمان
سینہ ٹہنڈا ہے سکا مبارک ہو شفتہ خوبان جمن
لیکن اتنا ہے کہ ہم نے اس خط ہو ادا بانکان
نیشتر ہو کے سے مین سلا حظو

سو خدا ناکردہ ہم کہتے نہین ہر راہ سے
یکقدم اے گردباد درین صحرا بایست
گرچہ ہجر انمین تیرے جی میرا جاتا تھا جلا
وصل خاطر خواہ تو معلوم تھا میر شین
نگاہ باشد رحم کو بہی رحم فرمائے وہ شوخ
ایکساعت بیٹھے درد دل اگر میرا سنیے
سو تو یہ سب ہو چکا ہے کاش کے ملتا تو
آمدی و حسرت وصل از دلم بر داشتی
ہے خرابی آج جتنے کل یہ لوگونسے مین گھر
طاق کسرے کو سنا ہوگا کہ کیسا تھا محل
گھر کا صاحب جو اٹھا ناکرے یکسان خاک سے
خط باطل سے لکھا ہے صفحہ کون و مکان
کیسے کیسے خانزادے خاک مین یان مل گئے
ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانہ
کم بہت سنتے ہین آتا ہی کوئی رنجور ہے
روشنی آنکھونکی ہے منظور سارے خلق کو
ہم کنی بہی تہی یہ وہ آتش کے پرکالے کبہو
ایک نے مارا جھڑک کر جی سے ہمکو اب اے اغ
ہمکو حیرانی ہے اسمین جسکو سنتی ہین او
ما سرشک گرم و آہ آتشین دیدیم و بس
حل نہین مجکو ملا یہ کوئی جبکا ہے وبال
خود بخود جاتا ہی کہتا ارزو ہی کیا او
یاد مین تیرے ہوا ہو کچہ سبب تو ہی بجا

کوئی دم وقفہ کری یا دیر ہووے تجھکو یان
در قفا ماند ست مشت خاک ما تنہا بایست
پیر یہ تھا دلمین کہ شاید دیکہو تو داد وفا
اگ لکو لگے ہی تہی جب تلک تھا یہ جلا
دیکھ مجہ ناکام کو یکدم کری ترک وفا
کرکے غمخواری کہے ہے یہ تیری تسکین کیا ہو گیا
اتنے آجانی کا تیری کون یان مشتاق تھا
حسرت بود از وصال آنہم بمن بگذاشتی
مت بنائی خانہ مین منعم رہا کر اسقدر
اب کہین یاس طاق کا کسرے کی پیدا ہی نشان
اینٹ مارے اینٹ سے کچہ ہوا اوس گھر اور
کیون وہ باغ اتنا جلاتا ہی اپنا تو کہہ
جا عبرت ہی یہ معمورہ جہان کا یکسر
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ
یا کسی مجروح کا زخم جگر ناسور ہے
قوت دلکا جدہر دیکہو تدبیر مذکور ہے
ایسی ہم ایذا جو کہنچے ہی کسی مقدور ہے
ایک نے ایسا جلایا اب تلک مشہور ہے
ان ہی دونون آفتونکی بہر رہ منظور ہے
بہرہ کز چشم و دل دیدیم این دیدیم و بس
گفتنی ہو تو کہون اے میر مین کچہ اسکا حال
جاتا ہی ہم و زر یا کوئی دلبر خوشجمال
عشقباز سے مفلسی آزردگی رنج و ملال

[illegible] کسو ... ولسے ... ہون
... [illegible]
... وصال ... [illegible]
[illegible]

تمت مثنوی ... [illegible]

بیگم ... [illegible]

وہ سراپا ... من گل اندام اور مہ جبین
پری جنکو دیکھ ... ہین پری جبین
مین اور نہین ہے لکھتا ہون حال ایکا
قیاس اور ... کہ ... نور افشان
وہ اسکا تبسم وہ اوس کی ادا
وہ اوسکا تکلم وہ انداز پیارا
وہ غمزہ و عشوہ و ناز و غرور
وہ آن و کرشمہ وہ حسن اور نور

وہ چھب وہ اکڑ وہ چلن اور وہ سج
ہر اک بات میں جان لینے کے ڈہج

وہ ماتہی کا خط تہا کہ تہی داغ ماہ
وہ تہی مانگ یا کہکشاں کی تہی راہ

غضب اوسمیں موتی پروئی ہوئے
ستارے تہے نوران سے کہوئی ہوئے

وہ چوٹی چہٹی تا کمر یک بلا
نہ لینے کو جان تہے مگر یک بلا

پڑا اوسمیں موباف زرین تہا یون
ستارہ ہو دنبالہ دار ایک جون

نہ چوٹی تہی بل ایک کوڑا تہا وہ
کہ چمکائی تہا حسن کے رخش کو

وہ زلفیں جو بالای رخسار تہیں
وہ کافر بلائیں نمودار تہیں

جو جاتے بکہر رخ پہ بال اوسکے آہ
تو تہا زیر ابر اک درخشندہ ماہ

وہ عالم کسیکو جو پڑتا نظر
تو سو غم سے جی اوسکا جاتا بکہر

وہ بالوں میں سر کے پروئی گہر
ستارے نمودار جون چرخ پر

وہ آنکھیں کہ آہو پہ جادو چلائیں
نہ آہو پہ جادو پہ جادو چلائیں

وہ نرگس کے گل تہی لگلزار حسن
زبس جلوہ گر جیسے انوار حسن

وہ چشمک اشارے حیاؤنکی سات
نگاہوں میں دل چاہتا جنکے بات

وہ آنکھیں جو ظاہر دو بادام تہیں
وہ باطن میں لذت کی دو جام تہیں

خماری وہ آنکھوں کا عالم عجب
نگاہیں وہ کیفی غضب پر غضب

وہ ابرو کمان اور مژہ تیرہ دار
کری مرغ جانکو نہ کیونکر شکار

وہ عارض کہ جو مطلع حسن تہی
اون آنکھوں نے دو صاد اونپر کئے

وہ بینی کہ آوے نہ ادراک میں
دم اک خلق کا جس سے ہو ناک میں

دہن ذرہ اور اوسمیں دندان گہر
ہو ششدر جہاں عقل اہل ہنر

وہ دانتوں میں مسی کے کافر دہڑے
اودا اہٹ کہر پر طلسم پری

ولہ

خطوں کا عجب عالم اک آہ تہا
نمودار اللہ اللہ تہا

لب لعل وہ رشک یاقوت تہی
پے جان عشاق یاقوت تہی

وہ پانو نکالا کہا وہ رنگ مسی
شفق تہا نمودار سیم رات تہی
وہ لب شیرین تہی جنکی آگے نبات
خجل اسکندر بولی آوے زبان
تکلم غضب اور تبسم بلا
وہ باتیں تفہیم میں پہر آئیں کیا
وہ چاہ زنخدان کہ ہو سکو چاہ
وہ غبغب درخشاں کہ جون مہر و ماہ

[illegible]

وہ گردن کا موتی سے شربت و
چھپے جسکے نظارہ سے آب و تاب
وہ سینہ کی سفیدی سے پانی حباب
نہ جون ظرف بلور میں پر شراب
وہ بازو وہ ساعد نہ ترکش بہرے
وہ ہاتھوں کا عالم کہ جی جونکی ارے
وہ ہاتھوں میں انگشت نہیں ایسی
حنا سے وہ ہاتھ جو رنگیں تہے
کہ مرجان کو بیچ کر جو رنگیں تہے

وہ ہاتھ ایسی پیاری کہ جو ائین ہاتھ — تو کیا چومتے بس محبت کے ساتھ
کف پا وگلبرگ سے نرم تر — نزاکت سے عالم ہر انگشت پر
وہ قامت قیامت وہ گفتار قہر — وہ چھب ایک بلا اور وہ رفتار قہر
وہ رفتار ہو کبک جس سے خجل — وہ گفتار جو پانمین لیوی دل
بدن ایسا نازک کہ ہو لال لال — اگر مس کا ہو اوسکے دلمین خیال
سراپا کا عالم کہون اوسکے کیا — سراپا تہا نقشہ وہ تصویر کا
ہو حیرت زدہ بلکہ تصویر تہی — ہو بی معنے مانی کی تحریر تہی

مثنوی خاتمہ از نتائج افکار مولانا رؤف احمد صاحب قدس سرہ المتخلص بہ رافت

الہی بحق رسول انام — محمد علیہ الصلواۃ وسلام
بآل وباصحاب ختم رسل — مجہے دی مرادین مرے جزو کل
دعا میری کر میرے مولی قبول — بفضل رسول اور طفیل بتول
بصدق ابو بکر شاہ ورا — کہ بعد از نبی سبکے ہین پیشوا
بعدل عمر رض جو ہین کرار جنگ — ہوا شرع کا اونسے ظاہر ہے رنگ
بحلم غنی یعنے عثمان رض امام — کہ کان حیا تہے سراپا تمام
بعلم علی ولی شاہ دین — امام جہان وارث مرسلین
بجود حسن اور بکرم حسین — مجہے دو جہانمین ہے امن اور چین
مجہے دین دنیا مین عزت سی کہہ — یہان اور وہان عیش وعشرت سے کہہ
شراب محبت پلا دے مجہے — تو مستانہ اپنا بنا دی مجہے
الہی مین تیرا گنہگار ہون — بہت تجہسے شرمندہ ہون کیا کہون
کوئی دم کوئی پل کوئی لمحہ آہ — نہین میرا کٹتا بغیر از گناہ
جو قسام ہین جرم وعصیان کے — وہ سب درمیان ہین مرے جانکے
کبیرون صغیرون مین ہون پہنسا — چہپے اور ظاہر گنہ مین بہرا

خطا وعمد ہین گرفتار ہون
غرض ہر طرح سے گنہگار ہون
گنہ مختصر سب میرے میرے کریم
کبیری صغیری جدید اور قدیم
گنہ باطنی میرے اور ظاہرے
خطا اولے اور جو میرا آخرے
ارحم ہے تو کر عفو مولا مرے
وہ کہ حق مین جو ہوئی اولام

مناجات منظوم

تو مالک ہے غفار ہے اور رحیم
تو رب ہے کریم اور رؤف الرحیم
گنا ہون پہ میرے نظر نا نظر
تفضل سے اپنے تو سب محو کر
پلا دے مجہے عشق کا اپنے جام
بحق محمد علیہ السلام
جیون اور مرون اور اوٹہون عشق مین
پہر حال مین مست رہون عشق مین

جہان مین ہے جبتک مری زندگی | رہون تیرا پہر تا دم بندگی
کرون اور سفر جب مین یانسے توپہر | شہود تجلی حق روح کو
تری جلو یکو دیکہکر جان دون | مرون تو تیری فضل سے یون مرون
رہون گور مین بہی دیوانا تیرا | نہ موقوف ہو منہ دکہانا تیرا
اوٹہون تو تیری ہیا مین پہر اٹہون | غرض عشق ہی مین جیون اور مرون
مین رافت ہون بندہ ترا اے خدا | مرا اور سب اہل اسلام کا
کر ایمان و اسلام پر خاتمہ | طفیل نبی و بنی فاطمہ
الہی ہزارون درود و سلام | پیمبر پہ نازل تو فرما مدام
پہر آل اور اصحاب پر آپکے | پہر ازواج و احباب پر آپکے

رباعیات نعتیہ

الحمد للہ الذی بلغ العلی بکمالہ | احکام فضل ایزدی کشف الدجی بجمالہ
ای تارک فعل بد ہے حسنت جمیع خصالہ | انعام فیض احمدی صلو علیہ و آلہ
حضرت چلی معراجکو بلغ العلی بکمالہ | سب جگمین اوجیالا ہوا کشف الدجی بجمالہ
انکی خصایل نیک تہی حسنت جمیع خصالہ | حور و ملک سب یون کہین صلو علیہ و آلہ
معراجکی شب عرش سے کیا دہوم مچی تہی | حضرت پہ خدائی تو سبہی جہوم رہا تہے
لولاک لما خلق کہا شان مین جنکے | تقدیر بہی ہاتہ اپنی کی تین چوم رہے تہے
اللہ کیا جگر تہا داغ مین حسین کا | جی ہی گیا ندان رضا مین حسین کا
اس تشنہ لب کا عرش سے برتر ہے مرتبہ | خون تہا سبیل راہ خدا مین حسین کا
لبو نپر جان عبث ہی منتظر وہ شوخ کب آیا | اگر چہلم کو بہی آیا تو ہم جانینگے اب آیا
تامل کیجیو ذوق طپیدن دیکہی کیا ہو | کہ اتبک ذبح کرنیکا نہین قاتل کو ڈہب آیا
جستجو مین دلکی ہلانیکے جی کہونا پڑا | وہ ہنسی کی بات تہی سو اسکا اب رونا پڑا
نقد دل اپنا لگا یون جرات اسکی مفت ہاتہ | راہ چلتے جسطرح یارو کوئی سونا پڑا
اضطراب کرتا ہا قتل مجہپہ وہ تلوار کے ہاتہ | آہ نا پکڑی کسی نے مرے خونخوار کے ہاتہ

اس کم نگہی سے کب تجہی ہے بہلا شوخی دلکی
جانکو زلف دوتا مانگے ہے۔
اوسکے پنجے سے ملاکر پنجہ
جا اوٹہا دی مربد فن پہ جو بکہیر کے ہاتہ
کہینچکر نقشے مین مانی بت بی پر سکہاتہ
صنم کے ہاتہ کے پہونچے
جو پہونچے ہو تو لکہنا ہیجو
عبث مین صبح تلک اسکا انتظار کیا
کہان رہی تری غیرت بہلا بتا تو سہی
تہا عین نماز مین کہ ساقی آیا
مین اوسکو اشارہ ایسی کہاتا ہے جہان
برسا تکی جہڑی ہو سبزہ ہو اور جو ہو
یک گوشہ عافیت ہو اور دست در گلو ہو
آہ رے آہ کیا کیا ہمنے
پہنس گئے دام مین تیرے آکر
اے درد بہت کیا پر کیا ہمنے
جب چشم نہی تو دیکہتے تہی سب کچہ
آج گلشن مین کیا مزا ہو گا
باغ مین بو کباب آتی ہے
ای ستمگر زبردستو نہ ستمگاری نکر
توڑ مسجد پہاڑ مصحف کر زنا لو رہے شراب
لعنت جو کوئی زن کا سخن گوش کرے
صد سالکی لعنت کو وہ یکساعت مین

ساقی مجہے اتنی ہے پی بیٹہے ستی کیا ہو گا
مانگ کیا جانئے کیا مانگے ہے
خون بہا اپنا حنا مانگے ہے
چوم لون اس بت رعنا کی کفِ حنا کے ہاتہ
چومتا تہا کبہی اپنے کبہی تصویر کے ہاتہ
اگر پہونچے کہ نہ پہونچے
مرے پہونچے مین ہے پہونچے
قرار کرکے مجہے اوسنی بیقرار کیا
تری شکار کو جب اور نے شکار کیا
وہ ساغر مئے میرے مقابل لایا
بولا کہ شتاب پے پیا سو پایا
مطرب ہوا اور مئی ہو ساقی ہو اور تو ہو
کافر ہے پہر کسیکو جو غیر آرزو ہو
ایسی نادان کو دل دیا ہمنے
ہو خوشی خون دل پیا ہمنے
دیکہا تو عجب طرح کا لیکہا ہمنے
جب چشم کہلی تو کچہ نہ دیکہا ہمنے
مینہہ برستا ہے گل کہلا ہو گا
کسی بلبل کا دل جلا ہو گا
ظلم کی تعلیم کی ہرچند سردار نکر
جو تو کرتا ہے سو کر پر مردم آزار نکر
ہمدم ہوا ہے ساتہ نمک نوش کرے
دیکر کے تلے پڑکے فراموش کرے

کسیکو فنا و ہر کسیکو بقا و ہر ایک اپنی آن بان
شوخی معشوق بیتاب بیقرار شیدا کیا
ہر شب ہجر میں عاشق نے اوس کا ساتہ دیا
سوزن عشق نے سینے اپنے بہار لب میں
الوان علامت جنون و نقل عشق
کیا ظلم سر سے وفا جوان کاجل تہ
شبنم کا جو اوان

نمکین

پہر سے نکلے ہے صدا
موت ہی سے گر علاج درد فرقت ہو تو ہو
غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو
کہتے ہین شور قیامت جسکو وہ ہنگامہ یار
اترے سے مونہہ کی نظر خواب غفلت ہو تو ہو
مومن نہین زنار سے میرے گلا
اس رشتہ کو پہ بچہ اسلام مین راہ
اس بت کا ہمن ہو نہ صوفی اور شیخ
کہتے ہین جسی دیکہ سکے الا لسد

جو ایک قاصد پہ جیسے بیر بہی یہ کہ جلتا تہا — تو کبہو جب چلا ہو نہین تب اونکا جی نکلتا ہے

کمال افسوس بیتابی سے تہا کل قتل مین میرے — تڑپتا تہا ادہر مین یار ادہر کو ہاتہ ملتا تہا

یہ جو رہی مری لگ جاؤ گلی کی کہین — ورنہ دل سے بہر نکلجائیگا گہبرا کے کہین

ضبط وحشت ہی تجہی اے دل دیوانہ ضرور — اتنا ابہی وہ چہوڑدی جہنجہلا کے کہین

ماہ رو جیسے یہ ترے جب سے خط آنے لگا — تب سے قاصد کو مری باتونسے بہلانے لگا

جبتلک تہا صاف قاصد کو جواب صاف تہا — اب تو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا

ہے کون جسنے عہد کو اپنے وفا کیا — کہیے جو اوسنے حمد کو اوسکے ادا کیا

فیاض گرچہ زبان جو ہوئی شمع کی نمود — گلگیر نے دہن کو دہن اپنی وا کیا

کہانے ہی لئے جسنے رگ پان کو چیرا — لاکہون دل مجنون نے گریبان کو چیرا

غم تو دنیا مین سبہی مین عشق کا غم اور ہے — ہے اوسی عالم مین لیکن اسکا عالم اور ہے

یہ نہ جیتا ہو گا جرا خون ہی زخم جگر — اوسکا ہاتہ نکا اوسکا پہا ہا اوسکا مرہم اور ہے

کبہو کبہو جو کرم کی نگاہ کرتے ہو — غرضکہ دلمین مرے جان راہ کرتی ہو

ادہر تو عاشق بسمل تمہارے تڑپتی ہین — اودہر کہڑی ہوے تم واہ واہ کرتی ہو

اگرچہ پہر یہ تخم الفت کا ہے شمر ہم ہاتہ کو — تو تہا یقینا کہ اوسکے سایہ کے نیچے الدم کبہی تو ہو

جو تیرے خاطر گلی گلی ہم کرین تماشا یہ پہر اردو — خراب خستہ ذلیل رسوا نہ تمسے ملتی نہ ایسے ہوتے

ہاتہ اوسکے تو کٹ جاوین کہین سے اگو ہر نایاب — موتی کے لئی جسنی تری کان کو چیرا

مقطعات

گل یا دل ایک کانٹہ سر پر جو آگیا — اک سردہ استخوان شکستہ سی چور تہا

کہنے لگا کہ دیکہہ کے چل راہ بیخبر — مین بہی کبہو کسو کا سر پر غرور تہا

تہا وہ تو رشک حور بہشتی ہمیں ہم ہی میر — سمجہے نہ ہم تو فہم کا اپنے قصور تہا

جب طیش کو نہ ملی کو سے تجہہ لب کی خبر — تب فقیر و نکی طرح شعر یہ پڑہتا وہ چلا

بینوا ہم ہین نہین زور کسی پر پیارے — دکہ اسکا ہی بہلا اور نہ اسکا بہی بہلا

بلبلین پالی ہین کہتی تہین کہ تو وہ سکے — اک مزہ رنگ فراز اس چمن کا آشنا

گر گل و لالہ کہان ہمسر سمن و نسرین
خاک سی یکسان ہوئین ہاے گیا گلبار منا
اشک تر قطرۂ خون لخت جگر پارۂ دل
ایک سی ایک عدد آنکہہ سے بہتر نکلا
کنج کاوی جو کی سینے کی غم ہجران نے
اس دفینے مین تو اقسام جواہر نکلا
ہم نے جانا تہا لکہیگا تو کوئی حرف اے میر
پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا

مخمس

شورش عشق ہوا اون کا ابتر ہے یہ دل [illegible]
فصل ہے اس نالہ الصبا وجاتی ہے بہار
اب خدا حافظ ہے سودا کا جیسے آتا ہے [illegible]
ایک تو تہا ہی دیوانہ تس پر آئی ہے بہار
مین بہی جیسے دن جوانی [illegible]
ہے برنا ہے اگر منظور اپنا [illegible]
جاے نظارہ ہی ہے گر ہے یہی [illegible]
اسیرے ابکہو نہین [illegible]

جب سے سرکار عشق مین عارف
ہم ملازم ہوئے یہ بندی ہے

کہ خوشی کا نہ لیجیو نام کبھو
غم سے ہے تجھکو بہرہ مندی ہے

کیونکہ شادی کو پہر پھٹکنے دون
نوکری ہے کہ بہائی بندی ہے

غیروں سے خوش رہے ہو تو رہو وہ سیم تن
عارف جری ہی آہ دل بیقرار کی

آہن دلی کا اوسکے دکھادیونگے مزا
سودن سنار کی ہے تو اکدن لہار کی

سب سے بیغرض رہو تم عارف
گوکہ دم دوستی کا بہرتے ہین

یہ وہ ہین لوگ کہلاتے ہین جسمین
اوسی ہانڈی مین چھید کرتے ہین

مشکل ہے عمر کاٹنے تلوار کے تلے
سر مین خیال گوکہ رہین یار عشق کا

ان ابروونکی دعویکو دیکھا ہے ہو نے قطع
پورا جہان لگا ہے کوئی وار عشق کا

کہکشان مانگ ہے ہلال بہوین
مہر طلعت ہے ماہ سیما ہے

لب مسیحا ہے لب پہ رنگ مسی
سایہ قامت مسیحا ہے

اس مہمان سرا مین عارف قیام کب تک
غفلت پہ آپ نے ہم دنگ بگئی ہین

پتھر وزن ہے اپنا میزان زندگی مین
ڈاڑہیان تو تل گئی ہین پاسنگ رہگئی ہین

واسوخت خواجہ حیدر علی آتش المتخلص بہ آتش

ای اک یار تھا یار تیری یار تھی ہم
ہمدم و ہمسخن و مونس و غمخوار تھے ہم

لطف و اشفاق و عنایت کی سزاوار تھے ہم
مدعی اب جو ہین مجبور تھے مختار تھے ہم

چین جبین پر نہ تھی تختر کی نکچہ باتین تھین
مہربانی تھے شب و روز ملاقاتین تھین

انس تھا ہمسے تمہین ہم تھے تمہارے مائل
عشق تھا حسن خداداد سی ہمکو کامل

غم و اندوہ جدائی سے نہ واقف تھا دل
باغ عالم مین ہما دین ہمین تھی حاصل

سرو قد قمری بے صبر و تحمل ہم تھے
گل تمہارا رخ گلرنگ تھا بلبل ہم تھے

گوش ردیار تیرے نام نہتا غیر ونکا
لانے پاتا کوئی پیغام نہتا غیر ونکا

گرد حلقہ سحر و شام نہتا غیر ونکا
خلوت و بزم مین کچہ کام نہتا غیر ونکا

دامن پاک سے گرد نجس آگاہ نہتی
کوچہ گرد ونکی طبیعت مین تیرے راہ نہتی

ہمسپہ قربان رہینگی ہے چاہینگی ہم — منہ سے نکلا ہے جو کچھ اوسکو نباہینگی ہم
کوئی آ سکتا نہتا اپنی کبھی صحبت مین — دوسرے کو نرسائی تھی تیری خدمت مین
مختصر قصہ یہین ہم تھی ہر اک حال مین — انجمن مین ہمین ہوتے تھی ہمین خلوت مین
مصحف رخ کو سمجھتا نہتا ایمان کوئی — حال ہند کا نہ عاشق تہا مسلمان کوئی
کیسی تدبیر تمہارے ہے یہ کیسی تجویز — نرہے آپکو ہرگز کسو نا کس کے تمیز
چیز اب اومکو سمجھنے لگی جو تھی ناچیز — ہمسے دیکھا نہین جاتا ہی ذلیلونکو عزیز
انسے نیکی کرو ممنون بدافعال نہون — لوٹین وہ دولت دیدار جو کچھ مال نہون
عیش باغ آپ کبھی سیر کو جو جاتے تھے — خار ہوتا تہا جو بندیکو نہ وان پاتی تھے
غنچہ سان ہم بیجا رہی سج تنگ آئی تھی — بھیجکر پیک صبا ڈھونڈھکی بلواتی تھے
ہر روش پر پیچھے تم ساتھہ لیے پہرتے تھے — ہاتھ مین ہاتھ انہی مرا تا نہ دئی پہرتے تھے
شاد تہا رنج مرے جان کدورت نادر — حال پر اپنے توجہ تھی تمہارے ظاہر
کبھی خدمت مین جو ہوتی نہتی چند حاضر — منتین مانتی پہرتے تھے ہمارے خاطر
روشنی مسجدونمین جا کی کیا کرتی تھی — جلے درگاہونمین جمعرات بندہا کرتی تھے
روز و شب وہ جو رہا کرتی تھی صحبت میرے — ہمنشینے کی جو خدمت تھی وہ خدمت تیری
قصہ کوتاہ جو رہ مہر محبت نرہے — منہ دکھانیکو ہمارے کوئی صحبت نرہے
التماس ایک تو رکھتی تھی تیری ذات سے ہم — پھر گیا تو مگر اپنے نہ پھری بات سے ہم
وہ تہہ گیا مہر و محبت کا زمانی سی علاج — بیٹھے بیٹھے اس اوچھے پڑینگا کیا کچھ علاج
یون تو معشوقونکا ہوتا ہی تلونکا مزاج — پر نہ اتنا بہی کہ کل تہی طبیعت ہمین آج
یا ہمین ساتھہ رہا کرتی تھے اندر باہر — یا ہمین ہین کہ ہمین حکم ہے باہر باہر
یہی طرزین ہین جو صاحب کی یہی ہین انداز — ہمنے یہی عہد کیا دلسے لب اے بندہ نواز
تکرین گھر کیطرف تیرے کبھی روئے نیاز — اوسطرف کعبہ بہی ہووے تو کردن ترک نماز
وان نکلجاوین جہان نکانہ پتا ملتا ہو — نہ ملین ملنے سے تیرے جو خدا ملتا ہو
جانجان دلکا جلانا نہ تمہین آتا تہا — بگڑی صورتکا بنانا نہ تمہین آتا تہا

خندہ زن ہوکے ہنسانا نہ تمہین آتا تہا
منہ کو دکھلا کے چھپانا نہ تمہین آتا تہا
گرد ابرو مین نئی کاجل بجان کیطرح
زلف و نکاح تہ ہر اپنا تہا مژگان کیطرح
خود فروشی کے مقید تھی نہ خودکامی سی
پختہ کامی کی چلن چلتی تہے خامی سی
ہو نہ شہر سلوائی پہ وہ مبارز و نکیہ بدنامی سی
ننگ آتا تہا تمہین نام سے بدنامی سی

شعر جانجان

پیاری و دوری کی بہی لاکہ سن مین ہم نہی
پہن تمکو کبہی کھلا نہتا بہت دو تہی ہم
سمرو ونی دانی تی تو ایکہو بیکو حرا نی تہی ہم
پیان کبہانی تو منہ سکو بہہ کہا ندا نی تہی ہم
بہتر تلتے تہے ذرا جو بیکو جیلے نہ تہے ہم
پیون خلخال پینکر نہ بلال نہی ہم
منہ سے عاشق صادق سے وفا نا تعی تہی
خون نا حق سے تمہین شرم و حیا نا تعی تہی

جو خوشی خاطر نازک کے نہیں اوسکا غم
رہ نہیں سکتے کبھی شغل یہی کہتے ہیں ہم
عشق بازی کیا نہ بھولینگے مزا یاد رہے
یہ غلط فہمی ہے سمجھا کوئی محبوب نہیں
راست بازو سے یہ ابرو کے کجی خوب نہیں
تمکو غیروں کی مدارات مبارک ہووے
ایسا شاہد ہے اب اللہ سے ہمکو مقصود
سامنے اپنی تجھے کچھ نہ وہ سمجھے موجود
نرگس چشم کا حیرت سے تماشائی ہو
خون کرے دلکو تمہارے رگ جانسے وہ کمر
ہاتھ ملتی پھر و پڑ جائے جو پاونپہ نظر
لعل لب دیکھ کے سر پیٹی بہت تنگ سے تو
خوبی گوش کری اپنا تمہیں حلقہ بگوش
دیکھکر آئینہ سان سینہ ہو حیرت سے خموش
نقش دلبر ترے نقشہ دردندان سے ہے
مقر اسکا وہ ہو لازم تجھے دیدار ہووے
خندہ زن ہو ہے حقیقت کو تیرے کہو دیوے
طعن و تشنیع یہی وہ مہر لقا تجھکو کرے
طنز آمیز کلامات سی مین آہ کرون
اوسکے زلفونکی طرح کان تک اوسکی پہونچے
دل جلاوے وہ تیرا تجھسے جگر جل نہ سکے
راہ پر لاؤن اوسی راہ بتادون تجھکو
سنگ آغوشمین لون اور دکھادون تجھکو

کھائی ترک محبت کی جو کھاتی ہو قسم
ڈھونڈ لینگے کوئی زیبا صنم عیسے دم
دل لگا لینگے فرنگی محل آباد رہے
کیا کوئی اور زمانہ میں خوش اسلوب نہیں
نہ سہی دوستی صاحب کو جو مطلوب نہیں
ہمکو جسسے ہے ملاقات مبارک ہووے
آشنائی جسسے مقبول ہو رخجر مردود
رخ گلرنگ سے دکھلاوے جو تو بھیجے درود
سنبلین زلف کی بوسونگ تماشائی ہو
حلقہ ناف کی تنگی سے رہو تنگ اکثر
چھلے ہاتھہ آئین تو گل کھایا کرو چھاتی پر
ہو نٹھ چبایا کری نام دہن تنگ سی تو
پھیر دن ہی رکھی وہ گردنکی صراحی ہوش
حسن میں اوسکے غرض ہو نسکی دوش بدوش
خار خار آنکھ پھر کاوش مژگان سے ہے
عرق شرم سے رخسار جبین ہو دیوے
لگا اوس گل کے تو شبنم کیطرح رو دیوے
صورت ماہ تو انگشت نما تجھکو کرے
چھیڑ کر باتین بنادون اوسی تجھسے تجھون
جو فرشتی نے نہ ہو نکی ہو وہ اوسکو بہکاون
تجھسے چل نکلی وہ تو اوس سے نکل ہی سکے
لب سے لب اوس سے رہون منہہ نہ لگاؤن تجھکو
جسطرح تونے جلایا ہے جلادون تجھکو

کہ دہان خاطر نازک ہوئے نہ ہمیں غم ہووے
پھر اسے کہو عید تری کا یہ من سے ہم ہووے
گفتگو ایسے لئے ہی یہ تکلیف اپنی
یاری ہے عیار یہ طالب بھی کار و ہم سے یار اپنی
لفظ پہلے لئے ہیں سب یکہو دوست اپنی
متوجہ ہو اور ہر کو بلکہ لطف اپنی
پھر ایسے ہو وہی ہم اور وہی دیوانی ہم

مخمس

پھر وہی شمع ہو وہم اور وہی پروانہ ہم
غیر معشوق کا نظارہ ہے زبان سے جو نام
پھیر مخمس کے لئے صاحب کے فقط تنہا یہ کلام
حرف حق لکھا ہے یہ سوختہ کو کرنا ہے تمام
بہت بڑا ہا ہے نواس تک آتش ہے غلام
دوستی غیر سے واللہ جو منظور ہی ہو
آنکھ اوٹھا کر نہ کبھی پھر دون اگر حور ہی ہو

تمام شد دیوان سوختہ آتش

رباعیات عیدین

عید رجب یاد میمون وخجستہ تر
از نباے مولدش صد معجزہ بشگفت او
عید رجب مین سرور کونین
ہے حدیث نبی عرب بے عین
لیلۃ القدر نے کیا ہے ظہور
بطفیل رسول اکرام کے
لیلۃ القدر کے ہر بار وجہانپر بت دیو
سورۂ القدر سے ہی شان جسکے مرقوم
دن عید ہے اور رات ہی شب برات
صوم وصلواۃ اور نوافل مین
شب برات آئی ہے مسلمانو
نیکیون مین رہو سدا شامل
آئی ہے شب برات جہانپر بہار ہے
چھٹنے لگی انار ومہتاب پھلجھڑے
عید رمضان آمدہ بشری لکم یا مومنین
مائدہ صوم وصلوۃ آمد بصایم از کرم
عید رمضان رسید خرم وشاد
اے پدر مہربان بدہ عیدے
جلوہ فرمایون ہلال عید ہے ابھی ہو
اف ری ماہ لو تری شوخی کہ بام چرخ ہے
عید قربان آمدہ قربان کنم
حاجیان اندر طواف کعبہ اند

آمد اندر بطن مادر مظہر نور خدا
گشت گلشن گلخن وپر نور شد ہر دو سرا
صلب سے آگئے بشکم مین چنین
ہے نیہ مولود سید الثقلین
ہے برستا سبھونپہ حق کا نور
ای خدا دی سبھونکو جنت وحور
آسمانونسے زمین پر ہے فرشتونکا ہجوم
جسکے ہر حرف کی آیت ہی یہ لازم ملزوم
نیکیون مین گذارو تم اوقات
رہو مشغول تاکہ ہووے نجات
بدعتون سے بچو مری مانو
اور نہین تو تمہاری تم جانو
بازار اور کوچہ گویا گلعذار ہے
دیکھون مین سرطرف تو پٹاخونکی مار ہے
گفت درجنات رضوان فادخلوا خالدین
افطر داپا صائمین واللہ خیر الرازقین
ہر ہمہ مومنان مبارک باد
تا بیابم زعلم گنج مراد
عشوۂ ابرو دکھادے جون کوئی خورشید رو
خاک سی آتو ساتھ اشارے کی کرے ہے گفتگو
جان فداے حضرت رحمان کنم
ما باستادان خود احسان کنم

عید قربان در رسید اندر جہان باعز وشان
جان ودل قربان کنیند اندر رہ حق دوستان
خوش خمار اللہ عاشقان از شراب شوق خوش
ذبح نفس امارہ کردہ شو بزمرۂ عارفان

رباعیات و دعوت
محفل مجانہ و دوستانہ
تقریب خانہ

محفل ح شادی بیاہ کی سعادت ستائیں حصول
جس بزم کو گرمین جمعیت حق ہوگی نزول
بعد از عنایت کیجیے لانے تشریف دوستو
لطف وکرم سے بیجیے دعوت مری قبول
محبو دوستو از راہ شفقت
قبولو دل سے اس مخلص کی دعوت
مرمز فرماو بندہ کے مکان پر
جمعہ کی شب کو بعد از نشست ساعت

دوستونکی انجمن کے نونہال
لطف سی محفل منور کیجیے
گلستان خوبی کے ثمر دان
شب جمعہ کی ہشت ساعت کو یار
محبت چا چمن چے نخل پر بار
شب آدینہ چا آتے جی صاحب
رفیقان کی سر کردن شفقت در آیا
جمعہ راتی چے تک تکلیف کہیو

گلبن اخلاص کے ثمر کمال
مخلصونکو اپنا دکہلا کر جمال
نہال چمن دوستی کی نشان
رہو شامل عیش و بزم جوان
سخن چا شاخ چے بلبل گہر بار
قدم رنجہ کر آئے رشک گلزار
عبث بیٹہو نکوا اپنا گہر بار
منور فدوے چے مجلس کر آیا

ابیات مفردات

حمد ہے اوسکو جسنے کہا المعانی قدر نکا
حوصلہ اسکی تحلے مین کسی تقریر کا
چمن مین کج نسا وہ نوق گلزار آیا ہے
ماتہے پہ قشقہ قشقہ پہ ٹیکا ٹیکے پہ موتی ہے جم کا
جو ٹیکا صندل لگا جبین تو پایا ہے دخان ہو کے
لام نستعلیق کا ہی اوس بت خوشخطی کی زلف
لگا ہے تیر دلبر آہ کس کافر کی مژگان کا
عنایت سبز رنگ اس نے کشتی بنور اکتنا
سرو نے دعوے تیری قدسی کیا کیا پہل ملا
اللہ رے شوخ اپنی جبین کو خبر نہین
مین کس کس شعلہ رو کو سینہ چلا کے کہلا دل
غفلت مین غرق نے تجہ بن کبہو آیا
ہم کوئی مغان مین تہی ماہ رمضان آیا
اپنا بلند آہ کا اپنی دہوان ہوا

عرش پے لا چمکایا قدم لمحہ مین ہماری خضر نکا
جو زبان شمع نکلے کہلا گلگیر کا
کر پابوسی کو ہر اک شاخ گل نے سر جہکایا ہے
نخل پہ شاخ اور شاخ پہ گل ہے گل پہ قطرہ شبنم کا
سپہر کیجیے پہ بدر بہی ہے سہیل بہی ہے ہلال بہی ہے
ہمتو کافر ہون اگر تابع نہون اس لام کے
نشان سوفار کا معلوم ہوتا ہے نہ پیکان کا
کہ بعد از دفن مدفن پہ کوئی بہی سبز ہے گنبد
گلشن ہستی میں کچہ خربی ثمر پیدا ہوا
اوس بت کی پیشانی کا پتہر رگڑا گیا
رکہا تہا اک دن سو جلگیا گیا خاک دل تہلا
ہم آپ ہین آئی جب تک کہ تو آیا
صد شکر کہ مستی میں جا وانہ کہان آیا
چرخ کہن کے نیچے نیلا آسمان ہوا

[illegible] آہ کا کیا دیوان ہے
[illegible] آسمان کے آسمان ہے
[illegible] مجھکو حضرت [illegible]
[illegible] ہونے [illegible] زبان [illegible]
[illegible] گلچون بلبل [illegible]
اپنی تو وہ صورت [illegible]
[illegible] طاقت نہین اور [illegible]
[illegible] ظلمت کر اس [illegible]
[illegible] حسن [illegible] حیوان ہے

نغز نکتہ

ما بلک اس کا فر کی سیدی راہ [illegible]
خضر کو بہی [illegible] مسافت ایک دن [illegible]
روز رخ [illegible]
پہر اس [illegible] جام [illegible]
[illegible] دل [illegible]
رنگ [illegible]
رات دن [illegible] عالم مین [illegible]
[illegible]

چرخ سے کہدو کہ کشتی تم سکے تو پتام سے
آج ہے طوفان سرشک چشم دریا بار کا
بچ کیونکر کہے سب کار اولٹا
ہم اوسے لڑتے بات اولٹی یار اولٹا
چشم پوشی تری مذہب میں ہے کیا عین صواب
ہم سے یون پرہیز تجکو اور ہم بیمار ہین
پہلا سے کیا کوئی مرے پر درد گار ہاتھ
بندہ کا ایک ہاتھ ہے تیرے ہزار ہاتھ

مستزاد

اے نہی یاد کہ اگر نہیں یہی یاد اوسہی یہی کہ [illegible]
میں بلکہ [illegible] محفل میں [illegible]
سخن [illegible] شب وصل
[illegible] ہی [illegible] کان [illegible]
بجا [illegible] غمزہ [illegible]
چہرہ [illegible]
بکاسہ [illegible]
مست [illegible]
جو [illegible]

ترک کر اے رقیب فرعونی
وہی سے جگ میں ہیگی روشنائی
وہ منہ زلفوں سے ڈہانپے ہیں تو ہم انسے ہوئی ہیں
مصحفے رخ سی جو وہ زلف اوٹہادیتا ہے
یہ کس شک مسیحا کا مکان ہے
جستجو کرنی ہر اک امر میں نادانی ہے
یہ دنیا شیشہ ساعت کی ہے ریت
دریا ہنگ کی موج سی ہاتہا ہٹ گیا
دیکہہ دریا کی طرف دلکو یہ لہراتی ہے
نہ تو دریا نہ سمندر نہ ترا باٹ گئی
صنم کیواسطے بے آبرو ہو تو ہوے
ہے زلف حلقہ زن رخ دلبر کے آس پاس
خدا کیواسطے اسکو نہ ٹوکو
شجر سوختہ شمع سے گر گل نکلے
عارض یار پہ کیا زلف دراز آئی ہے
اوتہہ کی والا سے پڑ ریشمی جو وہ چوٹی جہی
چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت
حیرت افزائی ہے یہ صورت مری کی ستو دو
ہر صبح وہ ڈہونڈہی ہے کوئی تازہ خریدار
دیکھون تو لیے ہے جان ملک الموت کسطرح
جب تک مری بالین پہ وہ دلدار نہ آوے
ہے خراش ناخن غم میں ہے کیا بالیدگی
مر کے بہی ہمارا دل بیتاب نہ ٹہرا

آہ میری عصاے موسی ہے
اگر خوبے طلب ہے تو دیا کر
وہ نکورات کہتے ہیں تیغ ہم تار دکہاتے ہین
کہول واللیل کو وا لشمس دکہا دیتا ہے
زمین جسکی چہارم آسمان ہے
جو کہ پیشانی پہ لکہا ہے وہ پیش آنی ہے
کہئے جاتی ہے ہر دم چیت رہی جیت
موتی لگا تہا ہاتہ نصیبا اولٹ گیا
کشتی عمر کی افسوس بہے جاتی ہے
کشتی عمر کی اب دیکہئے کس گہاٹ لگے
طلا تو ہاتہ لگا زرد ہوئی تو ہوے
یا اژدہا ہے فوج سکندر کی آس پاس
یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے
کیا عجب بیضہ فانوس سے بلبل نکلے
شام ہاں صبح کی پڑہنے کو نماز آئی ہے
میری آغوش میں چہپتا تہا بہت دور ہے
اسلئے لوگ تمہین آفت جان کہتے ہین
بزم میں تصویر گویا میرے تہی اور مین ہنتا تہا
صورت مری ہر روز بدل جاے تو اچہا
تم وقت مرگ پاس سے اوٹہنا نہیں ذرا
کہدو ملک الموت خبردار نہ آوے
جو ہلال غرہ تہا سو ماہ کامل ہوگیا
کشتہ بہی ہوا تو بہی سیماب نہ ٹہرا

مر گر سو حق ہوئے اور جیسی مارین حقکا کام — حق تعالی آپ ہی حق ہوئے کا کیا ہی غم
ایسے جوہر ہے دیڑی ہر اک ستارا جم گیا — کاسۂ چرخ برین سیارا کا سارا جم گیا
آبخوری نجر کی ذات کو بھیجے آپ نے — اسکا یہ مطلب ہے کہ لو نقشہ تمہارا جم گیا

غزل علی

جب نور نبی عرش کے ایوان پہ چمکا — کرسی نے لیا چوم غبار اوسکے قدم کا
جب نام محمد کا لکھا عرش بریں پر — پر نور ہوا تارک اقبال قلم کا
سایہ نہ تری جسم کا دیکھا ہی کسی نے — تا حشر میں ہو جائے پہ چھتر فرق امم کا
پر نور ہوئی ایسے عجب دیدۂ افلاک — کیا کحل جواہر ہے غبار اوسکے قدم کا
معمور ہے تیری ذات سی ہے کشور ہستی — جاری ہے تا عجب فیض تیرے خوان نعم کا
پائی ہے تیری ذات سی ہیے ہو نی کرامت — کیا طور تجلی ہے ترے نور کے چمکا
آدر پہ ترے جسنے رکھا فرق ارادت — ہووے نہ طلبگار کبھو افسر جم کا
رکھا ہے حق نے تری سر پہ عجب افسر لولاک — سالار کیا تجکو عرب اور عجم کا
یہ عرض علی کی ہے تری خاک قدم سے — محتاج مگر مجھکو کسی اور کے دم کا

غزل علمی

گرچہ ہے قند و شہد نبات و شکر لذیذ — ہر چیز سے حدیث پیمبر ہے پر لذیذ
وہ پیارے پیارے باتیں خدا کو اودھر لذیذ — ارشاد ایک ایک جہانکو ادھر لذیذ
دلکو ہے تا ہے ذکر نعت نبی سی منی الحصول — جانکو ہے فکر مدحت خیر البشر لذیذ
احمد کہے سے ہوتا ہے شیرین دہان خلق — نام نبی ہے نام خدا اسقدر لذیذ
ہیر ذائقہ ہی تینوں سے سارے جہانکے — شہر مدینہ کا ہے جو طب ہے ثمر لذیذ
عین مریض کو ہے شفا اس قدم کی خاک — ہو مردمان چشم کو کحل البصر لذیذ
ہر مجرم و اثیم کو بخشائینگے وہی — ہے گوش عاصیونکو بہت یہ خبر لذیذ
شیرین ہے اسم حق نمکین نام مصطفے — یہ ایک پر لذیذ تو وہ ایک پر لذیذ
کوثر سے وہ پلائینگے امت کو آب سرد — جنت کو نخل سے وہ کہلادین ثمر لذیذ

صلوا علی النبی و علی آل [illegible] لذیذ
ورد و ثنا [illegible] عجیب ہے [illegible] لذیذ
مطلع [illegible] اور [illegible] مصطفی لذیذ
جو خوب [illegible] دلکو [illegible] پر لذیذ
مدح خدا و نعت نبی [illegible] لذیذ
اصحاب و آل [illegible] سر لذیذ
جنکو [illegible] صحبت علمی [illegible] لذیذ
جنت [illegible] ایک [illegible] لذیذ

غزل [illegible]

غزل ترقی

دنیا کے جو مزے ہیں ہرگز وہ کم نہونگے
چرچے یہی رہینگے افسوس ہم نہونگے
آغاز عشق ہے میں رنج و غم [illegible] نہونگے
ٹک صبر کر [illegible] بھی تو کیا کیا ستم نہونگے
جلدی سے یار و مجھکو پہونچادو [illegible]
سنتا ہوں مرقد [illegible] رنج و الم نہونگے

احوال پر ہمارے رو وہ نہ مل کے باہم
دشوار ہی پلک سے لگنا پلک عزیزو

مضمون شوق اوسکا ہرگز نہ ختم ہوگا
دم دیکی تم تو سبکو محفل سے اوٹھ چلی ہو

بلبل کے درد دلکا ممکن نہیں مداوا
سنتے ہین بعد اپنے ہو دخل غیر کا بھی

سنبل کو کچھ نہیں ہے زلفوں سے اسکی نسبت
یاران رفتگان پر کیا روے ترقی

اب کیا کرین ہم اور وہ یار و بہم نہونگی
لکھیہ یہ میر جب تک اوسکے قدم نہونگی

دس بیس بند کاغذ جبتک رقم نہونگی
کوئی دم کو عاشقو نکی سینے مین دم نہونگے

گلچین کے ہاتھ دونون جب تک قلم نہونگے
تم سے علیحدہ ہم اب ایکدم نہونگے

جب چاہو دیکھ لو تم یہ پیچ و خم نہونگے
کیا ہم روانہ سوے ملک عدم نہونگے

غزل احمد

نام خدا وہ شوخ ہی مانند حور کے
اللہ رے ناز کی وہ پرورش کو دیکھیے

گر اک کلام وہ لب اعجاز سے کرے
گر لمحہ ایک اوس سے بغلگیر ہو کوئی

جرات ہی کسکی تا کری اوس شوخ کا خیال
کیجے ہمارے حال پہ ٹک مہر کی نظر

احمد تو اوسکی عشق مین ہو محو سر بسر
ٹپکے ہین اوسکے چہرے سے اب قطرہ نور کے

آتی ہین شاہدان ادا دور دور کے
دیکو جلا وہ آن مین مردے قبور کے

کھلجادین اوسپہ باب ہی عیش و سرور کے
اوڑجائین ہوش اوسکے ہی فخر و غرور کے

واللہ دلسے عاشق ہین ہم حضور کے
تا تجھپہ کھل ہی جاوینگی عالم ظہور کے

غزل شیدا

دیکھ دل زلفونکو مت جائیو گردن پیچھے
زلیخانے کیا عشق مین یوسف سے سلوک

فرقت رشک چمن سے جو مین مرجاؤن تو پھر
فصل گل مین کہا صیاد نے در قید قفس

پہلے مجنونکی طرح عشق مین شیدا تو بھٹک
چھوٹی پیچھے ہی بڑی جیسے وہ ناگن پیچھے

بھیجا زندان اوسے بیہار ملکے دامن پیچھے
مجھکو دفنائیو دفنائیو گلشن پیچھے

پھر نکالا تو نکالا مجھے بھاگن پیچھے
پھر ترا کوئی بتان ہوئیگا مسکن پیچھے

غزل دلکش

جنون

یار کے ہاتھ سے مت ظرف نے پایا ہم نے
طاقت و ہوش کو رخصت کا یہ آیا ہم نے
دل سے گئے رنگین گردش نہیں آج
کہ عوض بوسے کے دشنام ہی پایا ہم نے
زلف و رخسار تو ہین آفت جان پر ہمسر
خون نکا اس لب خندان نے اوٹھایا ہم نے
جان پیارے نکرین کیونکہ اب اس ذوق سے ہم
بسکہ حیرانی سے کافر نے بنایا ہم نے

[illegible]

[illegible]

غزل [illegible]

لامکان پر جو نبا احمد جو نبا ٹہلایا
تب ملائک نے دہین صلوا علیکم گایا

حور و غلمان نے ترانی سنے دم نغمہ لیلی
قاب قوسین کا نوشہ تو ہی سبکو بہایا

تہے براقی وہان آدم سے لگا تا احمد
اور جبریل امین گوند کی سہرا لایا

حق نے لولاک لما حق مین محمد کی کہا
ان سوا کو سے مرسل نے یہہ رتبہ پایا

مغفرت تیری و سہل ہلا رہے ہیں گو
نام احمد کا جو لب پر ہر دم آیا

غزل ثابت

مین اپنے مطلب سید ابرار کو سونپا
متاع دین و دنیا احمد مختار کو سونپا

فدا عالم ہے اسپر شک جو رکہتا ہو کافر ہو
حشر کا معاملہ مین حیدر کرار کو سونپا

حوالے کر دیا ناموس مین خاتون جنت کے
مین اپنا خانمان ہے فاطمہ اطہار کو سونپا

مرا اسکام کی مالک ہین جو چاہین سو کر دیوین
علی مشکل کشا کی دونون سرخورداروں کو سونپا

مرا یہ ناتوانی بیکسی اور بے بسی جو ہے
شہید کربلا کے عابد بیمار کو سونپا

مری جو ہے ثنا ثابت ہین مولا انکا ضامن ہے
سر دشمن کو اسد اللہ کے تلوار کو سونپا

غزل عالم

وہ اکدن دیکہیے بیشک جہان روز جزا ہوگا
گنہگاروں کی بخشش کو وہان فضل خدا ہوگا

صراط المستقیم اور وسیلہ ہے پیمبر کا
شفاعت کو قیامت مین محمد مصطفے ہوگا

یہی ہی جام کوثر کا مجہے دینگے بلطف سی
کہ جسدن ساقی کوثر علی مشکل کشا ہوگا

کرینگے خون کا دعوے وہ جب خیر النسا آکر
حسن بخشش کو امت کی شہید کربلا ہوگا

نقی ہے اور تقی ہے اور محمد عسکری ہادی
قتل کرنیکو کفاروں کے مہدی بدا ہوگا

ہین باقر جعفر و کاظم ہمیشہ رہنما سبکے
سبہوں کی پیشوائی کو علی موسی رضا ہوگا

تنزل اس حشر کے دن بطرح ہوویگا ڈر کر
گرو سامان آخر کا محمد سب کا خدا ہوگا

عرض یہ اب جناب کبریا مین ہے عالم کے
کہ جائے درد عالم کا غزل کا یہ صلا ہوگا

غزل

آج پہر اس کوچہ جانا نمین جانا چاہئے
اکدفعہ قسمت کی تئین پہر آزمانا چاہئے

غزل

ایک دلبر پر پہ پیارا میں کہا
زززز لگاتا الہرے کی کار عزم جن کہا
ففف فارسی غزلین ججج بجا تاتا
ددد کلا رجو تار سسس جن کہا
ششش نجی جاججج جیت فغفو
ببب برمین کہتا تہا ببب ممم نگین کہا

جوجو جو ہر یکدم تہہ تہہ تہہ تہا جب عجب گھے
کہہ کہہ کہنچی تہی جمد ہر شر وہ وہ دمیں سست جو کے

وہ وہ وہ د صف کہوں کیا غنہ غنہ غنچہ دہن کا
ہا ہہ ہہ ہا ر وحشت ضنہ ضنہ ضغر ہا نی کٹھن کا

ریختی جانصاحب لکھنوی

چھوٹی خانم کا مجھے دے گیا بہائے انگیا
منچیتے کیا پہنون بڑی وہ تو نہ بہائے انگیا

چھوٹا کپڑا ابھی بڑے لطف کی پر چیز ہے
سارے جوڑے مین تو بندیکو خوش آئی انگیا

حسن جاتا رہی بر سینو نکا یہ روپ رہے
صدقے اس عقل کے جسنے یہ بنائی انگیا

تیری سینہ نے مری سوت کا کپڑا پہنا
سارے کنبہ کی کری گئے یہ صفائی انگیا

کس سے ملوانے گئی تہی آرمل کے بہٹی
باندی بیہوش کہاں کہو کی تو ٹوئی انگیا

کیوں نہ جامی سے میں باہر ہوں بہلا اعلانے
اودہ بڑی دو بار مگر ٹہیک آئی انگیا

دم بدم ٹوٹکی ہین اسے ستارے جڑتی
ای بی مہتاب نبی گویا ہوائے انگیا

کوڑہ ادن چہاتیوں سے ٹکی ہی جی پہنے
مین تو کو سونگی مر جسنے چرائی انگیا

اب بہلی ما نسین کیا پہنیں جو بہائیں وہ نہیں
اپنی جوروں نکو موی کنجڑی قصائی انگیا

جانصاحب کوئی کیا آج بلایا محرم
عطر فتنے کا ملا خوب بسائی انگیا

ریختی انشا

جہبتی ہے نگوڑی مجھے بہار انگیا
کوئی ساد سی مرے واسطے لا رے انگیا

گو کہر ولہر بنت ڈانک ستارے کیا چیز
اس سے ہو جاتی ہے کمبخت گنوارے انگیا

بی بی مغلانی جو سی لائی تہی آئی نہ پسند
بیگما جی نے وہ سر ان کے سے سارا انگیا

دنگا مشٹی اجی اک بسے ہوئی تہی کہو
پہٹ گئی آپکی جو سارے کی سارا انگیا

تہی عجب کوئی سگھڑ جسنے یہ کاڑہی بوٹی
واچہیر بن گئی اک پہولو نکی کیارا انگیا

نانہ انشا کا کہین چہو جو گیا تو بولین
تیرا مقدور کہ تو چہیڑی ہمارے انگیا

ریختی رنگین

وہ بہی اوڑہنی کی نہین کل اوڑہا کے
باجی مجہے منگا د جہلا جہل کے اوڑہنی

برسات جسکو کہتی ہین جس بہار مین
سر پر ہوا کے ہوتے ہے بادل کی اوڑہنی

گرمی سے مجھکو [illegible] ناک مین ہے [illegible] جان [illegible] اور ہنی
اترے کے [illegible] بیمار ہین انچل کے [illegible] دو پڑ لو [illegible]
آئی [illegible] گھر مین [illegible] تو مر گئے [illegible] اور ہنی
[illegible] تنگ [illegible] [illegible]
بہار [illegible] بنت [illegible] تو نین لگا [illegible]
[illegible] سر ہر [illegible] کی اوڑہنی

غزل ماہ لقا

مخمس جان

[illegible]

او داس ہو کے صنم صبح کو گیا افسوس
اوسے نہ شیخ سے مطلب نہ برہمن سے کام
غرور مست کری تو حسن پر اے ماہ لقا

بہار رونق شبنم گیا سو پہر نہ پہرا
جو راہ عشق مین آدم گیا سو پہر نہ پہرا
عدم کی سیر کو آدم گیا سو پہر نہ پہرا

نواب آصف الدولہ بہادر

ساقیا مے سی چہکا دے کہ بہکتے جاوین
جہان مین جہانتک جگہہ پائی

برق کیطرح جدہر جائین چمکتی جاوے
عمارت بناتے چلے جائے

دولہن بیگم صاحبہ

ایسے کمظرف نہین ہم جو بہکتے جاوین
مت کر و فلک عمارت کی کوی زیر فلک

مثل گل جاوین جدہر کو تو مہکتے جاوین
خانۂ دل جو گرا ہو اوسی تعمیر کرو

جینا بیگم

رو رہنے کا عبث بہانا تہا
ڈبڈبائے آنکہہ آنسو تہم رہے
دل جس سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی
یا الہی یہہ کس سے کام پڑا
آیا نہ کبہی خواب مین بہی وہ دل لے کر
جسطرح لگی دل کو مرے چاہ کسو کی
جی ہے کہ بہی اگر چاہو تو سو ہی نہین ہے
یار پردے مین ہے اور عرش ہی لوٹی ہے
شمع کیطرح کون رو جانے

مدعا تمکو یان تک آنا تہا
کاسۂ نرگس مین جون شبنم رہے
کچہہ دل لگا لگانا ہی نہین راس نہین ہے
دل تمکو ستاتا ہے صبح و شام پڑا
کیا جانئے کس ساعت بد آنکہہ لگی تہی
اوسطرح نہ لگیو مرے اللہ کسو کی
کچہہ اور جو ڈہونڈہو تو مرا پاس نہین ہے
نقش پا تک بہی مرد بے جا سو ہے
جسکے جی کو لگی ہو سو جانے

شب مہتاب مین تا صبح زینت
نے یوسف میرے کہولے ہین جا کے اپنی بند

خیال ماہ رو ہے اور ہم ہین
نہ کر ذکر کہو نسیم سے کہدو قبائے گل

میں ہی جاؤن دل کی طپش تو بتا جانے
جان مین ہی جاؤن و یا خدا جانے

پہونچ مین ن جان و پان جب وہ لیجے ناز
جیکو جفا کا ہے شوق اہل وفا کو

بہ منصفی اور ہے بیداد گر ایسی
چاہت تری ... ہو کے بہی گاہ گاہ ایسی

زینت بیگم

ہم بزم کی دشمن کو چہپانا ہی تہا قاصد
کہتا ہی کسی سے کوئی نادان خبر ایسی
دل ہم مین دو چار دن گر اپنا تم ہو مختار
اوسکو سنبہالو وین وفا ایسی کر ہو دو سے بیقرار
دلبر مجہے سو اسطے لگتی ہے یہہ سب خلق
تا مجہکو تو دلبر ہے مجہکو کہے اوسے

ہے جو کہٹ آپ کی اور سر ہمارا
قسمت میں ہمارے نہوا آہ صد افسوس
اپنے آنے کی جو سناتی ہو
اور یہ قسمیں جو تم کہلاتی ہو
حال جان بازیکا میں کسسے کہوں
ماہ کا ہیدہ ہوا جاتا ہے ابرو دیکہکر
جان و دل بیچتے ہیں ہم اپنا

قیامت تک نہیں ٹلکر انگے ہم
اک روز آپ کر شب مہتاب میں سیر
شیخی ناحق یہ تم جتاتی ہو
مدعا یہ کہ دل بڑہاتے ہو
جس سے کہتا ہوں وہ ہی سنتا نہیں
دیکہلو بن کرکے نکلا آج اور شکل ہلال
ایک بوسے کو لے سستا ہے

غزل کمترین عبدالقادر المتخلص بہ وفا

نہ ملے کوئی تری یار نشانی مجہکو
ہجر میں اوس خط تو خبر کی آنیکی فقط
دیکہکر بچہ یہ مژگان کو قرا ایقا تل
کیا کہوں تجہسے صنم دل نے سہے صدمے ہزار
دیکہہ کے ناز و ادا دلبر جانی تیرا
قتم تے بہی وفا اس تیرہ نے ذرا

دلکی دل میں ہی حسرت مری جانی مجہکو
چشم گریان سے رہی اشک نشانی مجہکو
یاد آتی ہے وہ خنجر کی روانی مجہکو
پوچہہ مت ہجر کے ای یار کہانی مجہکو
یاد آتی ہیں وہ ایام جوانی مجہکو
کبہی بہیجا بہی نہیں حال زبانی مجہکو

غزل عزیزالدین

جو سر کیوں نہیں کہیلوں پیا کی سنگ ہے نار
سات بانجری کی بچے تا دن ہے ہو دہی
داو کہی سو رنگ ہی داو کو دی جیتی سو ہار

اس وسر کی نیٹ پیار جانو دین میں ترے چار
جو جیتے سو پیار جیتے جو ہارے سو ہے پیار
تیری تو سبطرح جیت ہے مت کر سوچ بچار

دیگر

اتوارے کہا بند چلے ہے کرے بے ہاندل راڑ
جب چہہ کے چہٹ جاوینگے تب کیا کر لی کہلاڑ

ایکہ جام انکے سدہ بدہ راکہو یہ
جو کیجئے دس دوار
نو سنے بلا سدہ ہوں تب یہ
اون کو شمار
کرے کہمرت ہیں جو نہوں
دس پر بیاس۔ بجہاؤں
تیرا پیلا ہیں پڑاؤں بار
کہیلے نرد مار پیارے کام

شعر چوسر

دس ہیں دو وار اور پانچ تت ہیں
ان بیرہ کو بہار کہیں ہیں نو
چودہ ہوں تب جو سنگار
جو پچیس کی بیل نیک ہوجا
اب تو دو رنگ ہراس جو سے پیار
اور بکوست ہے پیار پیارا
کرے پیا پیار

بارہ ہین ہاٹ ہٹھارہ ہین بلندی ادرالین ہین ہزار
تو چل گرد کی تنامین چالین باتہ اوتر نیگی پار

گہڑی گہڑی بل پل چھن چھن ہے یہ پھیرے پکار
لال ہرے سے ملا تو جو چاہے شام ہورت جت دہار

سب کچھ پانسو نین پانسے ہاتہ مین بہکین کے مختار
چاہے کچھا دراوین کچھو اور ہاتہ ہین لاچار

ادبردالے کو خوب سوجہی ہے اسکا کہا مت ٹال
جگ جگ جیو عزیز الدین پیرا دہمنا ہی کبار

غزل شہیدی

تری ہیر سے جہڑنے لگی شمر نہ تڑپ تو بلبل زار بس
جلیگا قفس جلیگا قفس جلیگا قفس جلیگا قفس

او نہین گو کہ بار ہوان سال ہے وہ لے مجہسے یہ ہی مقال ہے
ابہی تو ترس ابہی تو ترس ابہی تو ترس ابہی تو ترس

کوئی کاروان جو نکل گیا ہے تو نجد قیس نے لول اوٹہا
وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس

ترے غمزے کا ہون بریدہ سر ارے جنگجو مرے قتل پر
نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس

تجلے کیکی فسونگری کہ وہ زلف سانپ سے جسکہ ڈسی
گئی دلکو ڈس گئی دلکو ڈس گئی دلکو ڈس گئی دلکو ڈس

تجہے دیکہا جب سے ہی اے پری بخدا کسو کی نظارے کی
نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس

تو شہید ابر سیہ سے کہہ وہ شراب پیتی ہون جسجگہہ
وہین جا برس وہین جا برس وہین جا برس وہین جا برس

غزل محکم

مجہے حیف ہی ترا اے صنم کہون آہ جا کی کس سے بس
نہ ملا درس نہ ملا درس نہ ملا درس نہ ملا درس

یون پکار اوٹہا تری رہ پہ شب مجہے چور کہکے وہ بدلقب
ترا آج عسس ترا آج عسس ترا آج عسس ترا آج عسس

نہ ہی ہجر مین مجہے ای صنم یہان پہر روتی ددماہ کم
ہوئے دو برس ہوئے دو برس ہوئے دو برس ہوئے دو برس

تب غم کے آ تے اوٹہا بہڑک بخدا صنم یہ جگر مرا
نہ بیا جرس نہ بیا جرس نہ بیا جرس نہ بیا جرس

مجہے برمن محکم کہہ باٹین جانکر جو لپٹ گیا
ہے خار و خس ہے خار و خس ہے خار و خس ہے خار و خس

غزل مولوی عبدالصمد صاحب سلمہ اللہ تعالے

جو گری ہے تیر زلف سیہ پہ نظر ہوے ابکہی ہم مین وہ دم بغلط
جیسے ادہر کہ نہ اثر کری کیون وہ ہوش قدم بغلط

نہین تجکو غرض کبہو تیر و کمان لو نہین لے ہی تو لے ہزارو نکی جان
ترا تیر نگہ ہے اور ابرو کمان جو کری صفت ترک و عجم بغلط

نہین اسمین ہے تیرا گناہ ذرا مار کوئی دم چون و چرا
کہان اسکا قصاص و دیت ہے بہا جو ہوا ہے لب علم بغلط

دیکہو بلبل و گل کا نباہ صنم کیسے کرتی ہین ملکی یہ جلوہ بہم
نہین کوئی ہے نہین ہے چشم نیم جو ہو قول و قرار قسم بغلط

ذرا چشم کرم سی تو دیکہہ ادہر ترے ہجر مین تڑپون ہون آٹہ پہر
جیسے بسمل مرغ ادہر سی ادہر نکرا سپہ تو اتنا ستم بغلط

غزل مومن خان

وہ جو زندگی مین نصیب تہا وہی بعد مرگ رہا قلق
یہ قلق ہے ہای کیا ستم گئے جان پر نہ گیا قلق

کسی کی خرام کی یاد مین تہ خاک بہی یہ رہا قلق
کہ زمین کو زلزلہ آئے ہے جو لٹا دی مجکو ذرا قلق

پی ہم ہے حالت جانکنی غرض اب تو جان پر آ بنے
یہ عذاب مرگ ہے یا طپش یہ خدا کا قہر ہے یا قلق

یہ کہا نکی جی کو بلا لگی ہے مر رہا ہی کیونکہ ہو زندگی
کوئی کیا جئے جو ہو ایک سا شب و روز صبح و مسا قلق

شب ہجر ترے وصالکی ترے شوخیان جو نظر مین تہین
کہون کیا تغیر حال دل کبہی تہا سکون کبہی تہا قلق

نہین چاہ ہیر اگر او نہین نہین راہ دیتی تو کس لئے
مجہے روتے دیکہکے رو دیا مرا حال سنکے ہوا قلق

غم ہجر یار کی ہاتہ سے شب و روز ہون مین عذاب مین
یہ ہمیشہ ایک نئی طپش ہے مدام ایک نیا قلق

شب وعدہ جذبہ شوق سی ہوئی کشمکش یہ ستم ہوا
کہ وہ آتی آتی جو تہم گئے تو کسی طرح کا نہ تہا قلق

کہا جان بلب ہون جو آئی تو سرے زندگی ہو تو یہ کہا
تری جینے کی مجہے کیا خوشی ترے مرنیکا مجہے کیا قلق

یہ شرارتون کی شکائتین یہ چلانا غیر کا دیکہیو
کبہی مجہے وہ تری ہاتہ سے نہین چین مجکو سوا قلق

نظر ابر پر جو کبہی پڑے تو خیال رونی کا آبند ہی
جو طپش کو برق کی دیکہون تو مجہے یاد آئی ترا قلق

غزل انشا

فروغ مے سے نہ ہو کیونکر ایاغ روشن مراد حاصل
مثل یہ مشہور ہے جہانمین چراغ روشن مراد حاصل

ہمارے یاد نہین آبلہ ہین یہان گوہر کچہ ایسی رخشان
کہ جسکے پرتو سے عکس کے ہے ہر ایک روشن مراد حاصل

چراغ روشن مراد حاصل مزار پر دل جلونکی مت رکہہ
یہان پہ لازم ہے تجکو کہنا کہ داغ روشن مراد حاصل

خوشی سے گت کیون بہرے نہ صوفی کہ دیکہا الکہہ ہو اللہ
ہے ہمہ دہو لگا ادہر ادہر سے او جا غ روشن مراد حاصل

نشہ ہے انشا کو آج ایسا طلوع سے جسکے کہ ساقیا ہے
ہر در بچہ مزاج خاطر دماغ روشن مراد حاصل

غزل میر تقی

دل لوگ کہا کرتے ہین تمنے جو تا کیا ہے دل / چشم بصیرت وا ہووے تو عجب دید کی جا ہے دل

اوج و موج کا آشوب اسکی گئے زمین سے تا بفلک / صورت مین تو قطرۂ خون ہے معنے مین دریا ہے دل

جیسے صحرا کو کشادہ دامن ہم تم سنتے آئے / بند کر آنکھین ٹک دیکھو تو ویسا ہی صحرا ہے دل

کوہ کن و مجنون و امق تم جس سے پوچھو بتادیوے / عشق جنون کے شہرون مین ہر جا پر طرف رسوا ہے دل

ہای غیورے دلکی اپنی داغ کیا ہے خود سرنے / جی ہی جسکے لئے جاتا ہے اوس سے بی پروا ہے دل

مت پوچھو کیون زیست کرو ہو مردے سے افسردہ تم / ہجر مین لو سکے ہم لوگون نے برسون تک مارا ہی دل

میر پریشان دلکی غم مین کیا کیا خاطر دارے کی / ہاتھ کہین ملتی کیون نہ پھرین اب خون ہو بہ گیا ہے دل

غزل نظیر

کبھو دیکھون نہ سنبل باغ کو مین مجھے اوس زلف دوتا کی قسم / نہ نگہ کرون عارض گل کی طرف مجھے اوس مہ مہر وفا کی قسم

دلون ہرے ہے چمن کے فضا مین صبا وہ بہر طرح سے ناوک کشا / مرے دلکو نہو کبھی اسکی ہوا مجھے کوئی صنم کی ہوا کی قسم

جو مین آیا ادہر کو وہ چشم سیہ مین لے گیا دلکو یہ سیر نگہ / رہی عقل و خرد کی نہ مین جگہ مجھے اس بت ہوش ربا کی قسم

بدن اسکا ہی رو کش برگ سمن مرے بر مین آئے وہ رشک چمن / کہلے غنچۂ دل مرا گل کے نمط مجھے اس گل بند قبا کی قسم

[illegible] شوخ نے دلمین درد دیا تو کچھ اوس سے مزہ مینے ایسا لیا / ٹکڑون ٹکڑون ٹکڑے ہوئے مین دو اپنے کہائی ہے اب تو دوا کے قسم

لگی مہندی کچھ ہاتھون مین اسکی میان تو سرخی کچھ ایسی تھی لالہ فشان / وہ شفق جو کہ صبح کو ہووے عیان سو وہ کہاتی ہے اسکی حنا کی قسم

مینے دیکھا نظیر جو اسکی تئین تو وہ شرم سے ہو گئے سر در زمین / لیا نیچی نگاہون سے جان و دل و دین مین کہون کیا اب اسکی حیا کی قسم

غزل ذکی

نہین تاب کہ دیکھون جمال صنم مجھے اپنے ہی خوش نظری کی قسم / مجھے حسن کے جلوہ گری کی قسم مجھے عشق کے پردہ دری کی قسم

پڑے عاشق زار ہزار یہان مجھے دیکھنے آتی ہے خلق جہان / کوئی دیکھا ہی مجھ سا ہی سوختہ جان مجھے میر ہی دیدہ دری کی قسم

نہو قاصد بلا تو چین مجہے ابہی اپنا خیال آے اور کہین

ابہی ہوش کے اپنی خبر ہے نہین مجہے عالم بیخبری کی قسم

شب وصل کے ہوگئی صبح عیان کہ تڑپنے لگا دل سوختہ جان

مری دیدہ تر ہوئی شعلہ فشان مجہے اس شفق سحری کی قسم

نہ کر استاذ کی تو جگر کو لہو کہ نہ شوق سخن ہے نہ ذوق سخن

تری شعر سے آتی ہے خونکی بو مجہے تیری ہے بجگری کی قسم

مناجات

الہی بحق رسول امام
باآل و باصحاب ختم رسل
مجہے دین دنیا مین عزت سی کہہ
شراب محبت پلادے مجہے
کر ایمان اسلام پر خاتمہ
الہی ہزار اج رود اور سلام

محمد علیہ الصلواۃ و سلام
مجہے دے مرادین ہر جز و کل
یہان اور وہان عیش و عشرت کہہ
تو مستانہ اپنا بنادے مجہے
طفیل نبی و بنی فاطمہ
ہمیر یہ نازل تو خیر مدام

تواریخات متقدمین مظہر

مظہر کا ہو قاتل جو بک مرند و شوم
تاریخ وفات اسکی کہی ار رود رے

اور اسکے شہادتکی خبر ہوئی جو معلوم
ہونے کہا کہ ہان جان جانان مظلوم

دیگر

اہ مرزا نے تیغ دنیا سے
درد فرقت سے اوسکی مثل قلم
سال تاریخ کی تہی مجہکو تلاش
اسمین پیر خرد نے از سر ہوش

جا کے جنت مین جب مقیم ہوا
اہل معنی کا دل دو نیم ہوا
کیونکہ بس حادثہ عظیم ہوا
یہہ کہا اب سخن یتیم ہوا

دیگر

میان منبو جو ذاکر حق سے
راتدن نام حق رٹا کرتے
گر پہ موت سے نہ جو ڈرا
مضطر نہ ہو سکے اور گہبرا کے
چونچ مین داب کر کے کلہیا
منہ سے بولی سوآ مین مین کے

از مولانا فخر الدین صاحب

قطعہ تاریخ

Cultural Academy